

تفسير  
خود القاري

## تالیف

## پارہ نمبر 21

**www.jamiafaridia.org.pk , 040-4466985, 040-4460985**

## جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب \_\_\_\_\_ تفسیر نور القرآن (پارہ نمبر 21)  
 مصنف \_\_\_\_\_ علامہ پیر ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب  
 کمپوزنگ \_\_\_\_\_ محمد ندیم فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال  
 معاون کمپوزنگ \_\_\_\_\_ محمد اشفاق متعلم جامعہ فریدیہ ساہیوال  
 پروف ریڈنگ \_\_\_\_\_ حافظ محمد سجاد فریدی، مدرس جامعہ فریدیہ  
 طباعت \_\_\_\_\_ فریدیہ پرنٹنگ پریس لیاقت چوک  
 ساہیوال فون 040-4221485  
 تاریخ طباعت \_\_\_\_\_ ستمبر 2012ء  
 ناشر \_\_\_\_\_ مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال  
 فون: 040-4466685, 4466985

## فہرست مضامین (پارہ نمبر 21)

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت	صفحہ
۱	نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے	۲۹	۲۵	۲۵
۲	مومنین کو اہل کتاب سے عمدہ طریقے سے بحث کرنے کی تلقین	۲۹	۲۶	۲۵
۳	بعض مشرکین بھی قرآن پر ایمان لاتے ہیں	۲۹	۲۷	۲۷
۴	حضور ﷺ نزول قرآن سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے	۲۹	۲۸	۲۷
۵	خالصوں کے سوا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا کوئی انکار نہیں کرتا	۲۹	۲۹	۲۷
۶	کفار کے اعتراض کہ آپ پر معجزات کیوں نازل نہیں کئے گئے؟	۲۹	۵۰	۲۷
۷	کیا قرآن مقدس کسی معجزہ سے کم ہے؟	۲۹	۵۱	۳۰
۸	وہ لوگ جو باطل پر ایمان لاتے ہیں وہی خسارے میں ہیں	۲۹	۵۲	۳۰
۹	اگر میعاد مقرر نہ ہوتی تو ان پر جلدی عذاب نازل ہو جاتا	۲۹	۵۳	۳۰
۱۰	کفار حضور سے جلد عذاب لانے کا مطالبہ کرتے تھے	۲۹	۵۴	۳۰
۱۱	قیامت کے دن کفار کو عذاب اوپر نیچے سے گھیر لے گا	۲۹	۵۵	۳۱
۱۲	اے ایمان والو! میری زمین وسیع ہے سو تم میری ہی عبادت کرو	۲۹	۵۶	۳۱
۱۳	ہر جان دار موت کو چکھنے والا ہے	۲۹	۵۷	۳۲
۱۴	مومنین جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے	۲۹	۵۸	۳۲
۱۵	صابر لوگ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں	۲۹	۵۹	۳۲
۱۶	اللہ تعالیٰ زمین پر چلنے والے ہر ایک کو رزق دیتا ہے	۲۹	۶۰	۳۳

نمبر شمار	مضامین	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۷	مشرکین مانتے بھی ہیں کہ زمین و آسمان کو اللہ نے پیدا کیا	۲۹	۶۱	۳۳
۱۸	رزق کا وسیع یا تنگ ہونا اللہ کے ہاتھ میں ہے	۲۹	۶۲	۳۴
۱۹	آپ ان سے پوچھیں آسمان سے پانی کون نازل کرتا ہے؟	۲۹	۶۳	۳۴
۲۰	دنیا کی زندگی لہو و لعب جبکہ آخرت کی زندگی حقیقی ہے	۲۹	۶۴	۳۵
۲۱	جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ سے دعا کرتے ہیں اور جب			
	خیریت سے پہنچ جاتے ہیں تو شرک کرنے لگ جاتے ہیں	۲۹	۶۵	۳۵
۲۲	عنقریب وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری سے متعلق جان لیں گے	۲۹	۶۶	۳۵
۲۳	اللہ تعالیٰ نے حرم کو امن والا بنا دیا ہے	۲۹	۶۷	۳۵
۲۴	اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں	۲۹	۶۸	۳۷
۲۵	جو اللہ کی راہ میں کوشش کرتے ہیں اللہ انہیں ہدایت دے دیتا ہے	۲۹	۶۹	۳۷
۲۶	<b>سورة الروم</b>	۳۰		۳۸
۲۷	الف، لام، میم (حروف مقطعات)	۳۰	۱	۳۸
۲۸	بے شک رومی ایرانیوں سے مغلوب ہو گئے	۳۰	۲	۳۸
۲۹	وہ مغلوب ہونے کے بعد دوبارہ غالب ہوں گے	۳۰	۳	۳۸
۳۰	مگر حکم وہاں صرف اللہ ہی کو زیبا ہے	۳۰	۴	۳۹
۳۱	اللہ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے	۳۰	۵	۳۹
۳۲	اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتا	۳۰	۶	۳۹
۳۳	کفار دنیوی زندگی کا علم رکھتے ہیں مگر آخرت سے غافل ہیں	۳۰	۷	۳۹

نمبر شمار	مضامین	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۵	اللہ نے زمین و آسمان کی ہر چیز کو مقرر مدت تک کیلئے بنایا ہے	۳۰	۸	۴۱
۳۶	کفار کو چاہئے کہ زمین میں سفر کر کے پہلوں کا انجام دیکھ لیں	۳۰	۹	۴۱
۳۷	جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اُن کا انجام برا ہی ہے	۳۰	۱۰	۴۱
۳۸	پہلی بار بھی مخلوق کو اللہ ہی پیدا کرتا ہے دوبارہ بھی وہی کرے گا	۳۰	۱۱	۴۳
۳۹	قیامت کے دن مجرمین مایوس ہوں گے	۳۰	۱۲	۴۳
۴۰	اُن کے شرکاء میں سے کوئی بھی اُن کی سفارش نہیں کرے گا	۳۰	۱۳	۴۳
۴۱	جب قیامت قائم ہوگی لوگ منتشر ہو جائیں گے	۳۰	۱۴	۴۳
۴۲	ایمانداروں کو جنت میں خوش و خرم رکھا جائے گا	۳۰	۱۵	۴۳
۴۳	جبکہ کفار کو عذاب پیش کیا جائے گا	۳۰	۱۶	۴۳
۴۴	پس تم صبح و شام اللہ کی تسبیح کرو	۳۰	۱۷	۴۳
۴۵	ہر جگہ اور ہر وقت تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں	۳۰	۱۸	۴۵
۴۶	وہی زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے	۳۰	۱۹	۴۵
۴۷	اللہ کی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ اُس نے ہمیں مٹی سے پیدا کیا	۳۰	۲۰	۴۷
۴۸	یہ بھی اُس کی نشانی ہے کہ اُس نے سکون کیلئے بیویاں پیدا کیں	۳۰	۲۱	۴۷
۴۹	زمین و آسمان کی تخلیق، رنگوں اور زبانوں کا اختلاف بھی نشانیاں ہیں	۳۰	۲۲	۴۷
۵۰	دن کو اسکے فضل کی تلاش اور رات کو نیند بھی نشانیوں سے ہے	۳۰	۲۳	۴۹
۵۱	بارش کے پانی سے مردہ زمین کو زندگی دینا بھی نشانی ہے	۳۰	۲۴	۴۹
۵۲	زمین و آسمان کے اسکے حکم کے تابع ہونا بھی عظیم نشانی ہے	۳۰	۲۵	۴۹



نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۵۳	زمین و آسمان میں سب کچھ اُسی کا ہے اور اُسی کا تابع فرمان ہے	۳۰	۲۶	۵۱
۵۴	جو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے اُس کیلئے فنا کے بعد زندگی دینا زیادہ آسان ہے	۳۰	۲۷	۵۱
۵۵	بھلا تم اپنے غلاموں کو اپنے رزق میں شریک کرنا پسند کرتے ہو؟	۳۰	۲۸	۵۲
۵۶	اگر نہیں تو پھر اللہ کے ساتھ شریک کیوں ٹھہراتے ہو؟	۳۰	۲۸	۵۲
۵۷	خالصوں نے بغیر علم کے اپنی خواہشات کی پیروی کر رکھی ہے	۳۰	۲۹	۵۲
۵۸	اے مومنو! باطل پرستوں سے دور رہ کر اپنے دین پر قائم رہو	۳۰	۳۰	۵۳
۵۹	اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اللہ سے ڈرتے رہو	۳۰	۳۱	۵۴
۶۰	اُن میں سے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا	۳۰	۳۲	۵۴
۶۱	تکلیف کے وقت وہ رب کو پکارتے ہیں اور عافیت میں شرک کرتے ہیں	۳۰	۳۳	۵۶
۶۲	وہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں	۳۰	۳۴	۵۶
۶۳	کیا اللہ نے اُن کے شرک کی کوئی دلیل نازل کی ہے؟	۳۰	۳۵	۵۶
۶۴	لوگ رحمت کا مزہ لیتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور مصیبت میں مایوس	۳۰	۳۶	۵۶
۶۵	بے شک رزق کی تنگی اور وسعت اللہ کے ہاتھ میں ہے	۳۰	۳۷	۵۷
۶۶	آپ قرابتداروں، مسکینوں اور مسافروں کا اُن کا حق ادا کریں	۳۰	۳۸	۵۸
۶۷	سو تمہارے مال کو نہیں بڑھاتا بلکہ زکوٰۃ بڑھاتی ہے	۳۰	۳۹	۵۸
۶۸	اللہ نے ہمیں پیدا کیا پھر رزق دیا پھر موت اور پھر زندہ کریگا	۳۰	۴۰	۵۸
۶۹	کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی یہ کام کر سکتا ہے؟	۳۰	۴۰	۵۸
۷۰	لوگوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے زمین میں فساد پھیلتا ہے	۳۰	۴۱	۶۱

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۷۱	محبوب آپ کہتے زمین میں سفر کر کے مشرکوں کا انجام دیکھو	۳۰	۴۲	۶۱
۷۲	قیامت کے آنے سے پہلے اپنا رخ دین مستقیم کی طرف ہی رکھو	۳۰	۴۳	۶۱
۷۳	کفر کا وبال کافروں پر ہی ہوگا اور جنگ نیکوں کیلئے ہی ہوگی	۳۰	۴۴	۶۳
۷۴	اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نیکوں کو جزا دے گا	۳۰	۴۵	۶۳
۷۵	ہواؤں کا چلنا، کشتیوں کا چلنا اُسکی نشانیوں میں سے ہے	۳۰	۴۶	۶۴
۷۶	آپ سے پہلے بھی اللہ نے مجرموں کو سزا دی اور مومنوں کی مدد فرمائی	۳۰	۴۷	۶۴
۷۷	ہواؤں کا آنا، بادلوں کو اٹھانا اور چلانا، پھر بارش برسانا یہ اللہ کے ہی کام ہیں	۳۰	۴۸	۶۵
۷۸	بے شک لوگ بارش سے پہلے مایوسی کا شکار تھے	۳۰	۴۹	۶۵
۷۹	مردہ زمین کو زندہ کرنا اللہ کی نشانیوں میں سے ہے	۳۰	۵۰	۶۵
۸۰	اگر تیز ہواؤں کے باعث کھیت زرد ہو جائیں تو ناشکری کریں گے	۳۰	۵۱	۶۷
۸۱	محبوب! آپ (حق سے دور) مُردوں اور بہروں کو نہیں سناتے	۳۰	۵۲	۶۷
۸۲	آپ صرف اُنکو سناتے ہیں جو ایمان لانے والے ہیں	۳۰	۵۳	۶۷
۸۳	اللہ ہی جس نے انسان کو کمزور پیدا کیا پھر طاقت دی پھر بڑھا پا	۳۰	۵۴	۶۸
۸۴	قیامت کے دن مجرم قسمیں اٹھائیں گے کہ ہم تو دنیا میں ایک گھڑی ٹھہرے	۳۰	۵۵	۶۹
۸۵	مومن کہیں گے تم جھوٹ بولتے ہو تم تو قیامت تک ٹھہرے ہو	۳۰	۵۶	۶۹
۸۶	اس دن ظالموں کو اُنکی معذرت کوئی نفع نہ دے گی	۳۰	۵۷	۷۰
۸۷	اللہ نے قرآن میں لوگوں کیلئے ہر قسم کی مثالیں پیش کی ہیں	۳۰	۵۸	۷۰
۸۸	اللہ تعالیٰ اسی طرح جاہلوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے	۳۰	۵۹	۷۰

نمبر شمار	مضامین	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۸۹	پس آپ صبر کیجئے بے شک اللہ کا وعدہ برحق ہے	۳۰	۶۰	۷۰
۹۰	<b>سورة لقمان</b>	۳۱		۷۲
۹۱	الف لام میم (حروف مقطعات)	۳۱	۱	۷۳
۹۲	یہ کتاب حکیم کی آیات ہیں	۳۱	۲	۷۳
۹۳	قرآن نیکی کرنیوالوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے	۳۱	۳	۷۳
۹۴	نمازی اور زکوٰۃ دینے والے ہی آخرت پر یقین رکھتے ہیں	۳۱	۴	۷۳
۹۵	وہی اللہ کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور کامیاب ہیں	۳۱	۵	۷۳
۹۶	غافل کرنیوالی کہانیوں کے خریدار عذاب کے حقدار ہیں	۳۱	۶	۷۳
۹۷	کفار کو جب آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ تکبر کرنے لگتے ہیں	۳۱	۷	۷۳
۹۸	مومنین اور صالحین کیلئے خوشیوں والے باغات ہیں	۳۱	۸	۷۵
۹۹	وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے	۳۱	۹	۷۵
۱۰۰	پس اللہ نے بغیر ستون کے آسمان پیدا کئے اور زمین پر پہاڑ	۳۱	۱۰	۷۶
۱۰۱	یہ اللہ کی پیدا کردہ چیزیں ہیں تم دکھاؤ جو تمہارے خداؤں نے پیدا کیں	۳۱	۱۱	۷۶
۱۰۲	بے شک اللہ تعالیٰ نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی	۳۱	۱۲	۷۷
۱۰۳	لقمان نے بیٹے سے کہا، شرک نہ کرنا یہ بہت بڑا جرم ہے	۳۱	۱۳	۷۷
۱۰۴	والدین سے حسن سلوک کی تلقین	۳۱	۱۴	۷۸
۱۰۵	اگر والدین شرک پر مجبور کریں تو انکی بات نہ مانو البتہ دنیا میں			
	اُن سے حسن سلوک کرتے رہو	۳۱	۱۵	۸۰



نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۰۷	رائی کا دانہ آسمانوں، زمینوں میں جہاں بھی اللہ سے بھی لے آئیگا	۳۱	۱۶	۸۰
۱۰۸	لقمان نے بیٹے سے کہا، نماز پڑھو، نیکی کا حکم کرو، برائی سے روکو	۳۱	۱۷	۸۲
۱۰۹	زمین پر تکبر سے مت چلو، اللہ متکبرین کو پسند نہیں فرماتا	۳۱	۱۸	۸۲
۱۱۰	چلنے میں میانہ روی اختیار کرو اور آوازی دھیمی رکھو	۳۱	۱۹	۸۲
۱۱۱	اللہ نے آسمان وزمین کو ہر چیز کو انسان کے کاموں میں لگا رکھا ہے	۳۱	۲۰	۸۴
۱۱۲	کفار قرآن کی پیروی کی بجائے باپ دادا کی پیروی کو ترجیح دیتے ہیں	۳۱	۲۱	۸۴
۱۱۳	جس نے اللہ کے سامنے اپنا چہرہ جھکا دیا وہی مضبوط راستے پر ہے	۳۱	۲۲	۸۵
۱۱۴	محبوب! کفار کے کفر سے آپ غمزدہ نہ ہوں	۳۱	۲۳	۸۵
۱۱۵	اللہ انہیں دنیا میں تھوڑا فائدہ ہی پہنچائے گا	۳۱	۲۴	۸۶
۱۱۶	آپ پوچھیں آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا تو کہیں گے اللہ نے	۳۱	۲۵	۸۶
۱۱۷	جو کچھ آسمان وزمین میں ہے سب اللہ کی ملکیت ہے	۳۱	۲۶	۸۷
۱۱۸	تمام درخت قلمیں، تمام سمندر سیاہی پھر بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں	۳۱	۲۷	۸۷
۱۱۹	اللہ کیلئے سب کا دوبارہ زندہ کرنا اور پیدا کرنا ایک جان کی طرح ہے	۳۱	۲۸	۸۷
۱۲۰	بے شک اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے	۳۱	۲۹	۸۷
۱۲۱	اسکی وجہ یہ ہے کہ بے شک اللہ ہی برحق ہے	۳۱	۳۰	۸۸
۱۲۲	سمندروں میں کشتیوں کا چلنا اللہ کی نشانیوں میں سے ہے	۳۱	۳۱	۹۰
۱۲۳	اگر طوفان کی لپیٹ میں آجائیں تو عبادت اور جب عافیت سے خشکی میں پہنچ جائیں تو اللہ کی آیتوں کا انکار	۳۱	۳۲	۹۰

نمبر شمار	مضامین	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۲۵	اس دن سے ڈرو جس دن کوئی باپ بیٹا کام نہ آئے گا	۳۱	۳۳	۹۰
۱۲۶	اُن پانچ چیزوں کا ذکر جن کا علم اللہ ہی کے پاس ہے	۳۱	۳۴	۹۲
۱۲۷	<b>سورة السجده</b>	۳۲		۹۵
۱۲۸	الف لام میم (حروف مقطعات)	۳۲	۱	۹۶
۱۲۹	قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل کی گئی ہے کتاب ہے	۳۲	۲	۹۶
۱۳۰	منکرین کہتے ہیں یہ کتاب گھڑی ہوئی ہے بلکہ برحق ہے	۳۲	۳	۹۶
۱۳۱	آسمانوں اور زمینوں میں موجود ہر چیز کو اللہ نے چھ دن میں پیدا فرمایا	۳۲	۴	۹۶
۱۳۲	اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین تک کی ہر چیز میں تدبیر فرماتا ہے	۳۲	۵	۹۸
۱۳۳	اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب و عالم حاضر ہے	۳۲	۶	۹۸
۱۳۴	اُسی نے ہر شے کو حسن دیا اور انسان کو مٹی سے بنایا	۳۲	۷	۹۸
۱۳۵	پھر ایک حقیر پانی کے نچوڑ سے اس کی نسل بڑھائی	۳۲	۸	۹۸
۱۳۶	پھر پتلے کو ہموار کیا اور اس میں روح پھونکی	۳۲	۹	۹۸
۱۳۷	کفار مرنے کے بعد دوبارہ جی اُٹھنے کے منکر ہیں	۳۲	۱۰	۱۰۰
۱۳۸	موت کا فرشتہ تمہیں وفات دیتا ہے (یعنی موت خود نہیں آتی)	۳۲	۱۱	۱۰۰
۱۳۹	کاش آپ دیکھیں جب مجرم رب کے سامنے کھڑے ہونگے	۳۲	۱۲	۱۰۲
۱۴۰	اللہ تعالیٰ ضرور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دے گا	۳۲	۱۳	۱۰۲
۱۴۱	تم نے جو اس دن کی حاضری کو بھلا دیا تھا اب مزہ چکھو	۳۲	۱۴	۱۰۲
	اللہ کی آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں جو عاجزی پسند ہیں	۳۲	۱۵	۱۰۳

نمبر شمار	مضامین	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۴۲	وہ بہت کم سوتے ہیں ہر وقت رب کی یاد میں رہتے ہیں	۳۲	۱۶	۱۰۴
۱۴۳	کوئی نہیں جانتا کہ اللہ نے نیکوں کی جزا میں کیا چھپا رکھا ہے	۳۲	۱۷	۱۰۴
۱۴۴	ایمان دار اور فاسق کبھی برابر نہیں ہو سکتے	۳۲	۱۸	۱۰۴
۱۴۵	مومنین اور صالحین کے جنت میں مہمانی ہے	۳۲	۱۹	۱۰۶
۱۴۶	اور جنہوں نے نافرمانی کی اُن کا ٹھکانہ آگ ہے	۳۲	۲۰	۱۰۶
۱۴۷	اللہ دنیا میں اُنہیں چھوٹا عذاب دے گا تا کہ کفر سے ہٹ جائیں	۳۲	۲۱	۱۰۶
۱۴۸	رب کی آیتوں سے اعراض کر نیوالے سے بڑا ظالم کون ہے	۳۲	۲۲	۱۰۶
۱۴۹	اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی جو بنی اسرائیل کیلئے ہدایت ہے	۳۲	۲۳	۱۰۸
۱۵۰	جب انہوں نے صبر کیا تو اللہ ان میں سے بعض کو امام بنا دیا	۳۲	۲۴	۱۰۸
۱۵۱	بے شک اللہ ہی قیامت کے دن اُن میں فیصلہ فرمائے گا	۳۲	۲۵	۱۰۸
۱۵۲	کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اُن سے پہلی کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا	۳۲	۲۶	۱۰۸
۱۵۳	کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ بنجر زمین کو پانی سے آباد کر دیتا ہے	۳۲	۲۷	۱۱۰
۱۵۴	جس سے وہ خود بھی کھاتے ہیں اور اُنکے مویشی بھی	۳۲	۲۷	۱۱۰
۱۵۵	کفار پوچھتے ہیں ہمارے درمیان فیصلہ کب ہوگا؟	۳۲	۲۸	۱۱۰
۱۵۶	آپ فرمائے، فیصلے کے دن کفار کو اُنکا ایمان نفع نہیں دے گا	۳۲	۲۹	۱۱۰
۱۵۷	آپ اُن سے اعراض کیجئے اور انتظار کیجئے	۳۲	۳۰	۱۱۰
۱۵۸	<b>سورة احزاب</b>	۳۳		۱۱۲
۱۵۹	محبوب! آپ صرف اللہ سے ڈرتے رہیں	۳۳	۱	۱۱۴

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۶۰	آپ صرف وحی کی پیروی کریں	۳۳	۲	۱۱۴
۱۶۱	اور اللہ پر توکل رکھئے اور اللہ کافی کارساز ہے	۳۳	۳	۱۱۴
۱۶۲	بیویوں سے ظہار اور منہ بولے بیٹے کی وضاحت	۳۳	۴	۱۱۴
۱۶۳	منہ بولے بیٹوں کو اُنکے حقیقی باپ کی طرف نسبت دیکر پکارو	۳۳	۵	۱۱۶
۱۶۴	نبی کریم ﷺ مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں	۳۳	۶	۱۱۸
۱۶۵	تمام ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں	۳۳	۶	۱۱۸
۱۶۶	اللہ کا انبیاء سے پکا عہد لینے کا تذکرہ	۳۳	۷	۱۲۰
۱۶۷	اللہ نے کافروں کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے	۳۳	۸	۱۲۰
۱۶۸	کفار نے جب مسلمانوں پر لشکر کشی کی تو اللہ نے آندھی بھیج دی	۳۳	۹	۱۲۲
۱۶۹	اُس وقت تمہاری بری حالت تھی جب کفار ہر طرف سے حملہ آور تھے	۳۳	۱۰	۱۲۲
۱۷۰	یہ مومنوں کی آزمائش کیلئے تھا اور انہیں شدت جھنجھوڑ دیا گیا تھا	۳۳	۱۱	۱۲۲
۱۷۱	اُس وقت منافقین رسول اللہ کے وعدے کو جھٹلا رہے تھے	۳۳	۱۲	۱۲۴
۱۷۲	منافقین اس میدان سے بھاگنے کے بہانے بنا رہے تھے	۳۳	۱۳	۱۲۵
۱۷۳	اگر مدینہ کے اطراف سے حملہ ہو جاتا اور اُن سے شرک طلب کر لیا جاتا تو وہ (منافق) ضرور شرک کر بیٹھتے	۳۳	۱۴	۱۲۵
۱۷۴	حالانکہ یہ اللہ سے وعدہ کر بیٹھے تھے کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے	۳۳	۱۵	۱۲۶
۱۷۵	محبوب فرما دیجئے تمہیں بھاگنا فائدہ نہ دے گا	۳۳	۱۶	۱۲۶
۱۷۶	فرمائیے، اگر اللہ تمہیں مصیبت میں ڈال دے تو کون بچاؤ گا	۳۳	۱۷	۱۲۷



نمبر شمار	مضامین	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۷۸	بے شک اللہ تعالیٰ جہاد سے روکنے والوں کو خوب جانتا ہے	۳۳	۱۸	۱۲۸
۱۷۹	منافقین لڑنے میں بزدل اور فتح کے وقت مال غنیمت کیلئے حریص ہیں	۳۳	۱۹	۱۲۸
۱۸۰	منافقین جنگ سے جان چھڑانے کیلئے مختلف خواہشیں رکھتے ہیں	۳۳	۲۰	۱۳۰
۱۸۱	بیشک تمہاری رہنمائی کیلئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے	۳۳	۲۱	۱۳۰
۱۸۲	ایمانداروں نے جب کفار کے لشکر کو دیکھا تو مچل گئے	۳۳	۲۲	۱۳۲
۱۸۳	مومنین میں ایسے جو انہر د ہیں جنہوں نے اللہ کا وعدہ سچا کر دکھایا	۳۳	۲۳	۱۳۲
۱۸۴	اللہ تعالیٰ وعدہ پورنے والوں کو جزائے خیر دے گا	۳۳	۲۴	۱۳۲
۱۸۵	اللہ نے کفار کے لشکر کو نامراد واپس لوٹا دیا	۳۳	۲۵	۱۳۴
۱۸۶	عداری کی بناء پر یہود سے جنگ کرنے کا حکم	۳۳	۲۶	۱۳۴
۱۸۷	اللہ نے آپ کو ان کی زمین و مال کا مالک بنا دیا	۳۳	۲۷	۱۳۶
۱۸۸	محبوب! اگر تمہاری ازواج دنیا کی طالب ہیں تو انہیں دیکر رخصت کر دو	۳۳	۲۸	۱۳۶
۱۸۹	اگر اللہ اسکے رسول اور آخرت کا ارادہ رکھتی ہیں تو انکے لئے بڑا اجر ہے	۳۳	۲۹	۱۳۶
۱۹۰	ازواج مطہرات سے معصیت سرزد ہو جانے پر دوہرا گناہ	۳۳	۳۰	۱۳۸
۱۹۱	<b>پارہ نمبر ۲۲</b>	۳۳		۱۴۰
۱۹۲	ازواج مطہرات کیلئے فرمانبرداری پر اجر بھی دوہرا ملے گا	۳۳	۳۱	۱۴۰
۱۹۳	اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو	۳۳	۳۲	۱۴۰
۱۹۴	اپنے گھروں میں رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار نہ کرو	۳۳	۳۳	۱۴۱
۱۹۵	گھروں میں تلاوت کی جانیوالی اللہ کی آیتوں کو یاد کرو	۳۳	۳۴	۱۴۲

أَتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ  
وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى  
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ  
أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ﴿۳۵﴾  
وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا  
بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا  
مِنْهُمْ وَقُولُوا أَمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ  
إِلَيْنَا وَأَنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَالْهَذَا وَالْهَؤُلَاءِ  
وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۳۶﴾

ﷺ  
الْحَقُّ  
الْعَظِيمُ

تفسیر

(اے محبوب کریم) آپ اس کتاب کی تلاوت کرتے رہئے جس کی آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم رکھئے بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو (۳۵) اور (اے مسلمانوں) اہل کتاب سے صرف عمدہ طریقہ سے بحث کرو مساوان کے جو ان میں سے ظالم ہیں اور تم کہو ہم اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اور ہمارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اُس کے تابع فرمان ہیں (۳۶)

آیہ مبارکہ میں حضور ﷺ اور آپ کی ساری اُمت کو دو باتوں کا حکم دیا جا رہا ہے پہلا حکم تو یہ ہے کہ قرآن مقدس کی تلاوت کریں، دوسرا حکم یہ ہے نماز قائم کریں، نماز بے حیائی اور گناہ سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑا بلند ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔

قرآن مقدس کی تلاوت سکون بخشی ہے، دل کا زنگ دھو دیتی ہے بندے کو خدا سے ملاتی ہے بندے پر تلاوت کے وقت انوارِ الہی کی بارش ہوتی ہے احکامِ الہی پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کی قوموں کے حالات سے خبر ہوتی ہے، اپنے اندر اصلاح کا احساس ہوتا ہے مگر یہ ساری برکات اُسے نصیب ہوتی ہیں جو اُسے اخلاص سے پڑھے گا۔ کچھ لوگوں کی تلاوت کا ذکر حدیث میں اس

طرح آتا ہے جن کی تلاوت دل میں نہیں اُترتی وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔

دوسرا حکم نماز پڑھنے کا فرمایا گیا ہے کہ نماز برائی بے حیائی سے روکتی ہے، اگر نماز پڑھنے کے ساتھ برائی ابھی جاری ہے نمازی جھوٹ بولتا ہے کم تو لیتا ہے تو پھر سمجھ لینا چاہئے کہ نماز کی ادائیگی میں اس بندے نے نماز کا حق ادا نہیں کیا، اُسے اس کے حقوق کے ساتھ نہیں پڑھا۔ حق یہ تھا کہ خلوص سے پڑھتا، عجز و انکساری سے پڑھتا، فرائض واجبات صحیح بجالاتا اگر اس نمازی نے نماز کو اس انداز سے ادا نہیں کیا تو یہ نماز تو پڑھی گئی مگر قائم نہیں ہوئی ایسی نماز اس کی اصلاح کا باعث نہیں بن سکتی۔ دوائی تو مریض کو وہی مفید ہے جو قواعد و ضوابط کے مطابق کھلائی جائے ورنہ دوائی مفید نہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس آدمی کو اس کی نماز بے حیائی اور برائی سے نہیں روکتی وہ نماز اُسے خدا سے دور کر دے گی، آیہ کے اگلے حصہ میں فرمایا گیا واقعی ہی اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے ایک دن صحابہ کو دیکھا مسجد میں اکٹھے حلقہ بنائے بیٹھے ہیں فرمایا اس خاص انداز سے کیوں بیٹھے ہو عرض کی یا رسول اللہ کہ اللہ کا ذکر کریں اور اس کی طرف سے جو ہمیں اسلام کی دولت ملی ہے اس کا شکر کریں، حضور ﷺ نے فرمایا صحابہ اللہ تم پر فخر کر رہا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں یہ عنوان اس طرح ملتا ہے، اللہ فرماتا ہے میں نے محفل ذکر میں بیٹھنے والوں کو معاف کر دیا ہے ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں ہوتا۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے ذکر الہی میں کوتاہی نہ کرو تم اس کو یاد کرو گے وہ تمہیں یاد کرے گا (مظہری)

اگلی آیہ مبارکہ میں اہل کتاب کو تبلیغ کرنے، حق کی طرف بلانے کا انداز سکھایا جا رہا ہے کہ جب اہل کتاب کو سمجھانے لگو تو انداز صاف ستھرا پسندیدہ ہونا چاہئے۔ اس عنوان کو قرآن مقدس نے دوسری جگہ اس طرح ارشاد فرمایا ہے اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھے انداز سے بلاؤ۔ بحث کا انداز ہو تو وہ بھی بطریق احسن ہو، انداز گفتگو کو اس آیہ پاک میں فرمایا گیا انہیں کہو ہم بھی کتاب کو مانتے ہیں تم بھی مانتے ہو

تمام انبیاء علیہم السلام نے توحید کا درس دیا ہے، اللہ تمہارا بھی ایک ہے ہمارا بھی ایک ہے، تورات انجیل کے بارہ میں بھی ہم مانتے ہیں وہ آسمانی کتابیں ہیں اور ہم سب اللہ کے حضور گردنیں جھکاتے ہیں اہل کتاب سے جو ظالم ہیں ان سے سخت لہجہ اختیار کیا جاسکتا ہے دھیما انداز بہر حال اچھا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

(اے محبوب کریم) ہم نے اسی طرح آپ کی طرف کتاب نازل کی ہے پس جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور بعض ان (مشرکین) میں سے بھی ایمان لے آتے ہیں اور ہماری آیتوں کا صرف کفار ہی انکار کرتے ہیں (۴۷) اور آپ نزول قرآن سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی اس سے پہلے آپ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے ورنہ باطل پرست شک میں پڑ جاتے (۴۸) بلکہ یہ ان لوگوں کے سینوں میں واضح آیتیں ہیں جن کو علم دیا گیا ہے اور ظالموں کے سوا ہماری آیتوں کا کوئی انکار نہیں کرتا (۴۹) اور کفار نے کہا ان پر رب کی طرف سے معجزات کیوں نازل نہیں کئے گئے آپ کہتے معجزات تو اللہ ہی کے پاس ہیں میں تو برسرا عام عذاب سے ڈرانے والا ہوں (۵۰)

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ الْفٰلِقِیْنَ  
اَتَيْنَهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمِنْ  
هَٰؤُلَاءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ وَمَا یَجْحَدُ  
بِآیٰتِنَا اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ  
تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَلَا تَخْطُّهٗ  
بِیْمِیْنِكَ اِذَا الْاُرْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝  
بَلْ هُوَ اِلَٰهٌ یَّیْتُّكَ فِیْ صُدُوْرِ  
الَّذِیْنَ اَوْثَقُوا الْعِلْمُ وَمَا یَجْحَدُ بِآیٰتِنَا  
اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالُوا الْوَلَاۤءُ اَنْزَلَ  
عَلٰیہٗ اٰیٰتٍ مِّنْ رَّبِّہٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ  
عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝

ﷺ  
الْعَظَمِیْمِ



## تفسیر

حضور ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے، اے محبوب کریم! (ﷺ) ہم نے پہلے انبیاء کی طرح آپ پر بھی قرآن حکیم اُتارا، اہل کتاب میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے قرآن حکیم میں نور ہدایت دیکھا تو بلا تاخیر ایمان لے آئے اور اہل مکہ سے بھی کئی لوگ ایمان لا رہے ہیں، ہماری آیتوں کا انکار کفار ہی کرتے ہیں ان کے دلوں پر سیاہی جم چکی ہے، ایمان سے محروم رہیں گے کوئی سلیم العقل آدمی انکار نہیں کر سکتا۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ ان اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور ﷺ کی جلوہ گری سے پہلے اس قرآن پر ایمان لے آئے تھے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں دین اسلام کے بارہ میں پڑھا تھا، ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی، دراصل اہل کتاب وہی لوگ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی تشریف آوری سے قبل اپنی کتابوں میں دی گئی بشارتوں پر یقین کر لیا اور اپنی کتابوں کی تصدیق کی یا آپ کے زمانہ پاک میں جو لوگ ایمان لائے ان کے علاوہ دوسرے اہل کتاب نام کے اہل کتاب ہیں حقیقت میں نہیں یا جن کے دلوں پر سیاہی جم چکی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اگلی آیت مبارکہ میں حضور ﷺ سے فرمایا گیا ہے محبوب آپ قرآن نازل ہونے سے پہلے کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے ورنہ باطل پرست شک میں پڑ جاتے کہ سابق انبیاء کی جو خبریں آپ نے بیان کی ہیں وہ انہوں نے تورات میں پڑھ لی ہیں اور ان پر کلام اللہ نازل نہیں ہوا اور ہماری کتاب میں جس نبی کی خبر دی گئی ہے وہ اُمی ہے۔ حضور ﷺ کے بے شمار معجزات میں سے یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ آپ نے دنیا کے کسی انسان سے لکھا پڑھا نہیں مگر آپ کا لکھنا پڑھنا ثابت ہے۔ صلح حدیبیہ کا واقعہ مشہور ہے جسے بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے جب صلح نامہ لکھا گیا تو اس میں تحریر تھا ”محمد رسول اللہ“ مشرکین بگڑ گئے ہم آپ کو رسول اللہ مانتے ہی نہیں، آپ رسول اللہ کا لفظ کاٹ دیں اور محمد بن عبداللہ لکھیں

آپ نے حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا یہ لفظ کاٹ دیں اور محمد بن عبد اللہ لکھ دیں کہ امن سے صلح ہو جائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں لفظ رسول اللہ کو ہرگز نہیں مٹاؤں گا، تب حضور ﷺ نے فرمایا مجھے دکھاؤ یہ کہاں ہے جب تحریر دکھائی گئی تو آپ نے اُسے مٹا دیا اور ابن عبد اللہ لکھ دیا۔

قرآن مقدس کے بارہ میں فرمایا گیا یہ ایمانداروں کے سینوں میں واضح آیات ہیں ہماری آیتوں کا انکار ظالم ہی کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں واضح آیتوں سے مراد حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے وہ اپنی کتابوں میں حضور ﷺ کی صفت اُمّی ہونا پاتے ہیں مگر جانوں پر ظلم کیا اور انہیں چھپا دیا کفار نے کہا ان پر رب کی طرف سے معجزات کیوں نہیں اُتارے گئے؟ ان کی مراد پہلے انبیاء جیسے معجزات کیوں نہیں اُتارے گئے؟ موسیٰ علیہ السلام کا عصا ید بیضاء، عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر مردے زندہ کیے گئے، صالح علیہ السلام کی اونٹنی ایسے معجزات کیوں نہیں؟ حضور کے معجزات تو تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہیں۔ آپ کہہ دیجئے معجزات تو اللہ ہی کے پاس ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے اپنے نبیوں کو عطا فرماتا ہے میں تو ڈر سنانے والا ہوں اُن کے مطلوبہ معجزات نہ دکھانے میں حکمت یہ تھی حضور دکھا دیتے اور وہ پھر ہٹ دھرمی سے ایمان نہ لاتے تو ان پر عذاب نازل ہو جاتا وہ ہلاک ہو جاتے، اللہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ حضور کے ہوتے ہوئے ان پر عذاب آئے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب اتاری جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے بیشک اُس میں رحمت ہے اور ایمانداروں کیلئے نصیحت ہے (۵۱) آپ کہہ دیجئے میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ کافی ہے وہ آسمانوں اور زمین کی ہر شے کو جانتا ہے وہ لوگ جو باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کا انکار کرتے ہیں وہی لوگ خسارے میں ہیں (۵۲) وہ آپ سے عذاب نازل ہونے کی جلدی کرتے ہیں اگر معیاد مقرر نہ ہوتی تو ان پر عذاب آجاتا اور اپنے وقت پر اچانک آئے گا اور انہیں خبر تک نہ ہوگی (۵۳) وہ آپ سے جلدی عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور جہنم یقیناً کفار کو گھیرے گا (۵۴)

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۱  
كُفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۙ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۵۲  
لِيَسْتَعْجِلُوْكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَا اَجَلَ مُّسَمًّى ۚ لَّجَآءُهُمُ الْعَذَابُ ۚ وَلِيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۳  
لِيَسْتَعْجِلُوْكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ ۝۵۴

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
الصلوات

### تفسیر

بھلی آیہ مبارکہ میں کفار کے ایک مطالبہ کا ذکر تھا کہ اُن پر پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرح معجزات کیوں نہیں اتارے جاتے، اس کا جواب فرمایا جا رہا ہے کہ محبوب انہیں کہہ دیجئے کہ قرآن مقدس سے بڑھ کر اور کس معجزہ کو چاہتے ہو اس مبارک کتاب میں رحمت ہے نصیحت ہے اگر اس سے تم فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور اس سے سیدھی راہ حاصل نہیں کر سکتے تو پھر کسی اور معجزہ سے تمہارے لئے ہدایت حاصل ہونے کی کوئی اُمید نہیں۔ یہ مبارک کتاب تو انہیں بار بار سنائی جاتی ہے اگر ایک بار سننے سے ہدایت حاصل نہ ہو تو

دوسری بار میں ہو جائے یا اس کے بعد ہو جائے، دوسرے معجزات میں تو یہ بات نہیں ہوتی اس کتاب میں رحمت ہے نصیحت ہے ترغیب ہے یہ بات دوسرے معجزات میں کب ہوتی ہے۔

محبوب کریم! (ﷺ) آپ انہیں کہہ دیجئے میری سچائی کیلئے یہی کافی ہے اللہ میری صداقت اور میری رسالت کی گواہی دے رہا ہے وہ خدا جو ہر شے کو جانتا ہے جس سے کوئی شے چھپی نہیں جب میری شہادت میرا خدا دے رہا ہے تو اب ساری دنیا میرا انکار کرتی رہے مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ پہلی تو میں بھی اپنے نبیوں سے یہی کہتی تھیں اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لاؤ، وہی طریقہ اہل مکہ نے اپنایا ہے تجھ سے عذاب جلد آنے کی باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر تم اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہو تو ہم پر جلد عذاب لاؤ، آپ انہیں کہہ دیجئے تمہارے عذاب کیلئے قدرت نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جب وہ وقت آجائے گا تو تمہیں عذاب برباد کر دے گا اور وہ اچانک آئے گا تمہیں ہوش تک نہ ہوگی۔

ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ ان کی موت کے بعد فوراً ان پر عذاب آجائے گا کیونکہ انسان کے مرتے ہی اس کی قیامت آجاتی ہے۔ اس کے بعد فرمایا گیا یہ آپ سے عذاب کو جلد طلب کر رہے ہیں (یہ مطمئن رہیں) دوزخ کافروں کا احاطہ کرنے والی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اُس دن عذاب ان کو اوپر سے اور ان کے پیروں کے نیچے سے ڈھانپ لے گا اور (اللہ) فرمائے گا جو کچھ تم کرتے تھے (اب اس کا) مزہ چکھو (۵۵) اے میرے ایماندار بندو! بے شک میری زمین وسیع ہے سو تم میری ہی عبادت کرو (۵۶) ہر جاندار موت کو بچکنے والا

يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ قُودِهِمْ  
وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا  
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۵۵ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ  
اٰمَنُوا اِنَّ اَرْضِيْ وَاَسْعٰ فَاَيُّهَا فَاَعْبُدُونِ ۝  
كُلُّ نَفْسٍ ذٰلِقَةٌ لِّلْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا



ہے پھر تم ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے (۵۷)  
 جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام  
 کئے ہم انہیں ضرور اس جنت کے بالا خانے  
 میں جگہ دیں گے جس کے نیچے دریا بہتے ہیں وہ  
 ان میں ہمیشہ رہیں گے نیک عمل کرنے والوں  
 کا اچھا اجر ہے (۵۸) جن لوگوں نے صبر کیا اور  
 وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں (۵۹)

تَرْجَعُونَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
 الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَهُمْ مِنَ الْجَنَّاتِ عُرْفًا  
 مُّجْرًى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ  
 فِيهَا نِعَمٌ أَجْرًا لِلْعَمِلِينَ ۝ الَّذِينَ  
 صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝

اللہ  
 الصّٰلِحِیْنَ  
 الْعِظَمَاءِ

### تفسیر

کفار کی سزا کا ذکر فرمایا گیا کہ انہیں عذاب اوپر اور ان کے پاؤں کے نیچے سے ڈھانپ لے گا اور  
 اللہ فرمائے گا جو کچھ کرتے تھے اس کا مزہ چکھو جیسے دنیا میں انہیں ان کی بد عملیوں نے ڈھانپ رکھا تھا اور ان  
 کی زندگی کے تمام لحاظ تکبر، حسد، غرور، برائی میں ڈھپے ہوئے تھے ان کے اس کردار کی سزا میں دوزخ  
 انہیں اوپر نیچے سے ڈھانپ دے گی۔ اس عذاب سے بچنے کیلئے ایمانداروں کو حکم دیا جا رہا ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ اس آیہ مبارکہ کا معنی فرماتے ہیں جب کسی زمین میں گناہوں کا ارتکاب کیا  
 جائے تو وہاں سے نکل جاؤ کہ گناہوں سے بچ سکو اور عذاب سے محفوظ رہ سکو۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ جب  
 تمہیں گناہوں کی دعوت دی جائے تو وہاں سے بھاگ جاؤ، زمین کے وسیع ہونے کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا  
 ہے کہ میرا رزق تم پر وسیع ہے جس جگہ رہ کر عبادت نہ کی جاسکے وہاں سے ہجرت کر کے ایسی جگہ چلے جاؤ  
 جہاں امن سے خدا کی عبادت کر سکو اور جہاں اللہ کے بندے ہوں جس علاقہ میں ایمان کا اظہار کرنا مشکل  
 ہو وہاں سے ہجرت کر کے پر امن علاقہ میں چلے جاؤ۔ ہر ایک جان نے موت کو چکھنا ہے ہجرت میں ایک  
 خطرہ یہ ہے کہ دشمن مار دے گا، جواب دیا گیا ہے کہ مرنا تو بہر حال ہے تجھے مارنے والا بھی مرے گا۔

دنیا سے دل نہ لگاؤ آخر مرنا ہے، اس آیہ پاک میں توجہ دلائی جا رہی ہے اللہ کے حکموں پر عمل کرنے کیلئے وطن چھوڑنا بھی پڑے تو چھوڑ دیں اور ہجرت کر لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص دین کی وجہ سے ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں گیا خواہ وہ ایک بالشت کے فاصلہ پر گیا ہو تو وہ جنت کا مستحق ہوگا۔

اگلی آیہ پاک میں جنت میں ایمانداروں کے مقام کا ذکر فرمایا گیا کہ وہ جنت کے بالا خانوں میں ہوں گے، حضور ﷺ نے فرمایا جنت والے اپنے اوپر بالا خانوں کے لوگوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم لوگ آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہو ایک اعرابی نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ بالا خانہ کس کیلئے ہے، فرمایا جو شیریں گفتگو کرے، کھانا کھلائے، ہمیشہ روزے رکھے اور رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرے یہ انعامات ان کیلئے ہیں جنہوں نے مشکلات پر صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اور کتنے ہی زمین پر چلنے والے ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ تعالیٰ انہیں بھی رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی اور وہ سب باتیں سننے والا ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے (۶۰) (۱۷) محبوب) اگر آپ (ان مشرکوں) سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے تالیق کیا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے پھر وہ توحید سے کہاں پھرے جاتے ہیں (۶۱) اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے

وَكَايْنٍ مِّنْ دَابَّةٍ لَا يَخْبِلُ رِزْقُهَا ۖ  
اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ  
الْعَلِيمُ ۝ وَلٰكِنْ سَاَلْتَهُمْ مِّنْ خَلْقِ  
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَسَخَّرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ  
لِيَقُولَنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰی يَوْمُكُوْنَ ۝  
اللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ  
مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ  
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَلٰكِنْ سَاَلْتَهُمْ  
مِّنْ تَرْلٍ مِّنَ السَّمَآءِ مَاءٍ فَاَحْيَا بِهِ

جس کیلئے چاہتا ہے بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (۶۲) اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی کس نے اُتارا اور پھر اس کے ساتھ بنجر زمین کو زندہ کیا تو ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے، تو آپ کہہ دیجئے الحمد للہ (حق واضح ہو گیا) بلکہ ان میں اکثر لوگ نادان ہیں (۶۳)

الْأَرْضُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولَنَّ  
اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ  
لَا يَعْقِلُونَ ۝۶۳

صَلَّى  
الْحَقِّ  
الْعَظِيمِ

### تفسیر

جب مکہ مکرمہ کے اندر مسلمانوں کیلئے رہنا دشوار ہو گیا کفار نے اپنی سازشوں کے ساتھ مشکلات پیدا کر دیں، عبادات پر طنز و طعن عام کر دیا، اب اس کے بغیر کوئی اور صورت نہ تھی کہ یہاں سے ہجرت کر لی جائے، حضور سید عالم ﷺ نے ایمانداروں کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا، بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ نیا علاقہ ہے، رشتہ دار وہاں ہے کوئی نہیں مکہ سے اُجڑ کر وہاں جائیں گے، رہائش قیام خوراک کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ اُن کے اطمینان کیلئے یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی کہ بے شمار مخلوق تم دیکھتے ہو کیا انہوں نے اپنی خوراک اپنی پیٹھوں پر اکٹھی کر رکھی ہے، اللہ انہیں اپنے فضل سے خوراک مہیا کر دیتا ہے وہ اللہ تمہیں بھی محروم نہیں کرے گا تم اپنی خوراک رہائش کیلئے پریشان نہ ہو جاؤ۔

حضور ﷺ سے فرمایا گیا محبوب اگر آپ ان مشرکوں سے یہ پوچھیں کہ زمین و آسمان کو کس نے بنایا، چاند سورج کو فرمانبردار کس نے کیا تو پھر وہ ضرور کہیں گے، اللہ نے۔ کفار سے تو حید کا اقرار کرایا جا رہا ہے کہ زمین و آسمان کا خالق تو اللہ کو مانتے ہیں، چاند سورج کی فرمانبرداری اور ان کا مخلوق کی خدمت کیلئے مصروف رہنا یہ بھی اللہ ہی کا کام مانتے ہیں، حیرت ہے اس اقرار کے باوجود بتوں کو بھی خدا مانتے ہیں جن کا کائنات بنانے پیدا کرنے میں کوئی حصہ نہیں۔

اگلی آیہ مبارکہ میں کفار کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ اگر مسلمان حق پر ہوتے تو ان کی مالی حالت اس قدر کمزور کیوں ہوتی، رہائش کیلئے جگہ نہیں لباس پرانا ہے جوتا ہے نہیں، کھانے کا انتظام نہیں اسکا جواب دیا جا رہا ہے مال و دولت کی فراوانی حق پر ہونے کی دلیل نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے وسیع رزق دے دیتا ہے جسے چاہتا ہے اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے پھر انہیں سے تو حید کا اقرار دوسرے انداز میں کرایا جا رہا ہے، محبوب! ان سے پوچھئے آسمان سے پانی کون اتارتا ہے، بنجر زمین کو آباد کون کرتا ہے تو پھر بھی ان کا جواب یہی ہوگا کہ ”اللہ تعالیٰ“ محبوب آپ کہہ دیجئے الحمد للہ حق واضح ہو گیا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

یہ دنیا کی زندگی تو صرف لہو و لعب ہے اور آخرت کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے کاش وہ اس حقیقت کو جان لیں (۶۴) جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ سے اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے دعا مانگتے ہیں پھر جب انہیں اللہ سلامتی سے پہنچا دیتا ہے تو شرک کرنے لگ جاتے ہیں (۶۵) تاکہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کر لیں اور اس سے لطف اٹھالیں عنقریب ہے وہ جان لیں گے (۶۶) کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنا دیا ہے کہ حالانکہ اس کے قرب و جوار میں لوگوں کو اچک لیا جاتا ہے کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں (۶۷)

وَمَا هَذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ  
وَلَعِبٌ وَّانَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ  
الْحَيٰوةُ اَمْ كَاُنَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۴  
رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ  
لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا تَجَسَّصُوْا اِلَى الْبَرِّ  
اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝۶۵ لِيَكْفُرُوْا بِمَا  
اَتَيْنَهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۶۶  
اَوْ لَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا مِّنْهُمۡ وَنُحِطُّ  
النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَقْبَالُ الْبَاطِلِ  
يُؤْمِنُوْنَ وَنِعْمَ اللّٰهُ يَكْفُرُوْنَ ۝۶۷

صَلَّى  
الْحَقِّ  
الْعَظِيمِ



## تفسیر

کفار و مشرکین اپنے مال و دولت پر نازاں تھے اور اسی کو ہی سب کچھ خیال کرتے تھے اس دولت کی فراوانی کو ہی اپنے حق پر ہونے کی دلیل سمجھتے تھے انہیں سمجھایا جا رہا ہے عقل سے کام لو، نادان نہ بنو، دنیا کی یہ چہل پہل ٹھٹھ باٹھ محض عارضی ہے اور زرا کھیل تماشہ ہے جو ایک لمحہ میں برباد ہو جاتا ہے اور دیکھنے والا ہکا بکا رہ جاتا ہے۔ یہ دنیا محض لہو و لعب ہے حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہی ہے کاش لوگ اس حقیقت کو سمجھتے۔ دنیا کو کھیل تماشہ اس لئے فرمایا گیا جیسے کھیل تماشہ جلد ختم ہو جاتا ہے اور دائمی نہیں ہوتا اسی طرح دنیا کی زیب و زینت جلد ختم ہو جاتی ہے، کھیل تماشہ کہنے کی یہ وجہ بھی ہے کہ کھیل تماشہ میں مشغول رہنا بچوں اور کم عقلوں کا کام ہے، عقل مندوں کا نہیں۔ دار آخرت کو حقیقی قرار دیا اس سے مراد جنت ہے کہ اس میں موت اور فنا نہیں دنیا اور اس کی ساری چیزیں مردہ ہیں، آخرت کو حیوان فرمایا گیا کہ یہ حیات والی شے ہے، حقیقی حیات ہے جس میں بد مزگی نہ ہو اور اس میں کسی قسم کی بد مزگی نہیں اور جنت کی کسی شے کو فنا نہیں آئے گی۔

اگلی آیہ پاک میں کفار و مشرکین کی ایک اور حالت کو بیان فرمایا جا رہا ہے جب دریاؤں سمندروں میں سفر کرتے ہیں، طوفانی ہواؤں کو دیکھتے ہیں تو اخلاص کے ساتھ گڑ گڑا کر کنارے لگنے کی دعا کرتے ہیں، شرک و کفر کو ترک کر دیتے ہیں مگر جب اللہ انہیں اپنے کرم سے سلامتی سے پار لگا دیتا ہے تو شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ وہ تمام نعمتوں کی ناشکری کریں جو ہم نے دی ہیں۔ حیرت ہے مصیبت میں خدا کو یاد کرتے ہیں، امن میں بتوں کی پرستش پر ڈٹ جاتے ہو تم اخلاص کے ساتھ صرف اللہ پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔

اگلی آیہ مبارکہ میں فرمایا جا رہا ہے، وہ اللہ جو تمہیں سمندروں سے سلامتی سے پار کر دیتا ہے اور حفاظت کا احسان فرما رہا ہے، اُسی نے تم پر یہ بھی احسان فرمایا ہے کہ جس شہر مکہ میں رہتے ہو وہاں کے قرب و جوار کے لوگوں کو پکڑ لیا جاتا ہے، اغواء کر کے بیچ دیا جاتا ہے ہم نے اس زمین کو تمہارے لئے حرام بنا دیا پھر کیا وجہ ہے کہ تمہیں سمندروں میں غرق ہونے کا خطرہ ہو، اس قدر ہمارے تم پر انعامات ہوتے ہی تم باطل

پر ایمان رکھتے ہو، نعمتوں کو نہیں مانتے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ  
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ  
كَذٰبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ط  
اَلَيْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوٰی لِّلْكَافِرِیْنَ ۙ  
وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیْهُمْ  
سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۶۸  
اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر  
جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب اس کے  
پاس آئے، کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں  
(۶۸) اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی  
ہم انہیں ضرور اپنے راستے دکھا دیں گے اور  
بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے (۶۹)

صَلَّى  
الْعَظَمِیَّةُ

تفسیر

اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اس کا شریک قرار دے اس کیلئے اولاد مانے یہ  
اللہ پر صریح بہتان ہے جب اس کے پاس حق آئے تو اسے جھٹلا دے، فرمایا اسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا  
اس کے بعد ان لوگوں کو ذکر فرمایا گیا جو ہماری طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں، ہم حق کی تلاش کرنے  
والوں کیلئے راستے کھول دیتے ہیں کائنات کے مشاہدہ سے انہیں راہنمائی دیتے ہیں ان کے اپنے جسم کے  
اندر طاقت پیدا کر دیتے ہیں کہ وہ حق کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور کامیاب ہوئے ہیں، انہیں صدقہ و  
خیرات کی توفیق دیتے ہیں جس سے دینی خدمات میں دل چسپی لیتے ہیں، ان کی زبانوں پر حق گوئی کے  
جذبات پیدا کر دیتے ہیں جن سے وہ کامیابی سے نوازے جاتے ہیں، عقائد کی اصلاح کیلئے دلائل مہیا کر  
دیتے ہیں ان کے علم میں وسعت پیدا کر دیتے ہیں اور بیشک اللہ محسنین کے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں اللہ  
ان کی مدد کرتا ہے۔ وہ اپنے کو اس میدان میں تنہا خیال نہ کریں، قدرت قدم قدم پر ان کی راہنمائی کرتی ہے۔  
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

## سورة الروم

اس سورۃ پاک کی ساٹھ آیات ہیں اور چھ رکوع ہیں، پچھلی سورۃ عنکبوت کی آخری آیات میں ذکر تھا کہ جہاد اور مجاہدہ کرنے والوں کیلئے اللہ راستے کھول دیتا ہے اور انہیں ان کے مقاصد میں کامیابی سے نوازتا ہے۔ سورۃ روم کے آغاز میں ایمانداروں کیلئے عظیم مدد کا ذکر فرمایا گیا ہے، اس سورت میں روم اور فارس کی جنگ کا ذکر ہے مگر ہوا یہ کہ اس وقت فارس روم پر غالب آگئے اور قسطنطنیہ بھی فتح کر لیا اور وہاں عبادت کیلئے ایک آتش کدہ تعمیر کیا۔

علاوہ ازیں اس سورۃ میں موت کے بعد اٹھنے کا ذکر ہے، نبی کریم ﷺ کی مدد کا ذکر ہے رومیوں کی کامیابی کی پیشگوئی ہے، اس سورۃ پاک میں توحید پر دلائل فرمائے گئے، قیامت اور حشر نشر پر دلائل دیئے گئے، مسلمانوں کو اسلام پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کی گئی۔ کئی پاکیزہ عادات کا ذکر فرمایا گیا جن کی اسلام دعوت دیتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ ہی کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت رحم فرمانے والا اور بہت مہربان ہے

الف لام میم (۱) رومی (ایرانیوں سے )  
مغلوب ہو گئے (۲) قریب کی سرزمین میں اور  
وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب دوبارہ  
غالب ہوں گے (۳) چند سالوں میں پہلے بھی  
اور بعد بھی حکم اللہ ہی کو زیبا ہے اور اس دن

الْمَّةَ غَلِبَتِ الرُّومَ ۚ فِيْ اَدْنٰى الْاَرْضِ  
وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَلَيْهِمْ سَيَّغْلِبُوْنَ ۝  
فِيْ بَضْعِ سِنِيْنَ ۚ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِّنْ  
قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ  
الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

مومنین خوش ہوں گے (۴) اللہ کی مدد سے وہ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور وہ بہت غالب ہے حد رحم فرمانے والا ہے (۵) اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۶) وہ ظاہری دنیاوی زندگی کا علم رکھتے ہیں اور وہ آخرت سے وہی غافل ہیں (۷)

مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝  
وَعَدَ اللَّهُ لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنْ  
أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝  
ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۝ وَهُمْ عَنِ  
الْآخِرَةِ هُمْ غَفْلُونَ ۝

صَلَّى  
الْحَقِّ  
الْعَظِيمِ

### تفسیر

الف لام میم حروف مقطعات ہیں ان حروف کے بارہ میں پہلے کئی مرتبہ ذکر ہو چکا ہے۔ آیہ مبارکہ میں رومیوں کے ہر جانے اور ایرانیوں کے کامیاب ہونے کا ذکر ہے ساتھ ہی یہ فرمادیا گیا رومی چند برس میں پھر غالب آجائیں گے پہلے اور بعد میں اللہ ہی کا حکم ہے جب یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے کہا کہ تم ایرانیوں کی فتح پر خوشیاں نہ مناؤ، اہل مکہ دو گروپوں میں بٹ چکے تھے ایک گروپ ایرانیوں کی کامیابی سے خوش تھا یہ گروہ مشرکین کا تھا اور ایرانی بھی مشرکین تھے دوسرا گروہ رومیوں سے دلچسپی رکھتا تھا کہ یہ اہل کتاب تھے اہل کتاب ہونے کی نسبت سے مسلمان ان سے رغبت رکھتے تھے۔ جب حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے تو فارس نے روم پر حملہ کیا، مشرکین مکہ چاہتے تھے کہ فارس غالب آجائے کہ وہ بھی مشرک تھے، مسلمان چاہتے تھے کہ روم کو غلبہ ہو کہ اہل کتاب ہونے کے لحاظ سے مسلمانوں کے قریب تھے مگر ہوا یہ کہ فارس روم پر غالب آ گئے اور قسطنطنیہ بھی فتح کر لیا اور وہاں عبادت کیلئے ایک بہت بڑا آتش کدہ بھی تعمیر کیا اور یہ فتح کسریٰ پرویز کی آخری فتح تھی اس کے بعد اس کا زوال شروع ہو گیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں خاتمہ ہوا۔



سورہ روم کی یہ ابتدائی آیات اس واقعہ کے متعلق نازل ہوئیں جن میں یہ پیش گوئی کی گئی کہ چند سال بعد روم فارس پر غالب آجائے گا ان آیات کے نزول کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کفار کے پاس گئے اور فرمایا تم ایرانیوں کے غالب آنے پر خوشیاں نہ مناؤ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے عنقریب رومی ایرانیوں کو شکست دیں گے۔ عبداللہ بن ابی نے آپ کے جواب میں سخت لہجہ اختیار کیا، صدیق اکبر نے فرمایا اگر تین سال تک ایرانی غالب آگئے تو تمہیں دس اونٹ دوں گا اگر رومی فتح یاب ہو گئے تو تمہیں دس اونٹ دینا پڑیں گے۔ ابی نے یہ شرط منظور کر لی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ سارا ماجرا حضور ﷺ سے عرض کر دیا، حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکر ”بضع سنین“ کا لفظ تین سے نو تک بولا جاتا ہے، جاؤ ابی سے اس مدت میں اضافہ کا مطالبہ کرو چنانچہ مدت نو سال تک طے پاگئی اور اونٹوں کی تعداد دس سے سو (۱۰۰) کر دی گئی، اللہ کا فضل ہوا جس دن میدان بدر فتح ہوا اسی دن یہ خبر بھی پہنچ گئی کہ رومیوں نے ایرانیوں کو شکست دے دی ہے، مسلمانوں کو بہ یک وقت دو خوشیاں مل گئیں، بدر میں فتح ہوئی اور رومی بھی کامیاب ہوئے۔ ابی اس وقت مرچکا تھا چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سواونٹ اس کے وارثوں سے وصول کئے اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکر یہ سارے اونٹ صدقہ کر دو، چنانچہ آپ نے تعمیل کی (قرطبی)

اس وقت شرط باندھنے کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی، بعد میں شرط باندھنے کو حرام کر دیا گیا۔ آیہ مبارکہ میں ایمانداروں کی خوشی اور ان کے ساتھ اللہ کی مدد کا ذکر ہے۔ آخر میں فرمایا گیا اللہ وعدہ خلافی نہیں فرماتا کہ وعدہ خلافی عیب ہے اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے نیز وعدہ خلافی بے بسی کمزوری کی دلیل ہے اللہ ہر کمزوری سے پاک ہے وہ لوگ یوں حالات کو تو جانتے ہیں مگر آخرت سے غافل ہیں یہ کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ رومی ایرانیوں کو پامال کر دیں گے اور کسریٰ کا تخت الٹ دیا جائے گا مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

کیا وہ اپنے نفسوں میں غور نہیں کرتے کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمینوں کو اور ان کے درمیان کی چیزوں کو صرف حق کے ساتھ اور مقرر مدت تک کیلئے پیدا کیا ہے اور بے شک اکثر لوگ اپنے رب سے ملاقات کے ضرور منکر ہیں (۸) کیا انہوں نے زمین میں سفر نہیں کیا پس وہ اپنے سے پہلے لوگوں کا انجام دیکھ لیتے جو ان سے زیادہ قوت والے تھے اور انہوں نے زمین میں ہل چلا دیا اور اس کو آباد کیا اور انہوں نے زمین کو ان سے زیادہ آباد کیا تھا ان کے پاس رسول واضح دلائل لے کر آئے تھے تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود بھی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے (۹) آخر ان کا انجام بہت بُرا ہوا جنہوں نے برائی کی انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے ساتھ مذاق کرتے تھے (۱۰)

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ لَكُفْرُونَ ۝۸  
أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَكَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝۹  
عَاقِبَةُ الَّذِينَ أَسَاءُوا الشُّوْأَىٰ أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ۝۱۰

صَلَّى  
الْعِظِيمِ

تفسیر

گمراہی سے بچنے کیلئے منکرین کو توجہ دلائی جا رہی ہے کہ اپنی جانوں میں غور کرو، آسمان و زمین کی تخلیق میں غور کرو ان کے درمیان ہونے والی اشیاء کو دیکھو کہ ہر چیز کس طرح حق کے ساتھ بنائی گئی ہے اور

ہر ایک شے کی ایک مدت مقرر ہے، جب ہر شے کی مدت مقرر ہے اور پھر ختم ہے تو مانو کہ ایسے ہی یہ ساری دنیا ہے جو ایک وقت ختم ہوگی حشر ہوگا جزا سزا عمل میں آئے گی۔ یہ غور و فکر تمہیں حق کے قریب کرے گا مگر افسوس ہے بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ کے وحدہ لا شریک ہونے پر دلیل فرمائی گئی ہے، ایک تو انسان کو اپنے نفس پر غور کرنے کا کہا گیا ہے کہ وہ اپنے جسم میں غور کرے، اس کے بعد زمین و آسمان پر غور کا حکم دیا گیا۔ میرا جسم پر غور کرنا میری اصلاح کا سبب ہے کہ یہ قریب ہے، صبح و شام مجھے اس سے واسطہ ہے، میری زندگی کیلئے خوراک کا نظام، ہضم کا طریق کار، خون کی روانی، صحت کا نظم و ضبط یہ سارا نظام حیران کن انداز سے چل رہا ہے۔ میری زندگی کا انحصار اس نظام کی صحت پر ہے اس نظام کو چلانے والا اللہ ہے۔ قرآن مقدس نے اس عنوان کو ایک اور جگہ پر اس طرح ارشاد فرمایا

”وفی انفسکم افلا تبصرون“

تمہاری جانوں میں بہت کچھ ہے غور کیوں نہیں کرتے۔

دوسری دلیل فرمائی گئی جو تو حید ماننے کیلئے خارجی دلیل ہے۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق کو دیکھو، آسمانوں پر چاند تارے، سورج کی گردش اپنے اپنے وقت پر طلوع و غروب بغیر ستونوں کے آسمان کا قیام، زمین میں انسانوں حیوانوں کی رہائش ان کی خوراک کھیتی باڑی کا ہونا، پھلوں پھولوں کا وجود موسموں کا آنا جانا، یہ سارے معاملات اس خدائے ذوالجلال کی معرفت کیلئے مددگار ہیں۔ غور تو کریں زمین پر چل کر دیکھیں کتنے لوگ تھے جو طاقت میں ان سے زیادہ تھے، زمین کو آباد کرنے میں بہت آگے تھے، اہل مکہ تو ایک ایسی زمین کے باشندے ہیں جہاں نہ زراعت ہے نہ صنعت ہے نہ بلند و بالا تعمیرات مگر شام، یمن کے سفروں میں غور کرنا ہے کس قدر وہ لوگ آگے تھے۔ ان کے پاس دلائل کے ساتھ رسول آئے انہوں نے انکار کیا اللہ نے ان پر زیادتی نہیں کی انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ بالآخر بدکاروں کا انجام برا ہوا کہ انہوں نے

اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور وہ مذاق کرتے تھے۔ پہلی آیہ میں تھا اُمتیں اپنے نبیوں کا انکار کر کے عذاب کے مستحق ہوئیں، اس میں ہے کفار مکہ بھی ان کی طرح حضور ﷺ کا انکار کر کے دوزخ کے مستحق ہوئے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اللہ ہی مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ

پیدا فرمائے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ

گے (۱۱) اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس

دن مجرمین مایوس ہو جائیں گے (۱۲) اور ان

کے شرکاء میں سے کوئی بھی ان کی شفاعت

کرنے والا نہیں ہوگا اور وہ خود اپنے شرکاء کے

منکر ہو جائیں گے (۱۳) اور جس دن قیامت

قائم ہوگی اس دن لوگ منتشر ہو جائیں گے

(۱۴) رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں

نے نیک عمل کئے تو ان کو جنت میں خوش و خرم

رکھا جائے گا (۱۵) اور وہ لوگ جنہوں نے کفر

کیا اور ہماری ملاقات اور ہماری آیات کی

تکذیب کی تو ان کو عذاب پیش کیا جائے گا

(۱۶) پس شام کے وقت اللہ کی تسبیح کرو اور

جب تم صبح کو اُٹھو (۱۷)

اللّٰهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ  
إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ  
يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِّنْ  
شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ  
كُفَرِينَ ۝ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْسِطُ  
يَتَفَرَّقُونَ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ۝  
وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا  
وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ  
فُحْضَرُونَ ۝ فَسُبْحَنَ اللّٰهُ حِينَ  
تُسْوَنَ وَحِينَ تَصْبَحُونَ ۝

اللہ صلیق  
العظیم



## تفسیر

قیامت کے قائم ہونے کی دلیل فرمائی گئی ہے جو لوگ قیامت قائم ہونے کے منکر ہیں وہ سوچیں مخلوق کا پیدا ہونا تو ایک حقیقت ہے جسے اچھی طرح سمجھ رہے ہیں اور مخلوق سامنے موجود ہے اور اسے کفار و مشرکین بھی مانتے ہیں کہ یہ کام اللہ ہی کا ہے کہ اس نے مخلوق بنائی اس کے بعد ان کا یہ کہنا کہ مخلوق کا دوبارہ اعادہ نہیں کیا جائے گا سراسر غلط قیاس ہے، جو اللہ پہلی بار از سر نو مخلوق بنانے پر قادر ہے اُسے دوبارہ مخلوق بنانے اُٹھانے میں کیا مشکل ہو سکتی ہے اور جب وہ قیامت قائم ہو جائے گی تو مجرم حیران و ششدر رہ جائیں گے، ”ابلاس“ کا معنی انتہائی مایوسی اور صدمہ ہے مجرمین کی صف میں وہ سبھی لوگ آگئے جنہوں نے خدا سے بغاوت کی، رسولوں کی تکذیب کی قیامت کے منکر ہوئے خدا کی بجائے معبودانِ باطل کی پرستش میں لگے رہے، ان مجرمین کی صف میں حقوق العباد کو پامال کرنے والے بھی شامل ہیں کہ یہ بھی خدا سے بغاوت ہے، رسولوں کی نافرمانی ہے اس دن اُن کے بنائے گئے شریکوں میں سے ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا اور وہ خود بھی اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔ قیامت کے دن لوگ گروہوں میں بٹ جائیں گے، دنیا کی دھڑے بندیاں قوم نسل وطن زبان کے مفادات میں بنی ہوئی گروہ بندیاں ختم ہو جائیں گے ایک اور گروہ بندی ہوگی ایماندار صالح متقی لوگ ایک جماعت ہوں گے خواہ ان کا تعلق کسی نسل قوم سے ہو۔

کفار و مشرکین اور گمراہ نظریات رکھنے والے لوگ ایک جماعت ہوں گے دنیا کے اندر جو اسلام دشمنی کی سازشوں میں گروہ بنے سارے ختم ہو جائیں گے اسلام سے وفاداریوں کی تنظیمیں ایک ہوں گی اور یہ ایماندار صالح لوگ باغ میں خوش و خرم رکھے جائیں گے وہاں ان کی بڑی عزت ہوگی تکریم ہوگی اور ہر طرح کی لذتوں سے شاد کام ہوں گے۔

اگلی آیہ مبارکہ میں کفر کا انجام فرمایا گیا کہ وہ عذاب میں ہوں گے ایمانداروں کے ذکر کے ساتھ ان کے اعمال صالح کا بھی ذکر کیا گیا مگر کفار و مشرکین کی سزاء کے ساتھ ان کی بد اعمالیوں کا ذکر نہیں کیا گیا جس

سے پتہ چلتا ہے کفر کا وجود ان کی بربادی کیلئے کافی ہے۔ عمل کی خرابی شامل ہو یا نہ ہو۔ ایمانداروں کی آخرت بہتر ہونے اور کفار کی رسوائی کا ذکر ہونے کے بعد ایمانداروں کو حکم دیا جا رہا ہے، اللہ کے اس عظیم انعام پر تم صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرو اُسے عیوب و نقائص کمزوریوں سے پاک مانو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہاں تسبیح سے مراد صبح و شام کی نمازیں مراد ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اور اسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں آسمانوں میں اور زمینوں میں اور پچھلے پہر اور دو پہر کو (۱۸) وہ زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے اور مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم قبروں سے نکالے جاؤ گے (۱۹)

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ  
عَشِيًّا وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝۱۸ يُخْرِجُ  
الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ  
مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ  
مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝۱۹

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

## تفسیر

پچھلی اور اس دونوں آیات میں مسلمانوں کو عبادت کا حکم دیا جا رہا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نمازوں کے اوقات کو بیان فرمایا ہے، شام کے وقت تسبیح بیان کرنے کے حکم میں مغرب اور عشاء کا ذکر ہے، صبح کا وقت ذکر کرنے میں نماز فجر کا ذکر ملتا ہے ”وعشیا“ اور پچھلے پہر کے ذکر میں عصر کا وقت ہے ”تظہرون“ دو پہر کے ذکر میں ظہر کا اشارہ موجود ہے معنی یہ ہوا کہ ان اوقات کی نمازوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو۔

ان آیات کے بارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ملتی ہے جسے ابو داؤد نے بیان کیا حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے صبح کو یہ کلمات پڑھے تو دن بھر میں اس کے عمل میں جو کوتاہی ہوگی

وہ ان کلمات کی برکت سے پوری کر دی جائے گی جس نے رات کو پڑھ لئے تو رات کے اعمال کی کوتاہی پوری کر دی جائے گی۔ (روح المعانی)

نماز کو تسبیح فرمایا گیا کہ تسبیح نماز کا حصہ ہے کئی اور آیات مبارکہ میں بھی قرآن مجید میں اوقات نماز کی طرف اشارات کئے گئے ہیں۔ سورہ بنی اسرائیل میں ”اقم الصلوٰۃ لد لوك الشمس“ میں واضح اشارہ ہے۔ سورہ ہود شریف میں ”اقم الصلوٰۃ طرفی النهار“ میں کھلا حکم ہے۔ سورہ طہ کے اندر ”وسبح بحمد ربك“ میں تسبیح کا حکم ہے۔ نماز پر تسبیح کا لفظ ایک حدیث شریف سے بھی ملتا ہے، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے خلیل ﷺ نے تین چیزوں کا حکم دیا جنہیں میں بالکل ترک نہیں کرتا

☆ ہر ماہ تین روزے رکھنے کی وصیت کی

☆ وتر پڑھے بغیر نہ سونے کی وصیت کی

☆ اور میں سفر و حضر میں تسبیح الضحیٰ (چاشت کی نماز) کو ترک نہ کروں۔

ایک اور حدیث شریف میں نماز پر تسبیح کا لفظ ملتا ہے حضرت حصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو تسبیح (نفل کی نماز) کبھی بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا حتیٰ کہ وفات سے ایک سال پہلے آپ تسبیح (نفل نماز) کو بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

اس کے بعد آیہ مبارکہ میں فرمایا وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے اور زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم قبروں سے نکالے جاؤ گے۔ اس آیہ پاک میں قیامت کے واقع ہونے پر دلیل فرمائی گئی ہے جس طرح وہ مردہ زمین زندہ کر دیتا ہے اسی طرح مردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ فرمائے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر تم بشر بن کر زمین میں پھیل رہے ہو (۲۰) اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں پیدا فرمائیں تاکہ تم اُن سے سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان رحمت و محبت کے جذبات پیدا کر دئے، بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں (۲۱) اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا بھی ہے زبانوں اور رگوں کا اختلاف بھی ہے بے شک اس میں بھی اہل علم کیلئے نشانیاں ہیں (۲۲)

وَمِنَ الْآيَاتِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ  
ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۝  
وَمِنَ الْآيَاتِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ  
أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ  
مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ  
لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَمِنَ الْآيَاتِ خَلْقُ  
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاخْتِلَافُ السَّنَنَاتِ  
وَالْأَوَانِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالَمِينَ ۝

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہٖ وسلم

تفسیر

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے قریب آنے کیلئے اور توحید کی دولت سے بہرہ ور ہونے کیلئے اپنی کمال قدرت کی طرف توجہ دلائی کہ بندہ اس کمال پر غور کرے اور اپنے رب کو پہچانے اُن دلائل و نشانات میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، وہ مٹی جو عقل و فکر سے خالی ہے وہ مٹی جو محض بے جان ہے وہ مٹی جو پاؤں تلے روندی جاتی ہے اس مٹی سے انسان کو بنایا اور حسن بخشا، کمال دیا عقل و فکر سے مزین کیا پھر اسی انسان کو دنیا کی حکمرانی بخشی، ساری کائنات اس کے تابع کی پانی مٹی آگ ہوا پر غلبہ دیا۔



سمندروں کی گہرائیوں، پہاڑوں کی چوٹیوں تک دسترس دی، پوری کائنات اس انسان کے سامنے دم بخود ہے بے جان مٹی سے ایسا شاہکار بنایا ہے جس کی بلندیوں، جس کی پرواز، جس کی عظمتوں کا کیا ٹھکانا، ساری معدنیات، نباتات، حیوانات کے کمالات کا اسے مرکز بنایا۔

کمالات قدرت میں سے اگلی آیہ مبارکہ میں ایک اور کمال کا ذکر فرمایا گیا کہ اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے جوڑے پیدا کر دیئے کہ تم سکون حاصل کر سکو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، ہماری اس قدرت میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانات ہیں۔ دنیا کے اس وسیع میدان میں تمہارا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے بیوی کی صورت میں تمہیں ایک رفیق سفر دے دیا جو تمہارے دکھ سکھ میں شریک ہو، اطمینان و سکون کا باعث بنے، عورت کیلئے مرد کا وجود ضروری اور مرد کیلئے عورت کا وجود ضروری بنا دیا گیا۔

میاں بیوی کے درمیان محبت و رحمت کا ذکر بتاتا ہے کہ اس جوڑے کی حسین زندگی بہتر حالات اسی صورت میں ہیں کہ آپس میں پیار و محبت ہو خدا پناہ یہ پیار و محبت کی صورت ختم ہو تو پھر عذاب ہے مصیبت ہے۔ پیار و محبت کی مثال ایسے ہی ہے جیسے جسم میں روح ہے تو حیات ہے روح گئی تو موت ہے، یہی حال یہاں ہے محبت ختم تو گھرانہ برباد، محبت ہے تو راحت ہے۔ اس میں قدرت کی نشانیوں کے بے شمار انبار نظر آتے ہیں مگر ان کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید پر وہ نشانیاں بتائیں جو انسان کے اپنے نفس میں ہیں۔

اب توحید کی وہ نشانیاں بتائی جا رہی ہیں جو خارجی کائنات میں ہیں، آسمانوں کی تخلیق میں نشانیاں ہیں اُن کا بلند و بالا ہونا، بغیر ستونوں کے کھڑا رہنا، آسمانوں میں ستاروں اور چاند سورج کا چلنا سب نشانات ہیں، زمین کا ٹھوس ہونا اس پر پہاڑوں کا نصب ہونا، اس میں کھلے میدانوں کا وجود، ریت کے ٹیلے، درختوں کی بہاریں، پھلوں اور پھولوں کا حسن زمین پر دریاؤں سمندروں کا جاری ہونا، باغات کا وجود اس ایک زمین پر بستے ہوئے تمہاری زبانوں کا مختلف ہونا، رنگوں کا مختلف ہونا، یہ سب نشانات قدرت ہیں اور ان میں خدائے وحدہ لا شریک کے عنوان پر دلائل ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

اور اس کی نشانیوں میں سے رات کو تمہاری نیند ہے اور دن کو تمہارا اس کے فضل کو تلاش کرنا ہے بیشک اس میں غور سے سننے والوں کیلئے نشانیاں ہیں (۲۳) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور اُمید پر قائم رکھنے کیلئے بجلیوں کی چمک دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی نازل فرماتا ہے پھر اس سے زمین کے مردہ ہونے کے بعد اس کو زندہ کرتا ہے بے شک اس میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں (۲۴) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ زمین اور آسمان اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تم کو وہ زمین سے بلائے گا تو تم فوراً (قبروں سے) باہر نکل آؤ گے (۲۵)

وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۝  
وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُخْرِجُ بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝  
وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۖ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ ۖ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ۝  
صَلَّى  
الْعَظِيمِ

### تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں توحید پر استدلال فرمایا جا رہا ہے اور وہ رات میں انسان کی نیند اور اس کا سونا ہے، سونے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بڑی نشانی ہے جب آدمی سو جاتا ہے تو وہ مردہ کی طرح بے خبر ہو جاتا ہے اور نیند کے بعد بیدار کرتا ہے ایسے ہے جیسے موت کے بعد زندگی۔ اس میں یہ نشانی ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ تمہیں نیند کے بعد بیدار کرتا ہے اور تم روز کا یہ مرحلہ معاملہ اچھی طرح دیکھتے ہو اسی طرح وہ تمہیں موت کے بعد پھر زندہ کرے گا پھر انسان جو اپنی زندگی کیلئے رزق تلاش کرتا ہے اُسے اپنے فضل سے تعبیر فرمایا، انسان

رات دن میں جو نیند کرتا ہے اس کی نیند کا یہ معمول کس نے بنایا ہے اور تلاش رزق کی صلاحیت اس کے اندر کس نے پیدا کی ہے۔ عقل و فکر اور دیانتداری سے جواب دے گا تو جواب یہی ہوگا کہ یہ سارا نظام خدائے وحدہ لاشریک کا پیدا کردہ ہے۔

اس آبیہ پاک کے اگلے حصہ میں ایک اور نشان قدرت کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ آسمان سے بجلی کوندتی ہے جس سے تم خوف کرتے ہو کہیں تم پر گرنہ جائے اور کبھی تم اسی بجلی کے چمکنے سے اُمید کرتے ہو کہ بارش ہوگی اور بنجر زمین سیراب ہوگی اور خشک زمین میں حیات پیدا ہوگی۔ کھیتیاں پھلنے پھولنے میں زمین کا حسن ہوں گی تم دیکھتے ہو ہزار ہا برسوں سے زمین کی حیات کا یہ نظام چل رہا ہے کسی قسم کی تبدیلی نہیں زمین کا یہ نظام بتاتا ہے اس کے چلانے والی ذات خدائے وحدہ لاشریک ہے اس میں یہ نشانی ہے جیسے وہ مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے ایسے ہی ایک دن مردہ انسانوں کو بھی زندہ کرے گا۔ اس قیام نظام میں عقل والوں کیلئے نشانی ہے۔

اس کے نشانات قدرت میں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ زمین و آسمان اس کے حکم کے تحت کس طرح قائم ہیں، آسمان میں چاند تارے سورج ان کی گردش وقت کی پابندی طلوع و غروب کا ایک عظیم نظام ہے جو رب قدوس جل مجدہ کی ذات سے ہی وابستہ ہے جب یہ سارا کچھ مشاہدہ کر رہے ہو اور مان رہے ہو تو پھر مانو جب وہ تمہیں بلائے گا تو تم زمین سے نکالے جاؤ گے اور بارگاہِ قدس میں حاضری دو گے وہ ہر شے پر قادر ہے کسی کا محتاج نہیں ساری کائنات اس کی محتاج ہے یہ زمین و آسمان کا قیام اللہ ہی کے امر سے ہے جب اس کا حکم ہوگا تو یہ مستحکم چیزیں ساری برباد ہو جائیں گی پھر جب حکم ہوگا تو موجودہ حیات پیدا ہو جائے گی۔

پہلی آبیہ میں قدرت انسان کو مٹی سے پیدا کرنا، دوسری آبیہ میں قدرت انسان کی جنس سے ہی بیویاں بنا دیں، تیسری آبیہ میں قدرت آسمان و زمین کی تخلیق ہے، چوتھی آبیہ میں قدرت انسانوں کا سونا اور تلاش معاش ہے، پانچویں آبیہ میں قدرت انسانوں کو بجلی کا کوندا دکھانا ہے، چھٹی آبیہ میں قدرت آسمان و زمین کا قیام ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اسی کا ہے سب اس کے تابع فرمان ہیں (۲۶) اور وہی ہے جو پیدا کرنے کی ابتداء کرتا ہے پھر (فنا کے بعد) اُسے دوبارہ بنائے گا اور یہ اس پر آسان تر ہے زمینوں آسمانوں میں اس کی صفت سب سے برتر ہے اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے (۲۷)

وَلَهُ قَن فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط  
كُلُّ لَه قَنَتُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي يَبْدُؤُا  
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ  
وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم

تفسیر

اس آیه مبارکہ میں فرمایا زمین و آسمان اور ان کی ہر چیز اس کی ملکیت ہے یہ ملکیت ایسے نہیں کہ ان اشیاء کو اس نے کسی سے خریدا ہے، نہ ہی یہ ملکیت ایسی ہے کہ یہ چیزیں اُسے کسی ورثہ میں ملی ہوں نہ ہی یہ ملکیت ایسے ہے کہ یہ چیزیں اُسے کسی نے تحفہ میں دی ہوں یہ ملکیت ایسے ہی ہے کہ یہ سب کچھ اس نے خود بنایا ہے وہ مالک ہے وہ خالق ہے اس لئے یہ ساری کائنات اس کے حکم کی اطاعت کر رہی ہے اُسی نے کائنات کو بنایا ہے وہی اس کے فنا کے بعد اسے دوبارہ پیدا فرمائے گا۔ جیسے پہلے پیدا کر چکا ہے تو دوبارہ پیدا کرنے میں اُسے کیا دشواری ہو سکتی ہے، زمین و آسمان میں اس کی صفت سب سے بلند ہے، بلند صفت یہ ہے وہ واجب الوجود ذات ہے اس کی تمام صفات قدیم ہیں، وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں صرف وہی عبادت کا مستحق ہے وہی ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کسی کا محتاج نہیں، وہ حکیم ہے ہر کام کو حکمت سے کرتا ہے وہ کسی کے سامنے جواب دہ نہیں وہ ہر شے دیکھنے والا ہے، سننے والا ہے ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے، ”المثل الاعلیٰ“ کے ارشاد میں فرمایا گیا ہے کہ وہ اعلیٰ و برتر شان والا ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں مثل عظیم الشان وصف کو کہتے ہیں جیسے قدرت تامہ اور دیگر صفات کمال اور اعلیٰ و بلند تر جس کا کوئی جواب نہ ہو۔ لفظ مثل ہر ایسی چیز کیلئے بولا جاتا ہے جو دوسرے سے کچھ مناسبت رکھتی



ہو بالکل اُسی جیسا ہونا اس کے مفہوم میں شامل نہیں۔ لیکن مثل اور مثال سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور بلند و بالا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

اللہ نے تمہارے لئے تم میں سے ہی ایک مثال بیان کی ہے کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی تمہارے اس رزق میں شریک ہے جو ہم نے تم کو دیا ہے کہ تم اور وہ غلام اس رزق میں برابر ہوں تم کو اُن سے اس طرح خوف ہو جس طرح تم کو اپنے ہم مثلوں سے خوف ہے ہم عقل والوں کیلئے اسی طرح تفصیل سے آیات بیان کرتے ہیں (۲۸) بلکہ ظالموں نے بغیر علم کے اپنی خواہش کی پیروی کی سو جس کو اللہ نے گمراہ کر دیا ہو اس کو کون ہدایت دے سکتا ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں (۲۹)

ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ فِيْ مَا رَزَقْتُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ ۝۲۸  
بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ مُّصْرِیْنَ ۝۲۹

اللہ  
الصلوة  
العظيمة

تفسیر

ان آیات مبارکہ میں شرک کے رد پر ایک اور واضح دلیل بیان کی جا رہی ہے کہ کوئی انسان اپنے غلام کو اپنا شریک کہلوانا پسند نہیں کرتا تو وہ اللہ کی مخلوق کو اس کا شریک کیوں کہتا ہے؟ کیا تم پسند کرتے ہو کہ کسی کا غلام اس کے مال اور کاروبار میں شریک بن جائے؟ پھر تم اللہ کی مخلوق کو اس کا شریک کیوں بناتے ہو؟ جس چیز کو تم خود ناپسند کرتے ہو وہ اللہ کیلئے پسند کیوں کرتے ہو پھر فرمایا کیا تم اپنے غلاموں سے اس طرح ڈرتے

ہو جس طرح تم اپنے ہم مثلوں سے ڈرتے ہو یعنی تم اپنے غلاموں سے اس طرح نہیں ڈرتے کہ تم نے اپنے غلاموں کو اپنے کاروبار میں شریک بنایا ہی نہیں تو پھر ان سے ڈر کا ہے۔ اس کے بعد فرمایا غلاموں نے بغیر علم کے اپنی خواہشات کی پیروی کی، نہ یہ لوگ عقل سے کام لیتے ہیں نہ کسی کی نصیحت قبول کرتے ہیں جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں ایسے لوگ قطعاً اس لائق نہیں کہ ان کیلئے ہدایت کے دروازے کھول دیئے جائیں، اپنی سرکشی کے سبب توفیق الہی سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ یعنی کفار و مشرکین جو اللہ کے شریک بنا رہے ہیں یہ کسی دلیل کی بناء پر نہیں بلکہ صرف اپنی خواہشات کی بناء پر ایسا کر رہے ہیں پھر فرمایا جسے اللہ گمراہ کر دے اُسے کون ہدایت دے سکتا ہے۔

اللہ کے گمراہ کرنے کا معنی یہ ہے کہ کفار نے شرک پر اصرار کیا، ضد و ہٹ دھرمی سے گستاخانہ رویہ اختیار کیا، اس کی سزا میں ان کے دلوں پر کفر کی مہر لگا دی اسی انداز کو قرآن مقدس نے سورۃ النساء میں اس طرح بیان فرمایا ہے

”بل طبع اللہ علیہا بکفرہم“

اللہ نے اُن کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

سو آپ باطل پرستوں سے الگ ہو کر اپنے آپ کو دین حق پر قائم رکھیں (لوگو) اپنے آپ کو اللہ کی بنائی ہوئی خلقت پر قائم رکھو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں یہی صحیح دین ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (۳۰) (اسی دین پر قائم رہو

فَاَقِمْ وَجْہَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا فِطْرَتِ اللّٰہِ الَّتِیْ فِطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیْمُ ۚ وَلٰکِنْ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۚ مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ وَالثَّقُوۃَ وَاقِیُوْا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمَشْرِکِیْنِ

مِنَ الَّذِينَ قَرَّوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوا  
شِيْعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم

(اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو اور مشرکین سے نہ ہو جاؤ) (۳۱) اُن لوگوں میں سے (نہ ہو جاؤ) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ گروہ درگروہ ہو گئے ہر گروہ اسی سے خوش ہوتا ہے جو اس کے پاس ہو (حالانکہ یہ سب کے سب لوگ گمراہی کے غلط راستوں پر پڑے ہوتے ہیں) (۳۲)

تفسیر

جب یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اس کائنات کا خالق و مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے بغیر کوئی اور نہیں تو اب اپنے کو دین حنیف (اسلام) پر قائم رکھو، دین حنیف وہی دین ہے جسے قرآن پاک بیان کرتا ہے۔ وہ دین اسلام ہی ہے

”ان الدين عند الله الاسلام“

بے شک اللہ کے ہاں دین ”اسلام“ ہی ہے۔

اس دین فطرت پر ہی انسان پیدا کئے گئے ہیں، فطرت پر پیدا ہونے کا عنوان حدیث پاک سے اس طرح ملتا ہے ہر بچہ فطرت (اسلامی) پر پیدا ہوتا ہے آگے اس کے ماں باپ اُسے یہودی بنائیں یا نصاریٰ بنائیں یا مجوسی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ہر جانور کے پیٹ سے بچہ پورا پیدا ہوتا ہے بعد میں تو ہم پرستی میں مبتلا لوگ اس کے کان کاٹ دیتے ہیں۔

ایک اور حدیث پاک میں یہ عنوان اس طرح ملتا ہے، ہر ذی نفس فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ

جب اس کی زبان کھلنے پر آتی ہے تو ماں باپ اُسے یہودی یا نصاریٰ بنا لیتے ہیں۔ ایک اور حدیث شریف اس طرح ہے میرا رب فرماتا ہے میں نے تمام بندوں کو حنیف پیدا کیا تھا پھر شیاطین نے انہیں اُن کے دین سے گمراہ کیا اور جو کچھ میں نے ان کیلئے حلال کیا تھا اسے حرام کیا اور انہیں حکم دیا کہ میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک ٹھہرائیں جن کے شریک ہونے پر میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ اس حدیث کو امام احمد نے عیاض الجاشعی سے نقل کیا ہے۔ آگے فرمایا اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی کہ مخلوق مخلوق ہی ہے وہ خالق نہیں ہو سکتی۔ مخلوق میں خدائی صفات پیدا نہیں ہو سکتیں کہ وہ قادرِ مطلق ہو جائے اگر کوئی بتوں کو معبود مان لے تو اس کے ماننے سے وہ بت معبود نہیں ہو سکتے۔ اللہ کی صفات اختیارات کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتے۔

ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ خدا کی بنائی ہوئی ساخت میں تبدیلی نہ کی جائے اُسے بگاڑا نہ جائے اُسے مسخ نہ کیا جائے یہی راست اور درست دین ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اہل باطل کی صحبت اور غلط ماحول سے الگ رہنا فرض ہے، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ ایسے اسباب سے دور رہنا چاہئے جو قبولِ حق کی استعداد کو کمزور کر دیں جیسے اہل باطل کی کتابیں، ان کی محفلیں، ان سے تعلقاتِ محبت وغیرہ آئیہ مبارکہ کے آخر میں فرمایا اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور اللہ سے ڈرتے رہو، نماز قائم رکھو اور مشرکین سے نہ ہو جاؤ، اللہ کی طرف بار بار رجوع کرنے والے کو منیب کہتے ہیں۔ ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ کی اطاعت کرنے والے، یہ معنی بھی کیا گیا ہے اللہ کے خوف سے اطاعت کرتے رہو، اس کے بعد فرمایا ان لوگوں سے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ درگروہ ہو گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، پھر فرمایا ہر گروہ اس سے خوش ہوتا ہے جو اس کے پاس ہے تمام گروہ اپنے اپنے نظریہ پر مطمئن ہیں ہر گروہ اپنے کو حق پر جانتا ہے، دوسرے کو باطل قرار دیتا ہے حالانکہ یہ سب کے سب گمراہی کے غلط راستوں پر



پڑے ہوئے ہیں۔ یہود و نصاریٰ ایسے گروہوں میں بٹ گئے تھے سوا ایک دوسرے کو قتل کے درپے رہتے تھے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی امت کو اس قسم کی تفرقہ یا ان سے الگ رکھا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کو پکارتے ہیں پھر جب وہ اپنی طرف سے انہیں رحمت کا ڈالنا چکھتا ہے تو ان میں سے ایک گروہ اُسی وقت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگ جاتا ہے (۳۳) تاکہ وہ ہماری ان نعمتوں کی ناشکری کریں جو ہم نے ان کو دی ہیں سو تم (عارضی) فائدہ اٹھا لو پھر تم عنقریب جان لو گے (۳۴) کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے جو ان کے شرک کی تصدیق کرتی ہے (۳۵) اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور جب ان کے پہلے برے کاموں کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں (۳۶) کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ جس کیلئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ  
مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا آتَاهُمُ  
مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ  
يُشْرِكُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ  
فَتَسْتَعِزُّوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ أَمْ  
أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ  
بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ۝ وَإِذَا آتَيْنَا  
النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا وَإِن تُصِيبْهُمْ  
سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا  
هُمْ يَقْنَطُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ  
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ  
إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم

ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے  
شک اس میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں  
(۳۷)

### تفسیر

اس آیت کریمہ میں کفار کی ایک اور حالت کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ جب وہ کسی مصیبت میں گھر جاتے ہیں اور رنج و غم کی کٹھن منزل دیکھتے ہیں تو اس وقت اُن کی معبودانِ باطل سے اُمیدیں ختم ہو جاتی ہیں اور پھر ربِ قدوس سے عجز و انکساری کے ساتھ تعلق جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ربِ قدوس جو رحیم و کریم ہے ان کی حالت زار پر رحم فرما دیتا ہے اور اس مصیبت سے نکال دیتا ہے تو پھر یہ اُسی پرانے ماحول کو اپنا لیتے ہیں اور معبودانِ باطل کی پرستش شروع کر دیتے ہیں تاکہ وہ ہماری اُن نعمتوں کی ناشکری کریں جو ہم نے ان کو دی ہیں۔

انہیں فرمایا گیا اچھا۔! عارضی فائدہ اٹھا لو آخر تمہیں اس کا انجام معلوم ہو جائے گا پھر ایک اور انداز سے سمجھایا جا رہا ہے کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل اُتاری ہے جو گواہی دیتی ہے کہ جو وہ شرک کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہے اس میں سچائی ہے ہرگز نہیں، ایسی قطعی کوئی دلیل نہیں اس باطل کام پر نہ انہیں کوئی دلیل مل سکتی ہے اور نہ ہی کوئی نبی یا فرشتہ ایسی بات کر سکتا ہے کفر و شرک پر اڑا رہنا ان کی اپنی جہالت ہے ضد ہے، پھر فرمایا جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ یحییٰ بن سلام فرماتے ہیں اس سے مراد فصلوں کی زرخیزی زرعی پیداوار کی کثرت ہے اور صحت و عافیت ہے جب ان کے برے کاموں کی وجہ سے مصیبت آتی ہے تو مایوس ہو جاتے ہیں اس کے برعکس مومن کو نعمت ملتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے مصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور مصیبت دور ہونے کی اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہے۔

اگلی آیہ پاک میں فرمایا گیا کیا انہوں نے دیکھا نہیں، اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے جس کیلئے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے، رزق کو وسیع کر کے اُسے لشکر کی آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے اور تنگ دستی طاری کر کے صبر کی آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے لوگوں کو چاہئے راحت میں اللہ کا شکر ادا کریں اور مصیبت میں صبر سے کام لیں ان معاملات میں ایمانداروں کیلئے کھلے دلائل ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

پس آپ قرابت داروں کو ان کا حق ادا کریں اور مسکینوں کو اور مسافروں کو، یہ ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا کا ارادہ کرتے ہیں اور وہی کامیاب ہیں (۳۸) اور تم جو مال سود لینے کیلئے دیتے ہوتا کہ وہ لوگوں کے مال میں شامل ہو کر بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور تم اللہ کی رضا جوئی کیلئے جو زکوٰۃ دیتے ہو تو وہی لوگ اپنا مال بڑھانے والے ہیں (۳۹) اللہ تعالیٰ نے ہی تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا، کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کوئی کام کر سکے، اللہ ان تمام چیزوں سے پاک اور بلند ہے جن کو وہ اس کا شریک قرار دیتے ہیں (۴۰)

قَاتِلْ ذَآلِ الْقُرْبٰنِی حَقَّہٗ وَالْبٰسِرِکِیْنَ  
وَابْنِ السَّبِیْلِ ذٰلِکَ خَیْرٌ  
لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ وَ  
اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ مَا اَتِیْتُمْ  
مِّنْ رَّیْبًا لِیَرٰوْا فِیْ اَمْوَالِ النَّاسِ  
فَلَا یَرٰوْا عِنْدَ اللّٰہِ وَمَا اَتِیْتُمْ مِّنْ  
زَکٰوٰۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ  
ہُمُ الْمُضْطَرِعُوْنَ ۝ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ  
ثُمَّ رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُبٰیْتُکُمْ ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ  
ہَلْ مِّنْ شُرَکَآئِکُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِثْلَ  
ذٰلِکُمْ مِّنْ شَیْءٍ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی  
عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝

اللہ  
الصلی  
العظیم

## تفسیر

پہلی آیہ مبارکہ میں ذکر تھا کہ کچھ لوگ مال دار ہوتے ہیں کچھ غریب مال داروں کو چاہئے، غریبوں کی مدد کریں، اب مدد کرنے میں پہلے حقدار قربت دار ہیں کہ یہ امداد بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ جب سورہ آل عمران کی یہ آیہ پاک نازل ہوئی۔

”لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون“

تم اس وقت تک نیکی نہیں پاسکتے جب تک اپنی پسند کی چیزوں کو خرچ نہ کرو۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! میں آپ کو گواہ کرتا ہوں میری وہ زمین جو بیرحہ میں ہے اللہ کی راہ میں دیتا ہوں، بیرحہ مسجد نبوی کے قریب ایک جگہ تھی جہاں آپ کا باغ تھا، حضور ﷺ نے فرمایا یہ زمین اپنے قربت داروں کو دے دو، چنانچہ حضرت ابو طلحہ نے وہ زمین حسان بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب کو دے دی۔

قربت داروں کو دینے کے سلسلہ میں ایک اور روایت اس طرح ملتی ہے، حضرت میمونہ بنت حارث نے حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں ایک لونڈی آزاد کی اور اس کا ذکر حضور ﷺ سے کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میمونہ اگر تم وہ لونڈی اپنے ماموں کو دے دیتی تو اجر زیادہ ملتا۔ اسی عنوان پر بخاری شریف میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی روایت اس طرح ملتی ہے جب حضور ﷺ نے خواتین کو صدقہ دینے کا حکم دیا تو حضرت زینب اپنے شوہر عبداللہ بن مسعود کے پاس آئیں اور کہا تم حضور ﷺ سے پوچھو اگر تمہیں صدقہ دینا کافی ہو تو بہتر ورنہ میں کسی اور کو دے دیتی ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا جاؤ تم خود ہی پتہ کرلو مسئلہ کیا ہے؟ حضرت بلال سے کہا آپ حضور سے مسئلہ پوچھ دیں، حضرت بلال نے عرض کر دی کہ زینب یہ مسئلہ پوچھ رہی ہیں کہ وہ صدقہ اپنے شوہر کو دے دیں تو ادا ہو جائے گا حضور ﷺ نے فرمایا اُسے دو اجر ملیں گے ایک اجر قربت کا اور ایک اجر صدقہ کا۔



رشتہ داروں کو دینے کے بعد مسکینوں اور مسافروں کا ذکر فرمایا گیا جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اُن کیلئے یہ بہتر ہے ایسے لوگ ہی کامیاب ہیں۔ یہاں پر ذوی القربیٰ سے مراد عام رشتہ دار ہیں اور حق سے مراد بھی عام ہے، حق واجبہ ہو جیسے والدین یا اولاد کے حقوق ہیں یا غیر واجبہ ہوں جیسے محض احسان۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص کے ذوی الارحام رشتہ دار محتاج ہوں وہ ان کو چھوڑ کر دوسروں پر صدقہ کرے تو اللہ کے نزدیک قبول نہیں۔

آیہ مبارکہ میں ”حقہ“ کے ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اُن لوگوں کا حق ہے جو اللہ نے تمہارے مال میں شامل کر دیا ہے یہ دیتے وقت ان پر احسان نہ کرو۔ ان تمام اخراجات کی قبولیت صرف اسی صورت میں ہے کہ یہ سارا خرچ اللہ کی رضا کیلئے ہوا اگر ایسا ہے تو عظیم کامیابی ہے۔

اگلی آیہ پاک میں ”ربوا“ کا ذکر ہے جس کا ایک معنی سود ہے، یہ آیہ پاک حرمت سود کے متعلق ہے کہ لوگوں کو چاہئے سودی کاروبار سے بچیں یہ حرام ہے اور خدا سے جنگ ہے۔ لوگ سودی کاروبار کرتے ہیں کہ مال بڑھے، فرمایا جا رہا ہے سودی کاروبار سے اللہ کے ہاں یہ مال نہیں بڑھتا، سود عرب کے معاشرہ میں عام رائج تھا اس معنی میں سودی کاروبار کی مذمت ہے لوگوں کو اس سے روکا جا رہا ہے دوسرا معنی یہ بھی کیا گیا ہے چونکہ پچھلی آیہ پاک میں عزیزوں رشتہ داروں کے مالی تعاون کا ذکر کیا گیا ہے، ایک معنی یہ ہے کہ لوگوں کو شادی بیاہ خوشی کے موقع پر تحائف اس لئے دینا کہ وہ بھی کل کو ہماری تقریبات میں اس سے زیادہ دیں جیسے ہمارے ہاں عام شادیوں کی تقریب میں تحفے دیئے جاتے ہیں اور پھر اپنی تقریب میں وصول کئے جاتے ہیں اس نیت سے دینے سے روکا جا رہا ہے کہ وہ زیادہ دے گا۔ اگرچہ شرعی طور پر یہ حرام نہیں مگر معیوب ضرور ہے، ایسے تحفے سے مال میں برکت نہیں ہوتی اور جو تم اللہ کی رضا کے طلبگار ہو کر دو تو خرچ کا یہ انداز مال میں برکت کا باعث بنتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا گیا جو تم اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دیتے ہو یہی لوگ مال کو کئی گنا کر لیتے ہیں، خدا کے وعدہ لا شریک ہونے کی ایک اور دلیل اس طرح فرمائی گئی، اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا پھر رزق دیا پھر تمہیں مارے گا پھر زندہ کرے گا کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں سے کوئی ایسا کر سکتا ہے (ہرگز نہیں) اللہ ہر نقص و عیب سے پاک ہے اور جنہیں تم نے شریک بنا رکھا ہے ان سے بہت بلند ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

خسکی اور تری میں لوگوں کے ہاتھوں سے کی ہوئی بد اعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا مزہ چکھائے شائد وہ باز آجائیں (۴۱) آپ کہتے تم زمین میں سفر کر کے دیکھو کہ پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا جن میں سے اکثر مشرک تھے (۴۲) آپ اپنا رخ دین مستقیم ہی کی طرف رکھیں اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جو اللہ کی طرف سے ٹالا نہیں جائے گا اس دن سب لوگ متفرق ہو جائیں گے (۴۳)

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضُ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝  
قُلْ سِيرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ۝  
فَاقْمْ وَّجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ ۚ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُوْنَ ۝

اللہ  
الصّٰدِقِ  
العظِيْمِ

تفسیر

اسلام نے زندگی گزارنے کے اصول فرمادیئے ہیں اگر لوگ ان بتائیئے ہوئے اصولوں پر قائم رہ کر زندگی گزاریں تو امن ہے خیر ہے برکت ہے اگر ان اصولوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو امن برباد ہو جاتا ہے اور فسادات کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ اصول جو اسلام نے فرمائے ہیں وہ حقوق کی صحیح ادائیگی ہے اگر

انسان ماں باپ بہن بھائی اعزاء اقرباء پڑوسی صاحب محلہ کے حقوق پامال کرتا ہے تو ظاہر ہے جھگڑے ہوں گے فتن و فسادات ڈیرہ ڈالیں گے انسانی زندگی کی تاریخ ایک کھلی کتاب ہے جس کے مطالعہ سے پوری دنیا کی صورت حال نظر آ جاتی ہے گھروں کی بربادی، طلاقیں کے مسئلے انہیں حقوق کی پامالی سے پیدا ہو رہے ہیں۔ اس صورت حال کو قرآن پاک فرماتا ہے جنگلوں، دریاؤں میں پھیلے ہوئے فسادات لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہیں اللہ انہیں ان کے کردار کا مزہ چکھانا چاہتا ہے کہ وہ باز آ جائیں۔

اسی عنوان کو قرآن مقدس نے ایک اور مقام پر اس طرح بیان فرمایا ہے۔

”فما اصابکم من مصیبة فیما کسبت ایدیکم“

”جو کوئی تمہیں مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے کردار کا نتیجہ ہیں۔“

جب انسانی بد عملیاں و بال کا سبب ہیں تو پھر کفر و شرک تو سب سے بڑھ کر عذاب کا باعث ہو گا کہ سب سے برا کردار ہے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے فساد سے مراد قحط اور وبائی امراض، آگ لگنے اور پانی میں ڈوبنے کے واقعات ہیں ہر چیز کی برکت کا مٹ جانا نقصان کا زیادہ ہونا، نفع کا نہ ہونا یہ سبھی آفات و مشکلات ہیں جو انسانی کردار کا نتیجہ ہیں اسی لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ انسان کا گناہ کرنا ساری مخلوق پر ظلم ہے کہ اس کے گناہوں سے وبال آیا، قحط سالی ہوئی بارش نہ ہوئی اسی باعث قیامت کے دن مخلوق گناہگار کے خلاف دعویٰ کرے گی کہ اس کے گناہوں کے باعث یہ مصیبت میں رہے، حرام مال کھانے والا صرف اسی شخص پر ظلم نہیں کرتا جس کا مال کھایا ہے بلکہ پوری انسانیت پر ظلم کرتا ہے اس کے ظلم کرنے سے یہ سلسلہ ظلم عام پھیلتا ہے کبھی یہ بھی ہو جاتا ہے کہ گناہ ہوتے ہیں، مشکلات پھر بھی نہیں ہوتیں جیسے کفار کی زندگی ہے ایسی صورت میں بعض اوقات کچھ دوسرے اسباب اس کے منافی جمع ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے مصائب کا ظہور نہیں ہوتا کبھی یہ بھی ہو جاتا ہے کہ کوئی مصیبت مشکل گناہ کے علاوہ کسی دوسرے سبب سے آجائے جیسے انبیاء و اولیاء کو مشکلات آتی ہیں وہ گناہ کے باعث نہیں بلکہ کوئی نہ کوئی آزمائش ہوتی ہے جس

کے سبب ان کے درجات کی ترقی ہوتی ہے۔ اہل اللہ کی آزمائش میں اللہ ان کے دلوں کو مطمئن کر دیتا ہے وہ اس سے راضی ہوتے ہیں جیسے بیمار کڑوی دوا یا اپریشن پر باوجود تکلیف کے راضی ہوتا ہے بخلاف ان گنہگاروں کے جو بطور سزا مبتلا کئے جاتے ہیں ان کی پریشانی واویلا کی حد نہیں ہوتی، بعض اوقات ناشکری کے کلمات کہہ جاتے ہیں اگر مصیبت میں توجہ گناہوں پر ہو اور توبہ استغفار ہو تو یہ قہر نہیں خدا کی مہربانی ہے عنایت ہے کہ اس نے اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔ گناہوں سے بچانے کیلئے فرمایا زمین پر چل کر دیکھو ان برے لوگوں کا انجام کیسا ہوا ان میں اکثر مشرک تھے اب فرمایا گیا اپنا رخ دین اسلام کی طرف ہی رکھو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جو ٹالا نہیں جائے گا اور سب لوگ بکھرے ہوں گے۔ نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور برے لوگ جہنم میں ہوں گے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

جس نے کفر کیا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور جن لوگوں نے نیک کام کئے تو وہ اپنے ہی لئے (جنت کو) تیار کر رہے ہیں (۴۴) تاکہ اللہ اپنے فضل سے ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے بے شک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا (۴۵) اور اس کی بعض نشانیوں میں سے خوشخبری دیتی ہوئی ہواؤں کا بھیجنا ہے اور اس لئے کہ وہ تمہیں اپنی رحمت سے بہرہ مند کرے اور تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور اس لئے کہ تم اس کے

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَمَنْ عَمِلَ  
صَالِحًا فَلَا نَفْسَ لَهُمْ شُرَكَاءَ فِيْهِ ۚ  
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا  
الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ اِنَّهٗ لَذِيْجَبِّ  
الْكُفْرٰیْنَ ۝۵۰ وَمَنْ اٰتٰتِهٖ اَنْ يُرْسَلَ  
الرِّيَّاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَلِيَذِیْقَكُمْ مِّنْ  
رَّحْمَتِهٖ وَلِيَجْزِيَ الْفٰلَكُ بِاَمْرِهٖ  
وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۚ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ  
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰی



فضل سے رزق تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو  
(۴۶) اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے بھی  
رسولوں کو اُن کی قوموں کی طرف بھیجا اور وہ ان  
کے پاس دلائل لے کر گئے تو ہم نے مجرموں  
سے انتقام لیا اور ہم پر مومنوں کی مدد کرنا  
(ہمارے فضل سے) واجب ہے (۴۷)

قَوْمِهِمْ فَبَاءَ وَهُمْ بِالْبَيْتِ فَانْتَقَمْنَا  
مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا  
عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۷﴾

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم

### تفسیر

جو لوگ کفر و شرک کرتے ہیں ان کی اس بد عملی کی سزا بھی انہیں کیلئے ہے ان کی یہ بد عملی اللہ کا کچھ بگاڑ  
نہیں سکتی اور جو لوگ اچھے کام کرتے ہیں نیکی کی راہ پر چلتے ہیں ان کا یہ انداز اللہ تعالیٰ پر احسان نہیں ہے یہ  
اپنے لئے ہی راہ ہموار کرتے ہیں۔ قیامت کے دن رب کی رحمتوں سے نوازے جائیں گے ان نیک  
کاموں کی بدولت دنیا میں بھی یہ لوگ عزت سے نوازے جاتے ہیں ان کے نیک کاموں کے صلہ میں اللہ  
جو انہیں عزت بخشا ہے یہ محض اس کا فضل ہے اگر کوئی شخص زندگی بھر بھی عبادات و ریاضات میں لگا رہے تو  
اس کی اربوں کھربوں نعمتوں میں سے کسی ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا اس نے جو نیکیاں کی ہیں یہ  
طاقت بھی تو اُسی نے ہی عطا کی ہے، بندہ جو ان ہونے سے پہلے ہی اس قدر نعمتوں سے نوازا جاتا ہے کہ  
زندگی بھر بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔

کوئی شخص بھی مطالبہ نہیں کر سکتا کہ میں نے نیکیاں کی ہیں، اجر عطا کر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو  
انعام فرمائے گا وہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ نشانات قدرت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بارش کی  
خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے زمین سیراب ہوتی ہے فصلیں زرخیز ہوتی ہیں کشتیاں چلتی ہیں کہ اس کا  
فضل تلاش کرو تاکہ اللہ کا شکر ادا کرو۔

اگلی آیہ پاک میں حضور ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ محبوب آپ کفار مکہ کے کردار سے پریشان نہ ہوں آپ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے وہ نہ مانتے تو آپ مغموم ہوتے، فرمایا گیا کفار کا یہ طریقہ کوئی نیا نہیں پہلے بھی ہم نے رسول بھیجے انہوں نے حق بیان کیا اور دشمنوں نے جھٹلایا تو ہم نے مجرموں سے انتقام لیا اور پھر فرمایا محبوب! ایمانداروں کی مدد کرنا (ہم پر ہمارے فضل سے واجب ہے)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے تو وہ بادل کو اٹھاتی ہیں پھر وہ اس بادل کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور وہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے درمیان سے پانی نکلتا ہے پھر وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے ان تک وہ پانی پہنچا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں (۴۸) اور بے شک اس پانی کے نازل کئے جانے سے پہلے ضرور مایوس تھے (۴۹) اللہ کی نشانیوں کو دیکھو کہ وہ کس طرح زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے بے شک وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۵۰)

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیْحَ فَتَنۡثِیۡرُ  
سَحَابًا فِیۡبُسۡطَہٗ فِی السَّمَآءِ کَیۡفَ  
یَشَآءُ وَیَجۡعَلۡہٗ کَسَفًا فَتَرٰی الْوُدۡقَ  
یَخْرُجُ مِنْ خِلَیۡہٗ فَاِذَا اَصَابَ بِہٖ  
مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادَہٗ اِذَا ہُمْ  
یَسْتَبۡشِرُوۡنَ ؕ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنْ قَبۡلِ  
اَنْ یُّنۡزَلَ عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ قَبۡلِہٖ لَیَسۡبِیۡنَ ؕ  
فَاَنۡظُرْ اِلَیۡ اَثَرِ رَحۡمَتِ اللّٰہِ کَیۡفَ  
یُحۡیِ الْاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ اِنَّ ذٰلِکَ  
لَمُنۡجِی الْمَوۡتٰی ؕ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ  
قَدِیۡرٌ ؕ

للہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہٖ وسلم

## تفسیر

بچھلی آیہ پاک میں بھی انعامات الہیہ کا ذکر تھا کہ وہ خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے اور ان کے ذریعہ تمہیں بہرہ مند کرتا ہے تاکہ کشتیاں چلیں اور تم اس کے فضل سے رزق تلاش کرو۔ اس آیہ پاک میں بھی انعامات کا ذکر فرمایا گیا ہے اللہ اپنی حکمت کے مطابق ہواؤں کو چلاتا ہے جس طرح چاہتا ہے بادلوں کو روانہ کر دیتا ہے پھر انہیں جمع کرتا ہے اور پھیلاتا ہے پھر بادلوں کو مختلف قسم کے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتا ہے کبھی بادل ہلکے اور کبھی بھاری ہو جاتے ہیں پھر ان کے درمیان سے پانی نکلتا ہے پھر وہ اپنے بندوں میں سے جن کو چاہتا ہے پانی پہنچاتا ہے اور وہ خوش ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ پانی نازل کرنے سے پہلے وہ مایوس تھے۔

پھر فرمایا گیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار پر غور کرو یعنی بارش سے اس پر استدلال کرو جو مردہ زمین کو بارش سے زندہ کرنے پر قادر ہے وہ قیامت کے دن مردہ انسانوں کو زندہ کرنے پر کیوں نہیں قادر ہوگا۔ مردہ زمین کو زندہ کرنے کے ذکر سے ایک لطیف اشارہ یہ بھی ملتا ہے نبی کی آمد بھی انسان کی اخلاقی زندگی کیلئے ایسی ہی رحمت ہے جیسے بارش کی آمد، اس کی ساری زندگی کیلئے رحمت ثابت ہوتی ہے جیسے بارش کے نزول سے مردہ زمین جی اٹھتی ہے ایسے ہی آسمانی وحی کا نزول اخلاق و روحانیت کی ویران دنیا کو جلا بخشتا ہے اور اس میں فضائل و کمالات کے پودے کھل جاتے ہیں کفار کی اپنی بد قسمتی ہے کہ جب یہ نعمت ان کے ہاں آتی ہے تو وہ اس کا کفران کرتے ہیں اور اُسے اپنے لئے موت سمجھتے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَلَيْنَ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَّ اَوْهٗ مُصَفَّرًا  
اَظْلُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝ فَاِنَّكَ  
لَا تَسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تَسْمِعُ الصُّمَّ  
الدُّعَاۤءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَا  
اَنْتَ بِهٰدٍ الْعَنٰى عَنْ صَلَاتِهِمْ اِنَّ  
تَسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْآيٰتِ فَهُمْ  
مُّسْلِمُوْنَ ۝

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم

اور اگر ہم تیز ہوا بھیج دیں پھر وہ اپنے کھیتوں کو  
زرد پائیں تو ضرور اس کے بعد ناشکری کریں  
گے (۵۱) پس بے شک آپ مُردوں کو نہیں  
سناتے اور نہ آپ بہروں کو پکار سناتے ہیں  
جب (بہرے) پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں  
(۵۲) اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے  
ہدایت دینے والے ہیں آپ صرف ان ہی کو  
سناتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں  
سو وہی مسلمان ہیں (۵۳)

## تفسیر

پچھلی آیہ کریمہ میں تھا کہ بارانِ رحمت کے بعد جب کھیتیاں سرسبز ہو چکی ہوں اس وقت کوئی ایسی ہوا  
چل پڑے جو ہری بھری فصلوں کو تباہ کر دے تو پھر یہ خدا کو کو سننے لگتے ہیں اور الزام لگاتے ہیں یہ کیسی  
مصیبتیں ہم پر ڈال رکھی ہیں حالانکہ جب خدا نے ان پر نعمت کی بارش کی تھی اس وقت شکر کے بجائے  
ناشکری کی تھی اس میں یہ بھی اشارہ ہے جب اللہ کے رسول ﷺ ان کی طرف پیغامِ رحمت لاتے ہیں تو لوگ  
ان کی بات نہیں مانتے اور اس نعمت کو ٹھکرا دیتے ہیں پھر جب اُن کے بد اعمال کے باعث خدا ان پر کوئی  
ظالم حکمران مسلط کر دیتا ہے تو خدا کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں، الزام لگاتے ہیں کہ اس نے کیسی ظلم  
بھری دنیا بنائی ہے۔

اگلی آیہ پاک میں فرمایا گیا محبوب! آپ مُردوں کو نہیں سناسکتے اور نہ آپ بہروں کو سناسکتے ہیں  
خصوصاً جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں یہاں مُردوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل مر چکے ہوں اور



غور و فکر کی صلاحیت ان میں ختم ہو چکی ہو اور ”صم“ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے کان بہرے ہو چکے ہوں اور حق بات سننے سے نفرت کرتے ہوں۔ کفار کی اس حالت کو بیان فرما کر حضور ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے محبوب! آپ ان کی ضد، ہٹ دھرمی کفر پر ڈٹے رہنے کی حرکت سے پریشان نہ ہوں ان کے دل مر چکے ہیں، حق سننے سے کان بہرے ہو چکے ہیں آپ نے انہیں پیغام حق پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کی اگر یہ خود ہی کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے باہر آنا نہیں چاہتے تو ان کی قسمت ہے۔ ان کی ضد ہٹ دھرمی کے بارہ میں آپ سے کسی قسم کا سوال نہیں ہوگا آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے پھر فرمایا گیا کہ نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت دے سکتے ہیں یہاں بھی اندھوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل مر چکے ہیں اور دلوں کی آنکھیں نور حق دیکھنے سے اندھی ہو چکی ہیں اور آپ سنا بھی انہیں ہی سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے وہ اللہ کے حضور گردنیں جھکاتے ہیں یہاں سننے سے مراد وہ سننا ہے جو مفید ہو، نفع بخش ہو۔ علامہ قرطبی نے اس آیہ کے تحت وضاحت سے لکھا ہے، محبوب! آپ نے حق کو دلائل کے ساتھ واضح کر دیا ہے مگر کفار اپنے آباؤ اجداد کے ڈگر پر رہ کر اُدھر دھیان ہی نہیں کرتے ان کی بصیرت اندھی ہوگی، آپ نہ انہیں سنا سکتے ہیں نہ ہدایت دے سکتے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ  
اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد قوت اور پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا بڑی قدرت والا ہے (۵۴) اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسمیں اٹھائیں گے کہ وہ دنیا میں صرف ایک گھڑی ٹھہرے ایسے ہی پہلے بھی

اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ۝۵۴  
وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذَلِكَ كَانُوا

غلط بیانی کیا کرتے تھے (۵۵) اور علم اور ایمان والے لوگ کہیں گے کہ تم نوشتہ قدرت کے مطابق روز حشر تک ٹھہرے رہے ہو پس یہ حشر آ گیا ہے لیکن تم جانتے نہیں ہو (۵۶)

يُوفِكُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ  
وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ  
إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ  
وَلَكِن كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

اللَّهُ  
عَلِيمٌ

### تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں نشانات قدرت کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ لوگ ان میں غور و فکر کر کے اپنے خالق و مالک کی پہچان کریں۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کاملہ کی ایک اور دلیل پیش کی جا رہی ہے اگر زمین و آسمان میں پھیلے ہوئے بے شمار کمالات قدرت پر نظر نہیں جاتی تو کم از کم اپنے وجود پر ہی نظر ڈالو کہ جب تم پیدا ہوئے تو تمہاری کمزوری کا کیا عالم تھا، پھر اس نے تمہیں جوانی کے عالم تک پہنچایا پھر اس جوانی کے بعد تمہارے اندر کمزوری شروع ہو گئی، بڑھا پے نے گھیرا ڈال لیا، تمہارے اندر یہ ساری حالتیں اس نے پیدا کی ہیں وہ علم والا ہے اور بڑی قدرت والا ہے اگر تم اپنی اس حالت کو غور سے دیکھو، مطالعہ کرو تو تمہیں قدرت ربانی کے کرشمے ظاہر ہوں گے اور تم خدا کی بغاوت و سرکشی سے بچ جاؤ گے۔

”ضعف“ کا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ نے تمہیں کمزور و نطفہ سے پیدا کیا، انسان کو سبق دیا گیا ہے کہ اپنی اصل بنیاد کو دیکھ ایک قطرہ بے جان سے ہے پھر اس قطرے کو ایک خون منجمد کی صورت میں پھر خون کو گوشت کی صورت میں پھر اس گوشت کے اندر ہڈیاں پیوست کرنے میں تبدیلیاں کیں پھر یہ ایک چھوٹا سا وجود چلتی پھرتی فیکٹری بن گیا بلکہ ایک عالم اصغر ہے کہ پورے جہان کے نمونے اس کے وجود میں شامل ہیں پھر تنگ و تاریک جگہ میں پرورش پائی نو ماہ تک خون کی غذا لے کر انسان کا وجود تیار ہوا۔

قیامت کے دن مجرموں کی حالت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ مجرم اس دن قسمیں اٹھا اٹھا کر کہیں گے

کہ ہم تو دنیا میں چند لمحے ٹھہرے ہم پر اس قدر گرفت کیوں کی جا رہی ہے ان کا یہ جھوٹ بولنا کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی ان کا یہی دستور رہا ہے، جھوٹ بولتے ہیں حق کا انکار کرتے رہے ہیں جب یہ لوگ جھوٹ بولیں گے تو ایماندار اہل علم ان کے جھوٹ کی تردید کریں گے اور کہیں گے تم فیصلہ قدرت کے مطابق قیامت تک ٹھہرے ہو اور یہ وہ دن آگیا ہے مگر تمہیں پتہ نہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

پس اس دن ظالموں کو ان کی معذرت کوئی نفع نہ دے گی اور نہ عتاب اور ناراضگی کو زائل کیا جائے گا (۵۷) اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کیلئے ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں اگر آپ ان کے سامنے کوئی معجزہ پیش کریں تو کفار ضرور کہیں گے آپ تو محض جھوٹے ہیں (۵۸) اللہ اسی طرح جاہلوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے (۵۹) سو آپ صبر کیجئے بے شک اللہ کا وعدہ برحق ہے کہیں آپ کو وہ لوگ بے صبرانہ کر دیں جو یقین نہیں رکھتے (۶۰)

فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا  
مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٥٧﴾  
وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا  
الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَٰكِنْ  
جَحَّتْ لَهُمْ بِآيَةٍ لِّيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا  
إِنَّا أَنْتُمْ لَا مُبْطِلُونَ ﴿٥٨﴾ كَذٰلِكَ يَظْبَعُ  
اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٩﴾  
فَاصْبِرْ إِنَّا وَعَدَ اللّٰهُ حَقًّا ۖ وَلَا  
يَسْتَحْفِظُكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ﴿٦٠﴾

ﷺ  
الْعَظِيمِ

تفسیر

قیامت کے دن کی ہیبت کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ دن ہوگا جس میں ظالموں کو ان کی معذرت کوئی نفع نہ دے سکے گی اور نہ ہی ان کیلئے معافی مانگنے کو کہا جائے گا یہ معنی بھی کیا گیا ہے نہ ان سے یہ چاہا جائے گا کہ اپنے رب کو راضی کرو اس لئے کہ توبہ اور ایمان کی طرف رجوع کرنے کے سارے مواقع وہ کھو چکے ہوں

گے اور امتحان کا وقت ختم ہو کر فیصلے کی گھڑی آچکی ہوگی۔

اگلی آیہ پاک میں فرمایا گیا ہے کہ ہم نے لوگوں کو گمراہی سے بچنے کیلئے ہر طرح کی مثالیں دلائل دے دیئے ہیں جن سے ہمارے بھیجے ہوئے رسولوں کی صداقت واضح ہو گئی ہے اگر وہ لوگ ذرا سا غور کرتے تو گمراہی کے گڑھے میں نہ گرتے اپنے کوتاہی سے بچا لیتے مگر انہوں نے اپنی زندگی کا طریق کار ہی یہ بنایا ہے کہ جب بھی ہمارے رسولوں نے انہیں حق سنایا کوئی معجزہ دکھایا تو انہوں نے تکبر و غرور سے سرگردانی کی اور ماننے سے انکار کر دیا، بجائے ماننے کے الٹا الزام لگایا کہ تم بہک گئے ہو، باطل پر کام کر رہے ہو اور جو حیران کن واقعات دکھا رہے ہو یہ سب جادو ہے حقیقت نہیں، اگر آپ ان کے منہ مانگے معجزات بھی دکھا دیں تو بھی یہ لوگ یہ کہہ کر انکار کر دیں گے یہ جادو ہے جو شخص ایک معجزے کو جھوٹا کہہ سکتا ہے وہ سب معجزات کا انکار کر سکتا ہے۔

مخالفین کا یہ انداز دراصل قدرت کی طرف سے ان کے دلوں پر مہر لگ جانے کا نتیجہ ہے کہ حق کو جانتے نہیں۔ حضور ﷺ سے فرمایا محبوب! آپ ان مشکلات و مصائب طعنہ زنی الزام بازی میں صبر کریں اور ثابت قدم رہیں اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے وہ آپ کو حق کی راہ سے پھسلانہ دیں اگرچہ یہ خطاب حضور ﷺ سے کیا گیا ہے مگر اس سے مراد حضور ﷺ کی امت ہے کہ وہ ثابت قدم رہے، دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ کر کام کرے، امن ہو یا جنگ، موت ہو یا حیات، صحت ہو یا بیماری، ایمانداروں کو ظلم و ستم کفر و شرک کے مقابلہ میں پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہونا چاہئے۔

”لَا يُؤْمِنُونَ“ کے ارشاد میں واضح فرمایا جا رہا ہے ایمان والوں کو بہکانے والے لوگ تو خود گمراہی کے دلدل میں پھنس چکے ہیں وہ ایمانداروں کو کیا بہکاسکیں گے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ



## سورۃ لقمان

اس سورت میں چار رکوع ہیں اور چونتیس آیات ہیں، قرآن مقدس کے ہدایت اور رحمت ہونے سے اس کا آغاز ہے اس سورۃ پاک کے اُترنے کا سبب یہ بنا، مشرکین قریش نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ وہ انہیں لقمان اور اس کے بیٹے کے بارہ میں بتائیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمادی جس میں قریش کے سوال کا جواب دیا گیا۔ یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

سورۃ لقمان اور سورۃ روم کا ربط واضح ہے سورۃ روم کی آخری آیہ پاک میں قرآن مقدس کے بے مثل کتاب ہونے کا ذکر ہے اور سورۃ لقمان کی پہلی آیہ میں بھی قرآن مقدس ہدایت، رحمت اور حکمت والی کتاب ہونے کا ذکر ہے۔ اس سورۃ پاک میں لقمان حکیم کی اُن نصیحتوں کا ذکر ہے جو اُس نے اپنے بیٹے کو کیں، لقمان حکیم کی یہ نصیحتیں عوام کیلئے مفید تھیں جو ذکر فرمادی گئیں۔ برائی سے رکنا، نماز کا پڑھنا، والدین کی فرمانبرداری، لوگوں سے حسن سلوک، عجز و انکساری سے زندگی بسر کرنا۔

اس سورۃ پاک میں کفار و مشرکین کو اپنے آباؤ اجداد کی تقلید سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انعامات الہیہ پر شکر کا درس دیا گیا ہے، شرک سے نفرت دلائی گئی ہے بت پرستی سے الگ تھلگ رہ کر ایک خدائے وحدہ لا شریک کے حضور سجدہ ریزی کا حکم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے کا ذکر ہے انسان کو راہِ راست پر لانے کیلئے جن تعلیمات کی ضرورت تھی وہ حضرت لقمان کی زبان سے کہلوا دی گئیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدِیْدِ خَلْقِهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ ہی کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

الف لام میم (۱) یہ کتاب حکیم کی آیات ہیں  
(۲) یہ (کتاب) نیکی کرنے والوں کیلئے  
ہدایت اور رحمت ہے (۳) جو لوگ نماز قائم  
رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہی  
آخرت پر یقین رکھتے ہیں (۴) وہی اپنے  
رب کی طرف سے ہدایت پر قائم ہیں اور وہی  
کامیاب ہیں (۵) اور بعض لوگ غافل کرنے  
والی کہانیاں خریدتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں  
کو اللہ کے راستے سے بہکائیں اور اس کا مذاق  
اڑائیں انہیں لوگوں کیلئے ذلت والا عذاب  
ہے (۶) اور جب اس شخص پر ہماری آیات  
تلاوت کی جاتی ہیں وہ تکبر کرتا ہوا پیٹھ پھیر لیتا  
ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے دونوں  
کانوں میں ڈاٹ لگی ہوئی ہے سو آپ اس کو درد  
ناک عذاب کی خوشخبری دے دیں (۷)

الْم ۱ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ۲  
هُدًى وَرَحْمَةً لِّلْحَسَنِينَ ۳ الَّذِينَ  
يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ  
وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۴ أُولَٰئِكَ  
عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ  
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۵ وَمِنَ النَّاسِ  
مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن  
سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَيَتَّخِذَهَا  
هُزُوًا ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۖ وَإِذَا  
تُنذِرُهُ عَلَيْهِ الْإِنْتِزَاوَلَىٰ مُسْتَكْبِرًا كَانُ  
لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ  
فَتُبَشِّرُهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۖ

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم

تفسیر

الف لام میم حروف مقطعات ہیں، مفسرین کرام نے کئی معانی کئے۔ پہلے متعدد مرتبہ ذکر ہو چکا ہے

قرآن مقدس کے بارہ میں فرمایا گیا یہ کتاب حکیم محسنین کیلئے ہدایت و رحمت ہے اگرچہ یہ آفتاب ہدایت کا نجات بھر کو منور کر رہا ہے مگر اس آفتاب ماہتاب سے فائدہ اٹھانے والے صرف محسنین ہیں۔ قرآن مقدس کو حکیم کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ کتاب عقل و دانائی کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ محکم ہے اس میں کسی قسم کا خلل نقص نہیں۔ کتاب حکیم کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن مقدس ایسی قوت حاکمہ کتاب ہے جس کا فیصلہ اٹل ہے لا جواب ہے اگر کوئی سچا ہے تو اس کا فیصلہ اُس سچے کے حق میں ہوگا اگر کوئی غلط ہے تو اس کا فیصلہ اس کی راہنمائی کرے گا اور اُسے اس کی برائی پر آگاہ کرے گا۔

محسنین کی صفت بیان فرمائی گئی وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں یہ لوگ رب قدوس کے فضل سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں، محسنین کی اور بھی صفات ہیں مگر یہ صفات اہم اور افضل ہیں۔

نماز قائم کرنے کا معنی یہ ہے کہ اُسے شرائط و فرائض و واجبات کے ساتھ ادا کرتے ہیں، ان شرائط کے ساتھ نماز پڑھے گا تو نماز ادا ہو جائے گی کچھ ایسی شرائط ہیں وہ نہ ہوں گی تو نماز قبول نہیں ہوگی جیسے اخلاص، خشوع و خضوع اور خدا خونی کی صفات نہ ہوں تو نماز درجہ قبولیت تک نہیں پہنچتی۔ عبادات میں نماز ایک اہم فریضہ ہے جس کا حکم معراج کی شب دیا گیا جو اس کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے نماز کے فریضہ کی اہمیت اس طرح بھی واضح ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بچوں کی عمر سات سال ہو جائے تو نماز کا حکم دودس سال کے ہو جائیں تو مار کر پڑھاؤ۔

زکوٰۃ کا معنی شریعت کے ضابطہ کے مطابق مال سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے اور نفس کو پاک صاف رکھنے کا بھی معنی کیا گیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو اس سے اس کا شرّ دور ہو گیا۔ تکمیل ایمان کیلئے آخرت کے دن پر یقین رکھنا بھی اہم ہے، اس دن حساب کتاب ہوگا جواب طلبی ہوگی، کئے کی جزا سزا ہوگی اگر یہ یقین ہوگا تو دنیا کی

زندگی میں عمل صالح کا جذبہ ہوگا یہ عقیدہ نہیں ہوگا تو لہو و لعب کی زندگی گزرے گی جو آخرت کو عذاب کا باعث بنے گی۔

اگلی آیہ پاک میں ان پاکیزہ صفات لوگوں کے خلاف ان کا ذکر فرمایا گیا جنہوں نے اپنی زندگی کو حق سے غافل کر دینے والی باتوں میں گزار دیا ہے۔ آیہ مبارکہ میں ”وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي“ کے اُترنے کا سبب یہ بنا، یہ آیہ پاک نصر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی، یہ تاجر بندہ تھا فارس جاتا تھا وہاں سے ان پڑھ لوگوں کی خبریں لاتا اور قریش کو سناتا اور کہتا محمد تم کو عاد و ثمود کی باتیں سناتے ہیں میں تمہیں رستم و اسفندیاری کی خبریں سناتا ہوں۔ لوگ اس کی خبروں کی طرف مائل ہو کر قرآن پاک کو سننا چھوڑ دیتے اس کے متعلق فرمایا گیا بعض لوگ گمراہ کن باتیں سنا کر لوگوں کو حق کی راہ سے دور کرنا چاہتے ہیں، ایسے لوگوں کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔ لہو و لعب کے ارشاد میں غلط قسم کے اشعار کہانیاں، لغویات، بے ہودہ کہانیاں وغیرہ سبھی آجاتے ہیں، اُسی گمراہ شخص کی دوسری حرکت کا ذکر فرمایا گیا جب اس پر قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلتا ہے گویا اس نے کچھ سنا ہی نہیں، ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خوش خبری دے دیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لہو و لعب، لغویات اور بیہودہ کاموں سے بچائے اور اپنی حفاظت میں رکھے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کیلئے خوشیوں والے باغات ہیں (۸) وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ کا یہ سچا وعدہ ہے اور وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے (۹) اس نے بغیر ستونوں کے آسمان بنائے جنہیں تم دیکھتے ہو اور زمین میں مضبوط

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ  
لَهُمْ جَنَّٰتُ النَّعِیْمِ ۝۱ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ۝۲  
وَعَدَ اللّٰہُ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۳  
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَّرَوٰہَا وَ  
الْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَسِیْدَ



پہاڑوں کو نصب کر دیا تاکہ وہ تمہیں لرزانہ سکے  
اور اس زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے  
اور آسمان سے پانی نازل کیا سو ہم نے زمین  
میں ہر قسم کے عمدہ غلے (اور میوے) پیدا کئے  
(۱۰) یہ ہے اللہ کا پیدا کیا ہوا پس مجھے وہ دکھاؤ  
جو اللہ کے ماسوا دوسروں نے پیدا کیا ہے بلکہ  
ظالم کھلی گمراہی میں ہیں (۱۱)

بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَا  
مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ  
زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي  
مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ بَلِ  
الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

اللَّهُ  
الْعَظِيمُ

تفسیر

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو اپنے لئے اور پوری انسانیت کیلئے خیر  
و برکت کا سبب بنتے ہیں، اپنے کولوگوں کو برائیوں سے بچاتے ہیں انہیں کے قول و عمل سے دنیا کا حسن ہے،  
ایسے ہی اعمال صالحہ والے لوگ خوشیوں والے باغات میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا یہ سچا وعدہ ہے وہ سب پر  
غالب ہے دانا ہے اس کے غالب ہونے کی دلیل کیا ہے اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بنایا، جنہیں تم  
دیکھتے ہو اور زمین میں مضبوط پہاڑ نصب کر دیئے۔

اس آیہ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت اور توحید پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ اس نے آسمانوں کو  
بغیر ستونوں کے قائم فرمایا ہے، ایک اور دلیل فرمائی تم دیکھتے ہو زمین میں مضبوط پہاڑ نصب کر دیئے تاکہ وہ  
تمہیں لرزانہ سکے اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے ہیں یہ ایسے دلائل ہیں جن پر غور کرنے سے  
خدائے قدوس جل مجدہ کی قدرت کاملہ اور اس کے وحدۃ لا شریک ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اس سلسلہ میں  
ایک اور دلیل فرمائی کہ آسمان سے پانی نازل کیا اور اس سے ہر قسم کے عمدہ غلے اور میوے پیدا کئے۔ ان تمام  
دلائل پر جب غور و فکر کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ سب کچھ یونہی پیدا نہیں ہو گیا بلکہ ان سب کو ایک قادر

مطلق اللہ نے بنایا ہے۔ ان اشیاء کا وجود بتاتا ہے کہ ان چیزوں کے بنانے والا اللہ ہے اگر کئی خدا ہوتے تو ان میں یہ یکسانیت نظر نہ آتی۔ آیہ پاک میں توحید کے دلائل بیان کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ توحید عبادات میں سب سے بڑی عبادت ہے اور تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے توحید ایسا عمل نور ہے جو موحدین کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے، شرک ایسی آگ ہے جو مشرکین کی نیکیوں کو جلا دیتی ہے۔ اسلام کے تمام عقائد کا مرکزی نقطہ عقیدہ توحید ہے۔ خدا پناہ اس مرکزی عقیدہ میں گڑبڑ ہے تو سب عقائد برباد ہوں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کہا ”لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ“ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اس حدیث شریف سے واضح ہو رہا ہے خدا کو ایک ماننے کے عقیدہ کی کس قدر فضیلت ہے۔ حضور ﷺ کی رسالت کو ماننا بھی اس کے تحت آگیا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو اور جو شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کیلئے شکر ادا کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ بے نیاز ہے حمد کیا ہوا ہے (۱۲) اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بے شک شرک کرنا ضرور سب سے بڑا ظلم ہے (۱۳) اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ اِنْ اَشْكُرْ  
لِلّٰهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ  
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝۱۲  
وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يُعْطِيهِ  
يَبْنٰی لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ  
لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ  
بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهَنَا عَلَى  
وَهْنٍ وَفِصْلٌ فِیْ عَامَرَيْنِ اِنْ اَشْكُرْ  
لِیْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَی الْمَصِيْرُ ۝۱۴

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہٖ وسلم

ہوئے اس کو پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ  
چھڑانا دوبرس میں ہے اور یہ کہ تو میرا شکر ادا کر  
اور اپنے والدین کا تو نے میری طرف ہی لوٹنا  
ہے (۱۴)

### تفسیر

لقمان حکیم کے سلسلہ نسب کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں، بعض نے کہا یہ حضرت ایوب کے  
بھانجے تھے بعض نے کہا خالہ زاد بھائی تھے ان کی عمر کے بارہ میں ملتا ہے ایک ہزار سال زندہ رہے انہوں  
نے داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا۔ امام واقدی کہتے ہیں یہ بنی اسرائیل میں قاضی تھے، سعید بن مسیت رضی  
اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ مصر کے سیاہ فام لوگوں میں سے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت عطا کی نبوت کو ان سے روک لیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے  
ہیں یہ نبی نہ تھے ولی تھے اللہ سے محبت کرتے تھے، بہت غور و فکر کرنے والے بندے تھے ان کی نصیحت آمیز  
حکیمانہ باتیں بہت سی ملتی ہیں۔ سفیان کہتے ہیں آپ سے پوچھا گیا لوگوں میں بدترین شخص کون ہے تو  
لقمان نے کہا وہ شخص جسے یہ پرواہ نہ ہو کہ لوگ اُسے برا کام کرتے دیکھ لیں گے، آپ نے اپنے بیٹے سے کہا  
اے بیٹے دنیا گہرا سمندر ہے اس میں بہت سے لوگ غرق ہو چکے ہیں تم اس میں خوف خدا کو اور اللہ پر توکل  
کو کشتی بنا لو نجات پا لو گے۔

ایک حکمت بھری بات اور ملتی ہے جو شخص اپنے آپ کو نصیحت کرتا ہے تو اللہ اس کی حفاظت فرماتا ہے،  
یہ بھی فرمایا جو شخص اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرتا ہے تو اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے، ایک قول یہ بھی ملتا  
ہے اللہ کی اطاعت میں ذلت اٹھانا اس کی معصیت میں عزت سے بہتر ہے۔ ایک حسین قول یہ بھی ملتا ہے  
اللہ سے ڈرتے رہو اللہ تم کو اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرے گا۔ ایک حسین ہدایت یہ بھی ملتی ہے جو آدمی

جھوٹ بولتا ہے اس کے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے، ایسے بہت زریں اقوال ملتے ہیں۔ اسی مقام پر روح المعانی کا مطالعہ مزید مفید رہے گا، وہب بن منبہ کہتے ہیں میں نے حضرت لقمان کی حکمت کے دس ہزار سے زیادہ ابواب پڑھے ہیں۔ (قرطبی)

لقمان نبی نہیں اور نبی کا ہر قول حکمت بھرا ہوتا ہے بالخصوص ہمارے نبی کریم ﷺ کے ہر قول میں ہزاروں حکمتیں، دانائیاں مضمون ہیں۔ حضرت لقمان کو شکر کرنے کی تلقین فرمائی گئی کہ لقمان انعامات الہیہ پر اللہ کا شکر ادا کرو جو شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کیلئے کرتا ہے جو ناشکری کرتا ہے اور اس سے بے نیاز ہے اللہ کی حمد کرنے والے لاتعداد فرشتے ہیں، پوری کائنات اس کا ذکر کرتی ہے۔

لقمان نے اپنے بیٹے کو ہدایت کی کہ شرک سے بچ جا، شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ روح البیان میں ہے لقمان کا بیٹا اور اس کی بیوی دونوں کافر تھے آپ دونوں کو مسلسل نصیحت کرتے رہے حتیٰ کہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ آیہ مبارکہ میں شرک کو بڑا ظلم فرمایا گیا کسی کا حق دوسرے کو دے دینا جو اس کا حق دار نہیں یہ ظلم ہے۔ عبادت اللہ ہی کا حق ہے مشرکین نے یہ حق بتوں کو دے دیا جو بدترین ظلم ہے، اس کا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ کی نافرمانی کر کے انسان اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور عذاب کا مستحق ٹھہرتا ہے لیکن یہ سب سے بڑا ظلم نہیں انسان جب شرک کرتا ہے تو دائمی عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے اس کے بعد ماں باپ سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔

آیہ مبارکہ میں ماں کا ذکر خصوصی طور پر فرمایا گیا کہ اس نے بچے کو کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے پیٹ میں رکھا اس کا دودھ چھڑانا دو برس میں ہے۔ حضور ﷺ کے ایک ارشاد گرامی سے بھی ماں سے زیادہ نیکی کا درس ملتا ہے ایک شخص نے عرض کی، حضور والدین میں خدمت کا زیادہ مستحق کون ہے فرمایا، ماں اس نے کہا پھر تو فرمایا ماں اس نے کہا پھر تو فرمایا تمہارا باپ۔ ایک اور حدیث شریف میں ماں کی عظمت اس طرح ظاہر ہوتی ہے ایک شخص نے عرض کی حضور جہاد کی خواہش رکھتا ہوں، فرمایا تیرے والدین سے کوئی



زندہ ہے عرض کی ماں حیات ہے، فرمایا ماں کے ساتھ نیکی کرو یہی اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ آیہ کے آخر میں فرمایا میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا تو نے میری طرف ہی لوٹنا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک قرار دے جس کا مجھے علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرنا اور دنیا میں اُن سے حسن سلوک کرنا اور اس طریقہ کی پیروی کرنا جس نے میری طرف رجوع کیا ہو پھر تم سب نے میری طرف لوٹنا ہے میں تم کو ان کاموں کی خبر دوں گا جو تم کرتے تھے (۱۵) (لقمان نے کہا) اے میرے بیٹے! اگر رائی کا دانہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمینوں میں تو اللہ اس کو لے آئے گا بیشک اللہ ہر باریکی کے جاننے والا ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے (۱۶)

وَاِنْ جَاهَدَكَ عَلٰی اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنْابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَنْبِئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۵ يٰبُنَيَّ اِنَّمَا اِنْ تَكَ مِنْ ثِقَالٍ حَبِيْبَةٍ مِّنْ حَرْدٍ لِّتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يٰتُ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝۱۶

ﷺ  
الْعَظِيْمُ

### تفسیر

اس آیہ پاک میں حضرت لقمان کے ایک حکم کا ذکر ہے جو آپ نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا کہ یہ ظلم عظیم ہے، دوسرا حکم والدین کی اطاعت کا ذکر فرمایا گیا۔ والدین کی اطاعت فرض ہے مگر حکم الہی کے خلاف کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی، میں اپنی والدہ کا فرمانبردار تھا میں جب مشرف بہ اسلام ہوا تو میری ماں

سخت ناراض ہوئی اور کہا سعد تو نے یہ کیا حرکت کی اگر تو نے اس دین کو نہ چھوڑا تو میں کھانا پینا بند کر دوں گی اور بھوکی مر جاؤں گی، پھر لوگ تجھے ماں کا قاتل کہیں گے میں نے کہا اماں ایسا نہ کرو میں کسی صورت بھی دین نہیں چھوڑوں گا، اگر تیری سو جائیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے نکل جائیں تو میں پھر بھی دین نہیں چھوڑوں گا، میرا عزم دیکھ کر اماں نے کھانا شروع کر دیا۔

اس آئیہ کریمہ میں والدین کے حقوق ادا کرنے اور شکرگزاری کا حکم ہے حکمت یہ ہے کہ ماں نے بڑی تکلیف ضعف پر ضعف کے ساتھ بچے کو پیٹ میں رکھا اس کی پیدائش کے وقت شدید دکھ برداشت کیا پھر دو سال تک اس کو دودھ پلانے کی تکلیف اٹھائی چونکہ ماں نے بہ نسبت باپ کے بچے کے دُکھ زیادہ برداشت کئے، اسلام ایک قانون عدل ہے اس لئے شرک میں والدین کی اطاعت نہ کرنے کے حکم کے ساتھ ہی یہ حکم بھی دے دیا کہ دنیا کے کاموں میں دنیوی معاملات میں ان سے حسن سلوک کرو، ان کی بے ادبی سے بچو، دل آزاری سے بچو۔

اس آئیہ پاک میں ایک اور وصیت کا ذکر فرمایا گیا، اپنے بیٹے کو فرمایا کہ یہ عقیدہ رکھو، زمین و آسمان میں ایک ایک ذرہ پر اس کا حکم جاری ہے اس کا علم محیط ہے کوئی چھوٹی سے چھوٹی شے جو دکھائی نہیں دے سکتی وہ بھی اللہ کے علم میں ہے اس کی نظر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا ہر شے پر محیط ہونا عقیدہ توحید کی بڑی دلیل ہے۔ آئیہ مبارکہ کے آغاز میں والدین سے حسن سلوک کا ذکر فرمایا گیا اُن کے ادب کا حکم دیا گیا ہاں اگر وہ خلاف شریعت کوئی حکم دیں تو اُسے نہ مانا جائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

اے (پیارے) بیٹے! نماز قائم کرو نیکی کا حکم دیا  
 کرو اور برائی سے روکتے رہو اور صبر کیا کرو ہر  
 مصیبت پر جو تمہیں پہنچے، بے شک یہ بڑی  
 ہمت کے کام ہیں (۱۷) اور نہ پھیر اپنے  
 چہرے کو لوگوں کی طرف (تکبر سے) اور زمین  
 پر اتراتے ہوئے نہ چل بے شک اللہ اکثر باز  
 اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا (۱۸) اور  
 اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنی آواز  
 دھیمی رکھ، بے شک سب سے وحشت انگیز آواز  
 گدھے کی آواز ہے (۱۹)

يٰۤاِبْنٰى اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ  
 وَاَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ  
 اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا  
 تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ  
 فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ  
 كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاَقْصِدْ فِى مَشْيِكَ  
 وَاَعْظُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَكْثَرَ الْاَصْوَاتِ  
 لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝

صَلٰوةً  
الْعَظِيْمَةِ

### تفسیر

حضرت لقمان کی نصیحتوں میں ایک اور نصیحت کا ذکر فرمایا جا رہا ہے آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا  
 پیارے بیٹے! نماز قائم کرو یعنی اُسے صحیح صحیح ادا کرو، فرائض واجبات کی ادائیگی کے ساتھ پڑھو اس نصیحت کا  
 حکم دیا کہ نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو۔

صاحب روح المعانی نے یہی مفہوم ادا کیا ہے کہ نماز کا قیام اپنی تکمیل کیلئے ہے اور نیکی کا حکم کرنا برائی  
 سے روکنا دوسرے کی بھلائی کیلئے ہے، ساتھ ہی ایک اور نصیحت کا ذکر فرمایا کہ مشکلات و مصائب پر صبر  
 کرتے رہنا، پچھلے حکم سے اس حکم کا بڑا گہرا ربط ہے کہ بیٹے لوگوں کو نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا یہ کوئی  
 معمولی کام نہیں لوگوں کی اصلاح کی خدمت انجام دینے میں بڑی مشکلات ہیں لوگوں کی دشمنی ان کی طرف  
 سے طعن و تشنیع غلط الزامات کی بوچھاڑ قدم قدم پر خطرات یہ مرحلہ بغیر صبر استقامت کے طے نہیں ہو سکتا۔

حضرت لقمان کی ان نصیحتوں میں اصلاح معاشرہ کا درس ملتا ہے اور بیٹے کو بتایا جا رہا ہے کہ اس کٹھن مرحلہ میں ثابت قدمی کا ہونا بڑا ہی ضروری ہے۔ ایک اور نصیحت کا ذکر فرمایا گیا کہ لوگوں سے رخ نہ پھیرنا اور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا، اللہ اکڑ بازوں کو پسند نہیں فرماتا، اکڑ بازی کی اس بُری حرکت کو قرآن مقدس نے ایک اور جگہ پر اس طرح ذکر فرمایا ہے

”زمین پر اکڑ کر نہ چل اگر اکڑ بازی سے چلے تو زمین کو پھاڑ نہیں سکے گا اور تیری گردن پہاڑوں سے اونچی نہیں ہو سکے گی“

”صعر“ اونٹوں کی ایک بیماری ہے جس سے گردن مُڑ جاتی ہے اس سے مراد یہ ہے لوگوں سے رخ پھیر کر بات نہ کر، اس سے تکبر معلوم ہوتا ہے اور لوگوں سے اس انداز میں بات کرنا شریفانہ اخلاق کے خلاف ہے۔ ایک اور نصیحت فرمائی کہ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر، دوڑ بھاگ میں چلنے سے وقار ختم ہو جاتا ہے۔ اس انداز میں اپنے کو یا دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا خطرہ رہتا ہے اور نہ ہی اتنا دھیمے چلو کہ بیمار محسوس ہو اور صحت مند ہونے کے باوجود انتہائی سست رفتاری اللہ کی نعمت صحت کی ناشکری ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کو یہود کی طرح دوڑنے سے بھی روک دیا گیا اور عیسائیوں کی طرح آہستہ چلنے سے بھی اور یہ حکم تھا کہ درمیانی چال اختیار کرو۔ آیہ مبارکہ کے آخر میں ایک اور نصیحت کا ذکر فرمایا گیا کہ بلا ضرورت آواز کو بلند نہ کرو کہ طبیعت پر گراں گزرے اور سننے والا وحشت محسوس کرے جس طرح گدھا آواز سے ہینگٹا ہے اور ماحول ناگوار شور سے بھر جاتا ہے اور بے شک گدھے کی آواز چوپایوں میں سب سے زیادہ مکروہ آواز ہے ان آیات مبارکہ میں معاشرے کی اصلاح کے سلسلہ میں چند باتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے، متکبرانہ انداز سے روکا گیا ہے اکڑ کر چلنے سے منع کیا گیا، تیز اور بے تکی چال سے منع کیا گیا، شور مچا کر بولنے سے روکا گیا یہ معاشرہ کی اصلاح کیلئے مفید نصائح ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ



(اے لوگو) کیا تم نے دیکھا نہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور اس نے اپنی تمام ظاہری اور باطنی نصیحتیں تم پر پوری کر دی ہیں اور بعض لوگ بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کسی واضح کتاب کے اللہ کے متعلق بحث کرتے ہیں (۲۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ان احکام کی پیروی کرو جن کو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہ کہتے ہیں بلکہ ہم اس طریقہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے خواہ ان کو شیطان دوزخ کے عذاب کی طرف بلارہا ہو (۲۱)

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعْمًا ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۚ وَمِنَ النَّاسِ مَنۢ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًی وَلَا کِتٰبٍ مُّنۢبِیۡرٍ ۙ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا اَبَلۡ نَّتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیۡهِۗۤ اٰبَآءَنَا ۙ وَلَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ بِیۡدِ عَوۡدٍ هُمۡ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیۡرِ ۝۲۱

صَلَّى  
الْحَقِّ  
عِظَمِ

## تفسیر

آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے انسانوں کیلئے آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں کو تالیف کرنے اور ان پر ظاہری باطنی نعمتیں پوری کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ بعض مفسرین نے ان نعمتوں کا ذکر اس طرح کیا ہے ظاہری نعمتوں سے مراد دنیا کی بادشاہی حکمرانی ہے اور باطنی نعمتوں سے مراد اولیاء کی ولایت ہے یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ ظاہری نعمتوں سے مراد ماں باپ کا وجود اور باطنی سے مراد مشائخ کا وجود ہے، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ ظاہری نعمت سے مراد خوبصورتی ہے اور باطنی سے مراد اچھی عادات ہیں، یہ معنی بھی کیا گیا ہے ظاہری نعمت سے مراد زبان ہے اور باطنی سے مراد دل ہے یہ معنی بھی کیا گیا ہے ظاہری نعمت سے مراد

اسلام ہے اور باطنی سے مراد گناہوں پر پردہ ہے۔ اگلی آیہ پاک میں فرمایا گیا کچھ لوگ بغیر علم و ہدایت کے اللہ کے بارہ میں جھگڑتے ہیں یہ آیہ کریمہ ایک یہودی کے متعلق نازل ہوئی جس نے حضور ﷺ سے رب قدوس کے بارہ میں سوال کیا تھا کہ وہ کس چیز سے بنا ہوا ہے؟ اس کے اس گستاخانہ سوال پر بجلی کی کڑک آئی جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیہ نصر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی۔

اگلی آیہ مبارکہ میں کفار و مشرکین کی ایک عادت کا ذکر فرمایا گیا کہ جب انہیں کہا جاتا ہے اللہ کو ایک مانو اسی کی عبادت کرو، بت پرستی چھوڑ دو تو جواب میں کہتے ہیں ہم تو اسی کی اتباع کریں گے جس شے پر اپنے باپ دادا کو پایا اگرچہ شیطان انہیں دوزخ کی طرف بلارہا ہو۔ ہر شخص کے باپ دادا کا حق پر ہونا کوئی ضروری نہیں، کوئی عقل مند آدمی یہ نادانی نہیں کر سکتا کہ اگر اس کے باپ دادا گمراہ ہو رہے ہوں تو وہ بھی آنکھیں بند کر کے انہیں کی راہ پر چلے جائے اور یہ محسوس ہی نہ کرے کہ یہ راہ جا کدھر رہی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

اور جس شخص نے اپنے چہرے کو اللہ کی طرف جھکا دیا ہو اور وہ نیک کام کرنے والا ہو تو اُس نے ایک مضبوط راستہ کو پکڑ لیا اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے (۲۲) اور جس نے کفر کیا تو اُس کا کفر آپ کو غمزدہ نہ کرے انہوں نے ہماری طرف لوٹنا ہے پھر ہم انہیں خبر دیں گے کہ انہوں نے کیا عمل کئے ہیں بے شک اللہ دلوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے (۲۳) ہم ان کو (دنیا میں) تھوڑا فائدہ پہنچائیں گے

وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللّٰهِ وَهُوَ فَحْسٌ  
فَقَدْ اسْتَسْكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى وَ  
إِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ  
فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَبِمَنْ نَّهْمُ  
بِمَا عَمِلُوا إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝  
نَسْتَعْتِبُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَقْصُرُهُمْ إِلَى  
عَذَابٍ عَلِيمٍ ۝ وَلَٰكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ  
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۵﴾

اللہ  
صداق  
العظمیٰ

پھر ان کو جبراً سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے (۲۴) اور اگر آپ اُن سے سوال کریں کہ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ نے آپ کہئے تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں بلکہ ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے (۲۵)

### تفسیر

بچھلی آیہ مبارکہ میں کفار کی ایک ضد کا ذکر تھا کہ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے اُتارے کی اتباع کرو تو سرکشی کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں ہم اپنے باپ دادا کی اتباع کرتے ہیں۔ اس آیہ پاک میں ایک پاکیزہ شخص کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جو بندہ اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے اور پھر صرف زبان سے ہی نہیں کہتا بلکہ اپنے حسن عمل سے اپنے اس قول کی صداقت بھی پیش کرتا ہے اگر اس نے اپنے قول و عمل دونوں کو مکمل کر لیا تو اُس نے ایک ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا ہے جس کے ٹوٹنے کا ڈر نہیں۔ محسن کا معنی احسان کرنے والا ہے حضور ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ احسان کیا ہے؟ تو فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت ایسے کر گویا تو اُس کے نور جمال کا مشاہدہ کر رہا ہے اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو تو پھر اس طرح تصور کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور سارے کاموں کا انجام پانا اُسی کی طرف ہی ہے۔

اگلی آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا، قول و عمل کو ایک کر کے نیکی کرنے والا مضبوط رسی کو تھام لیتا ہے جسے ٹوٹنا نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مضبوط رسی سے مراد ”لا الہ الا اللہ“ لیا ہے یہ معنی بھی کیا گیا ہے اس نے اپنے کو مکمل طور پر اللہ کے سپرد کر دیا، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس نے اللہ پر پورا پورا توکل کر لیا ہے، اے محبوب! اگر آپ کفار سے یہ سوال کریں کہ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کس نے کیا ہے تو کہیں

گے اللہ نے، آپ کہہ دیجئے تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے مگر وہ اس کو جانتے نہیں، اللہ کا شکر ہے کہ وہ اس حقیقت کو تو مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ سب اللہ کی ملکیت میں ہے بے شک اللہ ہی بے پرواہ اور حمد کیا ہوا ہے (۲۶) اور اگر تمام روئے زمین کے درخت قلم بن جائیں اور تمام سمندر سیاہی ہوں اور اس کے بعد ان میں سات سمندروں کا اور اضافہ ہو تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے بے شک بہت غالب ہے بے حد حکمت والا ہے (۲۷) تم سب کو پیدا کرنا اور تم سب کو دوبارہ زندہ کرنا ایک جان کی مانند ہے، بے شک اللہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے (۲۸) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ان میں ہر ایک مقرر میعاد تک گردش کر رہا ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو بے شک اللہ اس کی خبر رکھنے والا ہے (۲۹) اس کی

بِاللّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَمِیْدُ ۝ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَوْ لَدَمٍ وَّالْبَحْرِ یَدُّهُ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَمْجُرَاقٍ لَفُتَدَتْ کَلِمَتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ مَا خَلَقَكُمْ وَلَا یَعْبُدُکُمْ اِلَّا کُنُفُیْ وَاِحْدَۃٌ ۝ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُولِیْجُ الْیَلَّ فِی النَّهَارِ وِیُولِیْجُ النَّهَارُ فِی الْیَلِّ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۝

اللہ  
اصدق  
العظیم



وجہ یہ ہے کہ بے شک اللہ ہی برحق ہے اور اس کے سوا جن کی یہ عبادت کرتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور بے شک اللہ ہی نہایت بلند بہت بزرگ ہے (۳۰)

### تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں تھا کہ اگر آپ اُن سے پوچھیں زمین و آسمان کو پیدا کس نے کیا تو کہیں گے اللہ نے اس آیہ پاک میں ارشاد ہے جیسے زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ ہے ایسے ہی ان کے درمیان بھی جو کچھ ہے وہ بھی اسی کی ملکیت ہے، یقیناً اللہ بے نیاز ہے اور تعریف کے لائق ہے۔ چونکہ ساری کائنات اس نے بنائی ہے اس لئے وہ ان چیزوں کا محتاج نہیں اس لحاظ سے بھی غنی ہے کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے اسے پرواہ نہیں اس نے اپنی حمد خود فرمائی ہے مخلوق میں سے جس نے اس کی حمد کی پیدا ہونے کے بعد کی سو وہ مخلوق کی حمد سے بے نیاز ہے۔

اگلی آیہ پاک میں عظمت الہیہ کا ذکر اس طرح فرمایا گیا ہے اگر پوری روئے زمین کے سارے درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے اور پھر اس کے علاوہ سات سمندر اور سیاہی مہیا کریں تو سات سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا مگر علم الہی کا ایک مختصر اور قلیل حصہ بھی رقم نہیں ہو سکے گا۔ کلمات اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے علوم ہیں جن کی گنتی اور شمار محال ہے۔ کفار قیامت کا انکار کرتے تھے اس کے ہونے کے قائل نہ تھے تو ان کے جواب میں فرمایا گیا کہ تم سب کو پیدا کرنا اور پھر مارنے کے بعد زندہ کرنا اللہ کیلئے کوئی مشکل نہیں، یہ مشکل تو اس کیلئے ہو سکتی ہے جس کا علم ناقص ہو تو اللہ جس کے علم کا کنارہ نہیں زمین و آسمان کا خالق ہے اور ان دونوں کے درمیان ہر شے کا مالک ہے اُسی کیلئے پوری کائنات کو دوبارہ بنانا، مخلوق کو اٹھانا کوئی مشکل نہیں، یہ مشکل تو اس کیلئے ہو سکتی ہے جس کا علم ناقص ہو تو اللہ جس کے علم کا تمام ہو وہ

اللہ جس کے علم کا کنارہ نہیں، زمین و آسمان کا خالق ہے اور ان دونوں کے درمیان ہر شے کا مالک ہے اُس کیلئے پوری کائنات کو دوبارہ بنانا، مخلوق کو اٹھانا کوئی مشکل نہیں اس کی قدرت کے سامنے کوئی چیز محال نہیں اس کیلئے ایک آدمی کو پیدا کرنا اور اس کو مار کر زندہ کرنا جس طرح آسان ہے ایسے ہی سب کو مار کر زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں، اس کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ وہ بہ یک وقت ساری کائنات کی آوازیں الگ الگ سن رہا ہے اور ایسے ہی وہ ساری کائنات کو بہ یک وقت دیکھ رہا ہے ایسی صورت نہیں کہ کسی ایک آواز کے سننے میں دوسری آواز رکاوٹ بن سکے، کسی ایک چیز کے دیکھنے میں دوسرے شے آڑ بن جائے ایسے ہی انسانوں کو پیدا کرنے اور دوبارہ وجود میں لانے کا مسئلہ ہے اُسے ایسا کرنے میں کوئی مشکل نہیں، اس کی قدرت تخلیق ایک انسان کو بنانے میں اس طرح مشغول نہیں ہوتی کہ اسی وقت دوسرے انسان کو پیدا نہ کر سکے اس کیلئے ایک انسان کا بنانا اور کائنات بھر کے انسانوں کا بنانا یکساں ہے۔

اگلی آیہ پاک میں قدرت کاملہ کا اس طرح ذکر فرمایا گیا ہے کہ تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں لاتا ہے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس کا معنی کرتے ہیں کہ دن کو کچھ کم کر کے رات میں داخل کر دیتا ہے اور رات کو کم کر کے دن میں۔ اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے اور سب مقررہ وقت پر چلے جا رہے ہیں ویسے تو آسمان کے سارے ستارے اسی کے حکم سے چل رہے ہیں مگر چاند اور سورج کا ذکر خاص فرمایا گیا کہ یہ سب سے بڑے ہیں اور ان کی بڑائی کے پیش نظر ہی لوگ ان کی پرستش کرتے رہے، خدا مانتے رہے جب ان کی مجبوری واضح ہو جائے گی تو سبھی ستاروں کا عجز ثابت ہو جائے گا اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے علاوہ جن دوسری چیزوں کو پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور اللہ ہی برتر ہے وہی معبود برحق ہے اس کی قدرت حق ہے عظمت حق ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ کی نعمت سے سمندر میں کشتیاں چل رہی ہیں تا کہ وہ تم لوگوں کو اپنی بعض نشانیاں دکھائے بے شک اس میں ہر زیادہ صبر کرنے والے بہت شکر کرنے والے کیلئے نشانیاں ہیں (۳۱) اور جب انہیں کوئی موج سائبانوں کی طرح ڈھانپ لیتی ہے تو وہ اخلاص سے عبادت کرتے ہوئے اللہ کو پکارتے ہیں اور جب اللہ انہیں (طوفان سے) نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو بعض ان میں سے معتدل رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کا صرف وہی شخص انکار کرتا ہے جو بڑا بد عہد اور ناشکرا ہے (۳۲) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف رکھو جس دن کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے فدیہ نہیں دے سکے گا اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کی طرف سے فدیہ دے سکے گا بے شک اللہ کا وعدہ برحق ہے پس تم کو دنیا کی زندگی ہرگز دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ تمہیں شیطان کا فریب اللہ کے متعلق دھوکے میں ڈالے (۳۳)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلَّكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ  
بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ اِنَّ فِيْ  
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۳۱  
عَسٰى يَّهْمُكُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلُمِ دَعَوْا اللّٰهَ  
مُخٰصِرِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ اِلَى  
الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِآيٰتِنَا  
اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝۳۲  
اَتَقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي  
وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَارٍ  
عَنْ وَاٰلِهٖ شَيْئًا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ  
فَلَا تَغُرُّكُمْ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرُّكُمْ  
بِاللّٰهِ الْغُرُوْرُ ۝۳۳

بِاللّٰهِ  
الْحَقِّ  
الْعَظِيْمِ

## تفسیر

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنی قدرت کے دلائل ارشاد فرمائے ہیں کیا آپ دیکھتے نہیں کہ سمندر میں کشتی کس طرح پانی کی زبردست موجوں میں ہزاروں من وزن اٹھائے چلتی ہے اور مختلف خطرات کی پرواہ نہ کئے ہوئے سفر میں رواں دواں رہتی ہے یہ قدرت کا عظیم کرشمہ ہے کہ پانی میں تولہ بھر وزن ڈوب جاتا ہے اور یہ کشتی ہزاروں من لئے جارہی ہے یہ اللہ کی مہربانی ہے تاکہ وہ تمہیں اپنے نشانات قدرت دکھائے مگر ان نشانات قدرت کو دیکھ کر فائدہ دہی اٹھاتے ہیں جو صبر و شکر کرنے والے ہیں۔ صبر و شکر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بڑی نعمتیں ہیں۔ حدیث شریف میں ہے صبر نصف ایمان ہے اور یقین (کامل) ایمان ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا ”ایمان کے دو نصف ہیں ایک نصف صبر ہے اور ایک نصف شکر ہے“

صبر کی اہمیت کے متعلق سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد اس طرح ملتا ہے جس طرح جسم میں سر کی حیثیت ہے اسی طرح ایمان میں صبر کا مقام ہے خدا کی عبادت پر کار بند رہنا بھی صبر ہے گناہوں سے بچتے رہنا بھی صبر ہے، مشکلات و مصائب کو حوصلہ سے برداشت کرنا بھی صبر ہے۔

”شکور اور جبار“ دونوں میں مبالغہ پایا جاتا ہے، شکور وہ ہیں جو خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کی مخلوق کی بہتری میں خرچ کر کے حق شکر ادا کرتے ہیں، خدا کی طرف سے دیئے گئے انعام پر شکر کرنا بہترین عمل ہے جو مزید رحمت و برکت کا سبب بنتا ہے۔ علماء کا شکریہ ہے کہ وہ اپنی خدمات انجام دیں، صوفیاء کا شکریہ ہے کہ نوافل میں مصروف رہیں، سہیل بن عبد اللہ سے کسی نے کہارات چور میرا مال لے گئے، سہیل نے کہا شکر کرو اگر شیطان تمہارے دل میں داخل ہو کر ایمان لے جاتا تو پھر کیا کرتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اللہ تیری نعمت پر شکر ادا کرنا بھی تو نعمت ہے شکر کیسے ادا ہو فرمایا داؤد! تو نے شکر ادا کر دیا۔

کفار و مشرکین کی ایک اور برائی کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جب وہ مشکلات و مصائب میں گھر جاتے ہیں



تو اللہ کے حضور عجز و انکساری سے دعائیں کرتے ہیں کہ یہ مصیبت ٹل جائے اور جب وہ سمندر کی موجوں سے بچ نکلتے ہیں اور کنارے لگ جاتے ہیں تو ان کی احسان فراموشی کا یہ عالم ہے کہ پھر چند لوگ ہی حق پر رہتے ہیں باقی سارے ہماری آیات کا انکار کرتے ہیں اور ہماری آیات کا انکار غدار اور ناشکر ہی کرتا ہے۔

اگلی آیہ مبارکہ میں قیامت کے دن سے ڈرایا گیا ہے کہ اس دن کوئی باپ بیٹے کی طرف سے فدیہ نہ دے سکے گا ایسے ہی نہ کوئی بیٹا باپ کی طرف سے فدیہ دے سکے گا اس سے مراد یہ ہے کہ باپ کے گناہ بیٹے پر نہیں ڈالے جائیں گے اور نہ ہی کسی بیٹے کے گناہ باپ پر ڈالے جائیں گے اور نہ ہی یہ ہوگا کہ کسی کے گناہوں پر گرفت کسی سے ہوگی۔ سزا گناہگار کو ہی ہوگی، رہا بیٹے کا باپ کے کام آنا تو وہ ہوگا بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے اولاد کی وجہ سے ماں باپ کی بخشش ہو جائے گی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے پاس ایک فقیر عورت آئی وہ سوال کر رہی تھی میرے پاس صرف ایک کھجور تھی میں نے وہ دے دی اس نے کھجور اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دی یہ بیٹیاں اس کے ساتھ ہی تھیں۔ حضور ﷺ آئے تو میں نے یہ واقعہ سنایا، آپ نے فرمایا جو شخص ان بیٹیوں کی پرورش میں مبتلا ہو وہ اس کیلئے دوزخ سے حجاب بن جائیں گی۔ (بخاری شریف)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے وہی بارش نازل فرماتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا بے شک اللہ ہی بہت جاننے والا ہے سب کی خبر رکھنے والا ہے (۳۴)

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ بِأَيِّ اَرْضٍ تَمُوتُ اِنْ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

## تفسیر

اس آیہ مبارکہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا: حارث بن عمر نامی ایک شخص نے حضور ﷺ سے کہا، ہماری زمین قحط زدہ ہے بارش کب نازل ہوگی میری بیوی حاملہ ہے اس کے ہاں بچہ کب پیدا ہوگا؟ میں مروں گا کہاں؟ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ پانچ غیب کی چابیاں ہیں۔

ان آیات مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، اس آیہ کریمہ میں یا کہیں اور کسی مقام پر یہ ذکر نہیں ملتا کہ ان چیزوں کا علم اللہ کسی کو دیتا بھی نہیں، جسے چاہتا ہے جتنا چاہے عطا فرمادے اس پر پابندی نہیں۔ کئی مقامات سے پتہ چلتا ہے ان چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے بعض کو عطا کیا ہے مثلاً ماں کے رحم میں بچے کے بارہ میں یہ بات ملتی ہے فرشتوں نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسحاق کی خوشخبری دی ہے، سورۃ الذاریات میں ہے۔

”وَبَشِّرُوهُ بَعْلَمَ عَلِيمٍ“

ان کو علم والے لڑکے کی خوشخبری دی۔

اس سے پتہ چلتا ہے فرشتوں کو بھی علم تھا کہ حضرت سارہ کو بیٹا عطا ہوگا اور فرشتوں کی خوش خبری سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بھی پتہ چل گیا بیٹا ہوگا، یہ خدا کی عطا ہے جسے چاہے بتادے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر پتہ چلتا ہے فرشتوں نے حضرت زکریا کو حضرت یحییٰ کی بشارت دی۔ سورۃ آل عمران میں ہے

”إِنَّ اللَّهَ يَشْرِكُ بِيَحْيَىٰ“

اللہ آپ کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے

ایسے ہی ایک تیسرے مقام پر پتہ چلتا ہے حضرت مریم کو حضرت جبریل نے بیٹے کی خوش خبری سنائی ہے سورۃ مریم میں ہے

”لا هب لك غلام زكيا“

تیرے رب کا رسول ہوں کہ آپ کو پاکیزہ لڑکا دوں۔

معلوم ہوا، یہ علم اللہ کے پاس ہے مگر جسے چاہے بتادے، ایسے ہی بارش کے اُترنے کے متعلق دلیل ملتی ہے اس کا علم بھی اللہ ہی کو ہے مگر جسے چاہے بتادے۔ سورہ یوسف میں ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے بارش نازل ہونے کی خبر دی۔ سورہ یوسف آیت نمبر ۴۹ میں ہے اس کے بعد جو سال آئے گا اس میں خوب بارش ہوگی۔ ایسے ہی مرنے کی جگہ کا پتہ چلتا ہے، سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے ایک قیدی ساتھی کو فرمایا تھا تمہیں سولی دی جائے گی اس ارشاد سے واضح ہے کہ اس کی موت سولی پر ہوگی۔ جنگ بدر کے شروع ہونے سے ایک دن قبل حضور ﷺ نے نشانات لگا دیئے تھے کہ اس جگہ فلاں مرے گا اس جگہ فلاں مرے گا۔ چنانچہ دیکھا گیا کہ یہ خبر سو فیصد صحیح ثابت ہوئی، یہ علم بھی علوم خمسہ ہے جس کی اطلاع اللہ کی طرف سے رسول پاک ﷺ کو دے دی گئی اس سلسلہ میں یہ نظریہ کہ ان علوم کی خبر اللہ کسی کو دیتا بھی نہیں، بہت سی آیات و احادیث کا کھلا انکار ہے۔ قیامت کا علم بھی ان علوم خمسہ سے ایک ہے جس کی نشانیاں حضور ﷺ نے بتادی ہیں اور پھر یہ بھی بتا دیا کہ قیامت جمعہ کے دن واقعہ ہوگی، سال نہیں بتایا اگر آپ سال بھی بتا دیتے تو قیامت کا اچانک آنا نہ رہتا اور قرآن مقدس کے اس ارشاد کے خلاف ہوتا کہ قیامت اچانک آئے گی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

## سورة السجده

اس سورۃ شریف کی تیس آیات ہیں یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ان دنوں اسلام کے خلاف کفار و مشرکین کی مہم زور سے شروع تھی اس سورۃ شریف میں اللہ تعالیٰ کے وحدۃ لا شریک ہونے، دنیا میں کئے گئے کاموں کی آخرت کو جواب طلبی اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر دلائل فرمائے گئے ہیں۔ اس سورۃ پاک کی فضیلت میں کئی احادیث ملتی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ”الم تنزیل السجده اور هل اتی علی الانسان پڑھا کرتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ ”الم تنزیل السجده اور تبارک الذی بیدہ الملك“ پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔ حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں سورۃ الم تنزیل اپنے پڑھنے والے کی قبر میں وکالت کرے گی اور کہے گی اے اللہ! اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس شخص کے متعلق میری سفارش قبول فرما، اگر میں تیری کتاب سے نہیں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے اس کی سفارش قبول کر لی جائے گی اور اس بندے کو عذاب قبر سے محفوظ کر لیا جائے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے

الف لام میم (۱) یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کی ہوئی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں (۲) کیا یہ منکرین کہتے ہیں کہ اس نے کتاب کو گھڑ لیا ہے بلکہ وہ آپ کے رب کی طرف سے برحق ہے تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ ہدایت قبول کر لیں (۳) اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمینوں کو اور ان تمام چیزوں کو جو ان میں ہیں چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جلوہ فرمایا اس کے بغیر نہ تمہارا کوئی مددگار ہے نہ شفاعت کرنے والا پس کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے (۴)

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ لِرَبِّكَ الْكِتَابَ لَا رَيْبَ فِيهِ  
مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ  
افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنذِرَ  
قَوْمًا مِمَّا أَتَاهُمْ ۝ مَنْ تَكْبِرُ ۝ مَنْ قَبْلَكَ  
لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ  
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ  
أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ  
مِنْ دُونِهِ مِنْ دَرَجَةٍ ۝ لَا شَفِيعَ إِلَّا  
بِإِذْنِهِ ۝

صَلَّى  
الْعِظَمَاءُ

تفسیر

الف لام میم حروف مقطعات ہیں اس کتاب کا نزول اللہ رب العالمین کی طرف سے ہے جس میں قطعی طور پر کسی قسم کا شک نہیں، اس کے اتارنے والا رب العالمین ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اس ارشاد میں کفار و مشرکین کا جواب ہے جنہوں نے اس کتاب کے لا جواب ہونے کو سمجھا نہیں، اس کی فصاحت و بلاغت کے جواب سے عاجز بھی ہو گئے اس کے مقابلہ میں کوئی ایک چھوٹی سے چھوٹی آیہ بھی

نہ لاسکے انہیں یہ بھی کہا گیا کہ جاؤ اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو مگر ناکام رہے۔ یہ کفار و مشرکین محض ہٹ دھرمی اور ضد پر کہتے تھے یہ کتاب محمد (ﷺ) نے اپنی طرف سے گھڑ لی ہے اور اسے خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے، ان کے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے اتاری گئی ہے کفار جھوٹ بولتے ہیں یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ آپ لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس عرصہ دراز سے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اس آیت کا معنی یہ نہیں کہ عرب میں حضور سے پہلے کوئی آیا ہی نہیں عرب کے لوگوں کو ڈرانے کیلئے ہود اور صالح علیہما السلام آئے پھر ابراہیم و اسماعیل مبعوث ہوئے، جن کا زمانہ حضور ﷺ سے اڑھائی ہزار سال پہلے ہے۔ سرزمین عرب میں حضرت شعیب علیہ السلام آئے آپ ہمارے نبی کریم ﷺ سے دو ہزار برس پہلے تھے حضور ﷺ آخری رسول ہیں آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہو گیا۔

آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا فرمانے کے سلسلہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ملتی ہے جسے امام مسلم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مسلم شریف میں بیان کیا ہے، آپ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا

”اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہفتہ کے دن پیدا کیا، اتوار کے دن پہاڑوں کو زمین پر پیدا فرمایا، پیر کے دن درختوں کو پیدا کیا، منگل کے دن ناپسندیدہ چیزوں کو پیدا فرمایا، بدھ کے دن نور کو پیدا کیا، جمعرات کو زمین پر چلنے والے جانوروں کو پیدا کیا، جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا (مسلم شریف)

منگل والے دن ناپسندیدہ چیزوں سے مراد سخت اور مضبوط چیزیں ہیں مثلاً لوہا، معدنیات جن سے معاش میں مدد ہوتی ہے۔ آیت کریمہ کے آخری حصہ میں فرمایا کہ اُس کے بغیر تمہارا کوئی ولی ہے نہ مددگار۔ اس میں کفار کے اس عقیدہ کا رد کیا گیا ہے کہ ان کے بت انہیں بچالیں گے ان کی شفاعت کریں گے، ایسا ہرگز نہیں اسلام نے جس شفاعت کو جائز قرار دیا ہے انبیاء، اولیاء، شہداء کی شفاعت ہے جو وہ باذن اللہ کریں گے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

يُذِبرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ  
ثُمَّ يَعْرِجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مَقْدَارُهُ  
أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ۝ ذَلِكَ عَلِمُ  
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝  
الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ وَبَدَأَ  
خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ  
نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ نَّارٍ مُّهِينٍ ۝ ثُمَّ  
سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهِ وَجَعَلَ  
لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ  
قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝

صَلَّى  
الْعَظِيمِ

وہ آسمان سے زمین تک ہر کام کی تدبیر فرماتا  
ہے پھر وہ کام اس کی طرف اُس دن میں  
چڑھے گا جس کی مقدار تمہارے گننے کے مطابق  
ایک ہزار سال ہے (۵) وہی عالم الغیب اور  
عالم ظاہر ہے بہت غالب اور بے حد رحم فرمانے  
والا ہے (۶) اسی نے ہر شے کو حُسن دیا اور  
انسان کی تخلیق مٹی سے کی (۷) پھر ایک حقیر  
پانی کے نچوڑ سے اس کی نسل بڑھائی (۸) پھر  
اس کے پتلے کو ہموار کیا اور اس میں اپنی طرف  
سے روح پھونکی اور تمہارے لئے کان اور  
آنکھیں اور دل بنائے تم بہت کم شکر ادا کرتے  
ہو (۹)

## تفسیر

اس آیہ کریمہ میں ارشاد ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین تک ہر کام کی تدبیر فرماتا ہے یعنی ہر کام کو مقدر  
کرتا ہے اور اس کے اسباب مہیا فرماتا ہے۔ دنیا کی تدبیر کا کام چار فرشتے کرتے ہیں جبریل ہواؤں اور  
لشکروں پر مامور ہیں، میکائیل رزق کی فراہمی اور بارش نازل کرنے پر مقرر ہیں، ملک الموت روحوں کو قبض  
کرتے ہیں، اسرافیل ان کا کام حوادث کو نازل کرنا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ تدبیر کا مقام عرش الہی ہے  
اور عرش کے نیچے اس تدبیر کے مطابق کاروائی ہوتی ہے، معنی یہ ہوا کہ دنیا کے معاملات کی فرشتوں کے  
ذریعہ تدبیر فرماتا ہے یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ تمام معاملات کی تدبیر لوح محفوظ میں، مقرر فرمادیتا ہے پھر

فرشتے ان کو لے کر زمین پر اترتے ہیں یہ معنی بھی کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ عرش سے زمین پر فرشتوں کی وساطت سے اپنے احکام نازل فرماتا ہے۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ فرشتے احکام شرعیہ کو لے کر زمین پر نازل ہوتے ہیں اور ان پر اخلاص سے عمل کرنے والے کم ہوتے ہیں اس لئے کافی مدت کے بعد ان کے اعمال کو لے کر آسمان پر چڑھتے ہیں۔ ہزار سال کی تعداد کا یہ معنی ہے اللہ تعالیٰ جو تدبیر فرماتا ہے اگر انسان یہ تدبیر کرتے تو اس میں ایک ہزار سال لگتے۔

اس آیت کریمہ میں قیامت کے دن کو ایک ہزار سال کا فرمایا گیا ہے ایک دوسری آیت پاک میں پچاس ہزار سال، ان دونوں آیات مبارکہ سمجھنے کیلئے حضور ﷺ کا وہ ارشاد مدد کرتا ہے، جسے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے حضور ﷺ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ قیامت کا پچاس ہزار سال کا دن کس قدر طویل ہوگا، فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ وقت مومن پر خفیف ہو کر گزرے گا حتیٰ کہ مومن جتنے وقت میں فرض نماز پڑھتا تھا یہ اس سے بھی کم میں گزر جائے گا۔ عالم الغیب والشہادۃ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے اور العزیز الرحیم بھی اس کی صفات مقدسہ ہیں۔

عزیز و رحیم وہ ذات ہے جس نے ہر شے کو حسین بنایا ہر شے کو اس کی استعداد اور صلاحیت کے تقاضے کے مطابق بنایا، جو جاندار بظاہر بد صورت ہیں وہ بھی اس لحاظ سے حسین ہیں کہ وہ اللہ کی تخلیق ہیں انسان کی تخلیق کو سب سے افضل قرار دیا ہے۔ تمام جانوروں میں انسانوں کے جسم کی فضیلت ہے اور فرمایا انسان کی تخلیق مٹی سے کی۔ ”الانسان“ سے مراد آدم علیہ السلام اور آپ کو مٹی سے بنایا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ ہر انسان مٹی سے وہ اس طرح کہ نطفہ خون سے بنتا ہے اور خون غذا سے بنتا ہے اور غذا زمین اور مٹی کی پیداوار سے حاصل ہوتی ہے پھر فرمایا پانی کے نچوڑ سے اس کی نسل بڑھائی پھر اس کے پتلے کو ہموار کیا اور اس میں روح پھونکی اور تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل بنائے تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

اس آیت پاک میں ضمیریں آدم علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہیں، یعنی آدم علیہ السلام کے پتلے کو



ہموار کیا اور روح پھونکی اس کے بعد آپ کی اولاد کا ذکر ہوا کہ تمہارے کان آنکھیں دل بنائے اور تم بہت کم شکر گزار ہو۔ انسان کو سب سے زیادہ حسین بنایا یہ معنی نہیں کہ اس کا مادہ تخلیق سب سے زیادہ اشرف ہے اس لئے بہتر ہو گیا بلکہ مادہ تخلیق تو سب کا کمتر چیز ”منی“ کو بنایا گیا پھر قدرت کاملہ نے اس کمتر چیز کو کہاں سے کہاں تک پہنچایا، اسے اشرف المخلوقات قرار دیا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

اور انہوں نے کہا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے تو کیا پھر ہماری ازسرنو پیدائش ہوگی بلکہ وہ اپنے رب سے ملاقات کے منکر ہیں (۱۰) آپ کہتے تھیں موت کا فرشتہ وفات دیتا ہے جس کو تم پر مقرر کیا گیا ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۱۱)

وَقَالُواْ ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ءَاِنَا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍۭۨۙ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّہُمْ کٰفِرُوْنَۙ ۝۱۰ قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَۙ ۝۱۱

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم

تفسیر

حضور ﷺ کی رسالت و نبوت پر کفار کو جو اعتراض تھے اُن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مرنے کے بعد جی اٹھنا نہیں، اس آئیہ پاک میں ان کے نظریہ کا ذکر فرمایا گیا وہ لوگ صرف مرنے کے بعد جی اٹھنے پر تعجب ہی نہیں کرتے درحقیقت وہ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں۔ محبوب انہیں فرمادیتے! تمہیں تمہاری موت کا فرشتہ روح قبض کرتا ہے جو تم پر اللہ کی طرف سے متعین ہے، پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے تم یہ خیال کرتے ہو کہ انسان کی موت خود بخود آجاتی ہے، ایسا نہیں اللہ کے نزدیک تمہاری موت کا وقت مقرر ہے اور اس کیلئے ایک نظام ہے، ساری دنیا ملک الموت کے سامنے ایسی ہے جیسے کسی انسان کے سامنے ایک کھلے طشت میں دانے پڑے ہوں، وہ جس کو چاہے اٹھالے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے، ایک مرتبہ

حضور ﷺ ایک انصاری صحابی کے ہاں تشریف لے گئے، عزرائیل علیہ السلام موجود تھے حضور ﷺ نے عزرائیل سے فرمایا میرے صحابی کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو، ملک الموت نے عرض کی حضور میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں جتنے لوگ جہاں جہاں آباد ہیں میں سب کو دن میں پانچ مرتبہ دیکھتا ہوں یہ جو کچھ ہے اللہ کے حکم سے ہے، ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے جب ساری دنیا کی موت کا معاملہ حضرت عزرائیل کے سپرد کیا تو ملک الموت نے عرض کی یا اللہ مجھے ایسی خدمت سپرد کر دی گئی ہے کہ بنی نوع آدم مجھے برا کہیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے اس کا تدارک اس طرح کر دیا ہے دنیا میں موت کے ظاہری اسباب اور امراض رکھ دیئے ہیں جن کے سبب لوگ موت کو ان اسباب کی طرف منسوب کریں گے، آپ ان کی بدگوئی سے بچے رہیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جتنی بیماریاں ہیں، درد ہیں، زخم ہیں یہ سارے اسباب موت کے قاصد ہیں، انسان کو اس کی موت یاد دلاتے ہیں پھر جب موت کا وقت آتا ہے تو ملک الموت مرنے والے سے کہتا ہے، میں نے اپنے آنے سے پہلے کتنی اطلاعات دیں، کتنے قاصد بھیجے اب میں خود آیا ہوں، اب کوئی اور اطلاع دینے والا نہیں آئے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ملتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب مومن کی روح قبض کرنے کا وقت آتا ہے عزرائیل اس کے پاس جنت کا پھول لاتے ہیں اس کی خوشبو سے روح پرواز کر جاتی ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں جنت سے خوشبو میں بسا ہوا رومال لاتے ہیں اس کی مہک سے روح پرواز کر جاتی ہے کسی مومن کے پاس عزرائیل اس طرح آتے ہیں کہ ان کی ہتھیلی پر خوبصورت انداز میں لکھا ہوتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم مومن جب اپنے رب کے نام کو دیکھتا ہے پڑھتا ہے تو اس کی روح پرواز کر جاتی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُرُّونَ نَاكِسُوۡا۟ وُجُوۡهَهُمْ  
عِنۡدَ رَبِّهِمْ سُرَبًا اَبۡصَرۡنَا وَسَبَعۡنَا  
فَاٰجَعۡنَا نَعۡلَ صَالِحًا اِنَّا مُوَقِّنُوۡنَ ﴿۱۲﴾  
وَلَوْ شِئْنَا لَازَيۡتُنَا كُلَّ نَفۡسٍ هٰذَا هَاوٍ  
لٰكِنۡ حَقَّ الْقَوۡلُ مِنۡنَا لَا مَلۡجَئَ جَهَنَّمَ  
مِنَ النَّارِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوۡقُوا  
بِمَا نَسِيتُمۡ لِقَاءَ يَومِكُمۡ هٰذَا اِنَّا نَسِيۡتُكُمۡ  
وَذُوۡقُوا عَذَابَ الْخُلۡدِ بِمَا كُنتُمۡ  
تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾

صَلَّىٰ  
الْعِظِيۡمِ

تفسیر

بھجلی آئیہ پاک میں ذکر تھا کہ موت کا فرشتہ تمہاری جان قبض کرے گا پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے، اس آئیہ پاک میں کفار کے بارگاہ قدس میں حاضری کی حالت کا ذکر ہے آج تو وہ کبر و غرور سے پھر رہے ہیں، حق ماننے سے انکار کر رہے ہیں اُس وقت کیا حال ہوگا جب انہیں رب کے حضور حاضر کیا جائے گا، شرم کے مارے ان کے سر جھکے ہوں گے اور رب قدوس کے حضور عرض کریں گے، اے اللہ! ہم نے تیرے رسولوں کی باتوں کا انکار کیا تھا آج ہمیں حقیقت کا پتہ چل گیا ہے، آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کانوں سے سن لیا ہے جو کچھ تیرا رسول کہتا تھا وہ حق تھا اب ہم حق کو سمجھ گئے ہیں ہم پکا وعدہ کرتے ہیں تیری نافرمانی نہیں ہوگی، دنیا میں بھیج کر ہمیں پھر ایک موقع دیا جائے، ہم پھر غلطی نہیں کریں گے مگر ان کی یہ

درخواست مسترد کر دی جائے گی کہ آج کا دن تو کئے گئے اعمال کی جزا سزا کا دن ہے۔ کفار و مشرکین کو یہ بتایا جائے گا کہ ہم چاہتے تو کوئی شخص گمراہ نہ ہوتا، اُن سے گناہ کرنے کی طاقت سلب کر لیتے جیسے فرشتے کے اندر گناہ کی ہمت ہی نہیں مگر ایسا کرنا ہماری حکمت کا تقاضا نہ تھا انسان کو عزت و شرف عطا کرنے کیلئے ہم نے ایسا کیا تھا کہ انسان ہمت کے ساتھ اطاعت کرے، نفس و شیطان کو مار دے۔

انسانی تخلیق کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بتائے اصولوں پر کام کرے، حق و باطل کو سمجھے، عقل و فکر کی راہ اپنائے وہ اپنی زندگی کو آزادی سے گزارے غلط راہ اپنائے یا حق کی اتباع کرے جب وہ اللہ کی رضا کیلئے کام کرے گا تو ہماری مخلوق میں امتیاز حاصل کر لے گا اور قابل عزت و احترام مخلوق ہوگا اگر کفر میں بہک گیا، انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کو ٹھکرا دے گا تو جہنم کا ایندھن بن جائے گا اور یہ بات طے ہو چکی ہے کہ سرکش جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھردیا جائے گا۔ اب کفار سے کہا جائے گا تم نے دنیا میں ہمیں بھلا دیا تھا اور آج تک بھلائے رکھا اب اللہ تعالیٰ نے بھی تمہیں نظر انداز کر دیا ہے اور اپنی رحمت سے محروم کر دیا ہے اب اپنے کئے کی سزا چکھو۔ کفار و مشرکین سے جہنم بھرنے کا ارشاد اس وقت بھی فرمایا تھا جب ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور آدم کو بہکانے کیلئے قیامت تک مہلت مانگی تھی اس وقت بھی یہ فرمایا گیا تھا کہ ابلیس تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں سے جہنم کو بھر دوں گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

ہماری آیتوں پر صرف وہی ایمان رکھتے ہیں جن کے سامنے جب (ہمارا) ذکر کیا جاتا ہے تو وہ اپنے رب کی حمد اور تسبیح کرتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے (۱۵) ان کے پہلو اپنے بستروں سے دور رہتے ہیں

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ اِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۱۵﴾



وہ خوف اور اُمید سے اپنے رب کو پکارتے ہیں  
اور وہ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے بعض کو  
خرچ کرتے ہیں (۱۶) کوئی نہیں جانتا کہ اس  
کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے اس کے اعمال کی  
جزا میں کس نعمت کو چھپا کر رکھا گیا ہے (۱۷)  
کیا ایمان والا اس جیسا ہو جائے گا جو فاسق  
ہے، یہ برابر نہیں (۱۸)

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ  
أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾  
فَوَيْلٌ لَّكَ إِن كَانَفَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ﴿١٧﴾

اللَّهُ  
الْعَظِيمُ

### تفسیر

بھولی آ یہ پاک میں کفار و مشرکین کے قیامت کے دن حاضر ہونے اور اُن پر عذاب مسلط ہونے کا  
ذکر ہے اس آ یہ پاک میں حضور ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ محبوب! کفار کی سرکشی سے آپ پریشان نہ ہوں،  
اُن کا اکھڑ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ آپ نے انہیں سمجھانے میں کوئی کمی کی ہے آپ نے تو تبلیغ کا حق ادا کر دیا  
ان کی سرکشی کا سبب یہ ہے کہ ان میں قبول حق کی اہلیت ہی نہیں ایمان کی دولت تو ان لوگوں کو ملتی ہے جن  
میں یہ صفات موجود ہوں، جب ان کے سامنے ہماری آیات کا ذکر ہوتا ہے تو سجدہ میں گر جاتے ہیں اپنے  
رب کی حمد کرتے ہیں تکبر و غرور نہیں کرتے، ایمان قبول کرنے والوں کی ایک اور صفت یہ ہے کہ جب لوگ  
نہند کے مزے لوٹتے ہیں تو یہ لوگ اپنے پہلوؤں کو بستروں سے دور رکھتے ہیں۔

جمہور مفسرین نے اس سے مراد نماز تہجد لی ہے، حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں، بستروں سے الگ  
ہونے کی صفت ان پر بھی صادق آتی ہے جو عشاء کی نماز باجماعت ادا کریں پھر صبح کی نماز باجماعت کے  
ساتھ پڑھیں، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جو لوگ اٹھتے بیٹھے کروٹ لیتے آنکھ کھلتے، اللہ کا ذکر کرتے  
ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں، حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ قیامت کے دن فرشتہ ندا دے گا وہ

لوگ کھڑے ہوں جن کے پہلو بستر سے الگ رہتے تھے اس پر لوگ اُنھیں گے جو قلیل ہوں گے یہ لوگ بغیر حساب کے جنت میں بھیج دیئے جائیں گے۔

یہ لوگ اپنے رب کے حضور عجز و انکساری، آہ و زاری سے دعائیں کرتے ہیں اس عبادت کے وقت ان کی حالت یہ ہوتی ہے اپنے رب سے ڈرتے بھی ہیں اور اس کے فضل و کرم سے امید بھی رکھتے ہیں کہ ان کا رب اُنہیں محروم نہیں فرمائے گا، فضل و کرم سے نوازے گا۔

”الایمان بین الخوف والرجاء ایمان ڈر اور اُمید کی درمیانی حالت ہے۔“

صرف اُمید پر رہنا کہ اللہ غفور ہے معاف فرمادے گا، یہ نظریہ بھی صحیح نہیں کہ خدا کی صفات قہر و جبر سے بے نیازی ہے، اور صرف ڈر کر رہنا کہ اللہ مجھے بخشے گا نہیں، میں بہت بڑا مجرم ہوں یہ نظریہ بھی صحیح نہیں کہ اللہ کی صفت غفور و رحیم سے دور ہے۔ ایمانداروں کی ایک صفت اور فرمائی گئی کہ ہماری طرف سے جو انہیں رزق دیا جاتا ہے اس سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان صفات کے حاملین کے بارہ میں فرمایا کوئی ہماری نوازشات و انعامات کا تصور بھی نہیں کر سکتا، جو ہم نے اپنے بندوں کیلئے خاص کر رکھی ہے، حدیث پاک میں اس عنوان کا ذکر اس طرح ملتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندوں کیلئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی کے دل میں ان کا تصور ہوا۔ آئیہ مبارکہ کے آخر میں فرمایا گیا کیا جو شخص ایماندار ہو وہ اس کی مانند ہو سکتا ہے جو فاسق ہو یہ برابر نہیں مومن وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانے اس کے قانون کی اتباع کرے جو اللہ نے پیغمبروں کے ذریعہ بھیجا ہے فاسق وہ ہے جو عبادت سے دور ہے، بغاوت و سرکشی پر آمادہ اطاعت الہیہ سے متنفر ہے۔

اس آئیہ کریمہ کے اترنے کا سبب یہ بنا، حضرت علی المرتضیٰ اور ولید بن عقبہ میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا، ولید نے کہا علی چپ رہو میں بڑا ہوں، بوڑھا ہوں حضرت علی نے فرمایا تو چپ رہ، انسان کا شرف ایمان و تقویٰ سے ہے وہ تجھ میں نہیں۔ یہ آئیہ حضرت علی کی تصدیق میں نازل ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے تو ان کی مہمانی میں ان کے رہنے کیلئے جنتیں ہیں جو کچھ انہوں نے عمل کیا (۱۹) وہ لوگ جنہوں نے نافرمانی کی ان کا ٹھکانہ آگ ہے جب بھی وہ اس آگ سے نکلنے کا ارادہ کریں گے ان کو اسی آگ میں لوٹا دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا اب اس آگ کا مزہ چکھو جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے (۲۰) اور ہم ان کو ضرور چھوٹا عذاب چکھائیں گے بڑے عذاب کے سوا تا کہ وہ (کفر سے) رجوع کر لیں (۲۱) اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے پھر وہ ان سے اعراض کرے بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں (۲۲)

أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا  
يَعْمَلُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ  
النَّارُ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا  
فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ دُوِّنُوا عَذَابَ  
النَّارِ الَّتِي كُنتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝  
وَلَنَذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَذْيِ دُونَ  
الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝  
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ  
أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ  
مُنْتَقِمُونَ ۝

صَلَّى  
الْحَقِّ

تفسیر

پچھلی آیہ کریمہ میں ذکر تھا کہ مومن اور فاسق برابر نہیں ہو سکتے، ان آیات میں ارشاد ہے کہ برابر کیوں نہیں ہو سکتے اس لئے کہ ان کے اعمال میں زبردست تضاد ہے، فرمایا وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام اچھے کئے ان کا ٹھکانہ جنتیں ہیں یہ ان نیکوں کا بدلہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔ کفار و مشرکین کے کردار اور بد عملی کے نتیجہ میں انہیں دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ دوزخ کے عذاب سے بچنے کیلئے جب بھی وہ نکلنے کی

کوشش کریں گے انہیں پھر وہاں ہی لوٹا دیا جائے گا اور ہم اسے مجرموں کو بڑے عذاب سے پہلے چھوٹی چھوٹی تکالیف دیتے رہیں گے تاکہ وہ فسق سے باز آجائیں۔ آخری عذاب سے پہلے سرکشوں متکبرین کو مختلف مشکلات و مصائب میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو ان کے گناہوں پر متنبہ کرنے کیلئے ان پر بیماریاں مشکلات مسلط کر دیتا ہے کہ گناہوں سے باز آجائیں اور آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔

اس آیہ مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے کہ گنہگاروں کیلئے دنیا کی مشکلات بھی ایک قسم کی رحمت ہیں کہ وہ غفلت سے باز آکر عذاب آخرت سے بچ جائیں گے ہاں جو لوگ ان آفات پر بھی اللہ کی طرف متوجہ نہ ہوں تو ان کیلئے دو ہر عذاب ہو جاتا ہے، اسی دنیا کی مشکلات کا عذاب آخرت میں جہنم کا عذاب، انبیاء اولیاء پر جو مصائب و مشکلات آتی ہیں ان کا معاملہ اس صورت سے بالکل مختلف ہے وہ ان کیلئے امتحان کے ذریعہ ترقی درجات کیلئے ہوتے ہیں اس کی پہچان یوں ہے کہ ان لوگوں کو مشکلات و مصائب میں ہی ایک قسم کا قلبی سکون اطمینان اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔

آیہ پاک کے آخری حصہ سے پتہ چلتا ہے بعض جرائم کی سزا آخرت سے پہلے دنیا میں بھی ملتی ہے، مجرمین میں ہر قسم کے مجرم شامل ہیں۔ ابن جریر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے تین گناہ ایسے ہیں ان کی سزا آخرت سے پہلے دنیا میں بھی ملتی ہے۔

۱۔ حق کے خلاف کوشش کرنا

۲۔ والدین کی نافرمانی

۳۔ ظالم کی امداد

آخری آیہ میں فرمایا گیا اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کو آیات سے نصیحت کی جائے وہ پھر اعراض کرے۔ حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے حضور ﷺ سے عرض کی گئی، یا رسول اللہ سب سے زیادہ اچھا اسلام کس کا



ہے فرمایا جس کی زبان ہاتھ (کے ظلم سے) لوگ محفوظ رہیں۔ حضرت ابو ہریرہ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا، ظالم اپنے نفس کو ضرر پہنچاتا ہے آپ نے فرمایا نہیں سرخاب پرندہ جو اپنے گھونسلے میں مرجاتا ہے وہ ظالم کے ظلم کے ضرر سے ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پس آپ سے ملاقات میں شک نہ کریں اور ہم نے اُسے بنی اسرائیل کیلئے ہدایت بنایا ہے (۲۳) اور جب انہوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے بعض کو امام بنا دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے (۲۴) بے شک تیرا رب ہی قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ فرما دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے (۲۵) کیا انہوں نے اس سے ہدایت حاصل نہیں کی ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا ہے جو اپنے گھروں میں چلتے پھرتے تھے، بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں کیا یہ سنتے نہیں (۲۶)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسٰی الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَابِهِۦ وَجَعَلْنٰهُ هٰدٰی لِّبَنِيْٓ اِسْرَءٰٓئِلَ ۖ وَجَعَلْنٰا مِنْهُمْ اٰيٰتٍ يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لِمَا صَبَرُوْا ۚ وَكَاؤُا بِاٰيٰتِنَا يُوْقُوْنَ ۚ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۚ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَیْسُوْنَ ۚ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍۭ لِّیَسْمَعُوْنَ ۝۶۶

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم

## تفسیر

اس آیہ کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات دینے اور حضور ﷺ سے ملاقات کا ذکر ہے اور اس کتاب کے بنی اسرائیل کیلئے ہدایت کا ذکر ہے، حضور ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے آپ کفار کی ضد ہٹ دھری اسلام کی مخالفت آپ سے دشمنی کی وجہ سے پریشان نہ ہوں، موسیٰ علیہ السلام کا حال یاد کریں، اُن سے بھی قوم نے اچھا سلوک نہ کیا، موسیٰ علیہ السلام کو کفار سے بھی تکلیف پہنچی اور اپنی قوم کے مومنین سے بھی رنج پہنچایا تھا کہ تو جا اور تیرا رب جائے، دونوں ان سے جنگ کرو ہم یہاں بیٹھنے والے ہیں۔ حضور ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے بارے میں ابن عباس نے کہا معراج کی رات جو موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ اس میں شک نہ کریں یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل کی تھی اور انہوں نے جو کتاب سے ملاقات کی تھی اس میں شک نہ کریں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تفسیر کی ہے کہ محبوب جیسے موسیٰ کو کتاب دی گئی ہے اور لوگوں نے مخالفت کی آپ کو ایسے معاملات پیش آئیں گے تکالیف سے پریشان نہ ہوں۔

فرمایا گیا موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت نفع بخش تھی، آپ کی اُمت سے جو لوگ صحیح اطاعت گزار تھے ہم نے انہیں امام بنا دیا، اُمت سے امامت کیلئے وہی لوگ منتخب کئے گئے جو صبر و استقامت کے ساتھ رہے، مشکلات و مصائب میں گھبراتے نہیں، ثابت قدمی سے کام کیا جو لوگ مشکلات سے گھبر جاتے ہیں انہیں یہ اعزاز نہیں ملتا۔

بنی اسرائیل میں تو کئی فرقے تھے امام کس فرقہ کو بنایا گیا اس کا جواب فرمایا گیا کہ ان کا رب قیامت کو فیصلہ فرما دے گا جس میں اختلاف کرتے تھے۔ اگلی آیہ مبارکہ میں فرمایا یہ لوگ جو ہمارے نبی کریم کے لائے ہوئے نظام کی مخالفت کر رہے ہیں کیا انہوں نے عاد و ثمود کی تباہ شدہ بستیوں کو نہیں دیکھا وہ لوگ کس قدر سرکش تھے انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا، ہمارے انبیاء کا انکار کیا تھا پھر وہ کس طرح تباہ و برباد

ہوئے آج کوئی ان کا نام لیوا بھی نہیں ملتا۔ آیہ مبارکہ کے آغاز میں یہ بھی فرمایا گیا، امامت و پیشوائی کے لائق اللہ کے نزدیک صرف وہی لوگ ہیں جو عمل میں کامل ہوں اور علم میں بھی یہاں عملی کمال کو علمی کمال سے مقدم ذکر کیا گیا ہے کہ تربیت طبعی میں علم عمل سے مقدم ہوتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ کے نزدیک وہ علم قابل اعتبار ہی نہیں جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

کیا انہوں نے یہ دیکھا نہیں کہ ہم پانی کو بخر زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر ہم اس سے فصل اُگاتے ہیں جس سے اُن کے مویشی اور وہ خود کھاتے ہیں کیا وہ نہیں دیکھتے (۲۷) اور وہ کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو (۲۸) آپ کہئے جس دن فیصلہ ہوگا اس دن کافروں کو ان کا ایمان نفع نہیں دے گا اور نہ ہی ان کو مہلت دی جائے گی (۲۹) آپ ان سے اعراض کیجئے اور انتظار کیجئے بے شک وہ بھی انتظار کر رہے ہیں (۳۰)

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ  
الْجُرِّ فَخَجِرْ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ  
الْعَامُّهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ اَفَلَا يَبْصُرُوْنَ  
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ  
صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ  
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِيْسَآئُهُمْ وَلَا هُمْ  
يُنْتَظَرُوْنَ ۝ فَاَعْرَضْ عَنْهُمْ وَاَنْتَظِرْ  
اِنَّهُمْ مُّنتَظَرُوْنَ ۝

صَلَّى  
الْحَضِيمِ

تفسیر

اس سے پہلی آیہ مبارکہ میں تھا کہ پہلی قوموں کی حالت کو دیکھیں، انبیاء کی مخالفت میں کس قدر برباد ہو گئے کیا انہوں نے عاد و ثمود کی تباہ بستیوں کو نہ دیکھا ان لوگوں نے دنیا پر غرور کیا، انبیاء کی مخالفت کی برباد ہو گئے۔ اس آیہ پاک میں انہیں اپنی نعمتوں کو یاد دلایا جا رہا ہے کیا وہ یہ دیکھتے نہیں کہ ہم اپنے فضل و کرم

سے بنجر زمین کو سرسبز بنانے کیلئے بادلوں کو بھیجتے ہیں وہ بنجر زمینوں پر برستے ہیں وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی ہیں پھر اس سے وہ خود اور ان کے جانور کھاتے ہیں۔ آیہ کریمہ میں پانی کو بہا کر لے جانے کا ذکر ہے یعنی بارش کسی دوسری جگہ ہوئی وہ پانی بہا کر اس بنجر زمین میں لے جاتے ہیں اس میں اشارہ ہے بعض زمین ایسی خام اور نرم ہوتی ہے جو بارش کی متحمل نہیں ہوتی، ایسی زمینوں کیلئے یہ نظام قدرت ہے کہ وہاں پانی بہا کر لیجایا جاتا ہے۔

اس آیہ کریمہ کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ حق سے اعراض کرنے والوں کو پیغام حق پہنچا دیتے ہیں اور وہ اس سے ہدایت حاصل کر لیتے ہیں، ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہم مردہ دلوں کو اپنی تجلیات پہنچاتے ہیں اور وہ باغ و بہار بن جاتے ہیں۔ بعض علماء نے یہ معنی بھی کیا ہے کہ ہم گمراہ دلوں کو ہدایت کا پانی پہنچا دیتے ہیں جس سے ان دلوں کی اصلاح ہو جاتی ہے، ہدایت سے نوازے جاتے ہیں۔ کافر کی ہدایت یہ ہے کہ ایمان لائے، فاسق کی ہدایت یہ ہے کہ عبادت و اطاعت کرے، بے گناہ نماز کی ادائیگی اس سلسلہ میں بہترین معین و مددگار ہے کہ یہ عبادت اس کے دھیان کو اللہ کی طرف متوجہ رکھتی ہے۔ ان میں بار بار یہ حاضری دل کی بنجر زمین کیلئے باغ و بہار کا انداز پیدا کر دیتی ہے۔

اگلی آیہ پاک میں کفار و مشرکین کی ایک بات کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ وہ مسلمانوں سے کہتے تھے تم کہتے ہو عنقریب اللہ فیصلہ فرمائے گا تاؤ وہ فیصلہ کب ہوگا، ایمانداروں سے فرمایا گیا اس کے جواب میں تم کہہ دو جس دن وہ فیصلہ آئے گا تو تمہیں ایمان لانے اور توبہ کرنے کی مہلت نہیں ملے گی۔

آیہ کریمہ کے آخری حصہ میں فرمایا گیا محبوب! آپ ان کی جاہلانہ باتوں سے کنارہ کریں، کفار آپ پر حوادث زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں آپ ان پر عذاب الہی کے نزول کا انتظار کریں وہ بتوں کی مدد کا انتظار کر رہے ہیں، آپ اللہ کی مدد کا انتظار کریں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ



## سورة الاحزاب

یہ سورۃ پاک مدینہ منورہ میں نازل ہوئی، اس میں کچھ آیات مبارکہ ملی ہیں، اس کی ۷۳ آیات اور نور کوع ہیں، اس سورۃ پاک کی اکثر آیات مبارکہ منافقین کے رد میں نازل ہوئیں۔ اس سورۃ پاک میں یہودیوں کی عہد شکنی کا ذکر ہے اس سورۃ پاک میں خواتین کے مسائل کا ذکر ہے ان کے حجاب کا ذکر ہے نکاح کا ذکر ہے، متعدد احکام شرعیہ کا ذکر ہے کفار و مشرکین سے الگ تھلگ رہنے کا ذکر ہے، ان کی اطاعت و فرمانبرداری سے بچنے کا ذکر ہے۔ حضور ﷺ کی ختم نبوت، آپ پر درود و سلام پڑھنے، حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا ایمانداروں کی مانیں ہونے کا ذکر ہے۔

اس سورۃ پاک کو سورۃ الاحزاب اس لئے کہا جاتا ہے کہ ”احزاب“ کا معنی ہے کئی جماعتیں، چونکہ مشرکین، یہود اور منافقین نے متحد ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کیا تھا اور حضور ﷺ نے ان کے دفاع کیلئے مدینہ منورہ کے ارد گرد خندق کھود کر اس حملہ کا مقابلہ کیا تھا، اسی وجہ سے اس جنگ کو غزوہ خندق بھی کہا جاتا ہے، اس سورۃ پاک میں چونکہ غزوہ احزاب کے متعلق آیات نازل ہوئیں اس وجہ سے اس کا نام الاحزاب ہے۔

اس غزوہ کے واقع ہونے کا سبب یہ بنا تھا کہ بنی عامر کے دو افراد مدینہ منورہ سے اپنے گھروں کو جا رہے تھے راستہ میں عمر بن اُمیہ سے سامنا ہو گیا، انہوں نے انہیں قتل کر دیا یہ دو شخص حضور ﷺ کی پناہ میں تھے، معاہدہ کی وجہ سے قتل کی دیت آپ اور آپ کے حلیفوں پر تھی، بنو نضیر آپ کے حلیف تھے، آپ نے ان سے دیت میں تعاون کا مطالبہ کیا انہوں نے تعاون کے بجائے ابوبکر، عمر، علی رضی اللہ عنہم کے خلاف سازش کی جس کی خبر، جبریل علیہ السلام نے حضور کو عرض کر دی۔ حضور ﷺ نے بنو نضیر کا محاصرہ کیا وہ قلعہ میں بند ہو گئے، منافقین نے بنو نضیر کو مدد کرنے کی تسلی دی مگر اللہ نے ان کے دلوں میں اسلامی ہیبت ڈال دی وہ نہ آ سکے پھر بنو نضیر نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں قتل نہ کیا جائے، انہیں جلا وطنی کی اجازت دی

جائے چنانچہ وہ مدینہ منورہ سے نکل گئے، جاتے جاتے قریش کو مسلمانوں کے خلاف لڑنے کا مشورہ دے گئے، کئی قبائل کو متفق کیا جن کی تعداد ۱۲ ہزار تھی، حضور ﷺ نے کفار کی اس تیاری اور حملہ آور ہونے کے سلسلہ میں صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ مدینہ منورہ کے گرد خندق کھود کر اس حملہ کا مقابلہ کیا جائے اس پر عمل ہوا، خندق کھودتے ایک چٹان سامنے آئی جو شدید سخت تھی اُسے حضور ﷺ نے خود اپنے ہاتھ مبارک سے توڑا۔ بسم اللہ پڑھ کر ضرب لگائی تو فرمایا مجھے شام کی چابیاں دے دی گئیں، دوسری ضرب لگائی تو فرمایا مجھے ملک فارس کی چابیاں دے دی گئیں، تیسری ضرب لگائی تو چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور فرمایا مجھے یمن کی چابیاں دے دی گئیں اور فرمایا میں صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

یہ حضور ﷺ کا عظیم معجزہ تھا جو ظاہر ہوا، اسی موقع پر ایک اور معجزہ کا ظہور ہوا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی دعوت کی، دعوت کا سامان بہت مختصر تھا، عرض کی حضور آپ اور چند ساتھی ہمارے ہاں چلیں، آپ نے بہ آواز بلند فرمایا، اے اہل خندق چلو، جابر نے سب کی دعوت کی ہے، ہماری پریشانی کو دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا جب تک میں نہ آؤں ہانڈی نہ اُتارنا، میں گھر آیا بیوی سے واقعہ سنایا کہ حضور ﷺ نے تو سب کو بلا لیا ہے بیوی نے کہا شرمندگی ہوگی، آپ نے اپنا لعاب مبارک آٹا میں ڈالا، فرمایا روٹیاں پکانے والی ایک اور بلا لو، دیگچی میں سے سالن نکالنا مگر چولہے سے نہ اُتارنا اس وقت ہم سب نے پیٹ بھر کر کھایا اس وقت ایک ہزار صحابہ تھے دیکھا گیا تو سالن بھی بچا پڑا ہے، آٹا بھی اُسی طرح ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

## سُورَةُ الْاَحْزَابِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان ہے

اے نبی! آپ اللہ سے ڈرتے رہیں اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کریں بیشک اللہ بہت علم والا ہے بہت حکمت والا ہے (۱) اور آپ اسی کی اتباع کریں جس چیز کی آپ کو وحی کی جاتی ہے بے شک اللہ تمہارے کاموں میں خبر رکھنے والا ہے (۲) اور اللہ پر توکل رکھئے اللہ کافی کارساز ہے (۳) اللہ نے کسی شخص کے اندر دودل نہیں بنائے اور تم اپنی جن بیویوں سے ظہار کرتے ہو ان کو اس لئے تمہاری مائیں نہیں بنایا اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا بنایا ہے یہ تمہارا صرف زبانی کہنا ہے اور اللہ حق بات کہتا ہے اور سیدھا راستہ دکھاتا ہے (۴)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ  
الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۚ إِنَّ اللَّهَ  
كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ  
إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا  
تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ  
وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ مَا جَعَلَ اللَّهُ  
لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ ۚ وَمَا جَعَلَ  
أَمْرًا وَأَجْرًا ۖ يُظَاهَرُونَ مِنْهُنَّ  
أَمْهَاتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ  
أَبْنَاءَكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ  
وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي  
السَّبِيلَ ۝

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم

تفسیر

آیہ کریمہ کے آغاز میں حضور ﷺ کو نام کے بجائے عظیم صفت النبی سے ذکر فرمایا گیا اس انداز خطاب سے حضور ﷺ کی عظمت واضح ہو رہی ہے، قرآن مقدس میں کئی انبیاء علیہم السلام کو ان کے ناموں سے یاد کیا گیا ہے مگر حضور ﷺ کیلئے ایسا ذکر نہیں۔ یہ خصوصی خطاب ہے اے نبی کریم! آپ اللہ سے ڈرتے

رہے اور کفار و منافقین کی بات نہ مانئے۔ اس آیہ مبارکہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا، حضور ﷺ کفار و مشرکین سے بڑے نرم انداز اور لطف و کرم سے بات فرماتے، ان کی دلداری کا خیال رکھتے، کفار نے سمجھا ہمارے ساتھ بہت نرمی سے ملتے ہیں، بااخلاق رہتے ہیں، جو مشورہ دیں گے وہ مان لیں گے چنانچہ جنگ اُحد کے بعد ابوسفیان عکرمہ مدینہ منورہ آئے اور حضور ﷺ سے کچھ معروضات پیش کرنے کی اجازت چاہی اس گروپ میں عبد اللہ بن اُبی بھی شامل تھا اس گروہ نے حضور ﷺ سے عرض کی، آپ ہمارے بتوں کے خلاف کہنا چھوڑ دیں اور یہ اعلان کر دیں کہ یہ بت بھی اپنے ماننے والوں کی شفاعت کریں گے، اس اعلان کے بعد ہمارا آپ کا تنازعہ ختم ہو جائے گا، اُن کی اس بیہودہ تجویز پر حضور ﷺ کو کوفت پہنچی، یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی، محبوب کفار و منافقین اس لائق نہیں کہ ان کی بات مانی جائے، آپ حسب سابق خدا سے ڈرتے رہے اور کفار و منافقین کی اطاعت نہ کیجئے آپ صرف ان احکام کی اتباع کیجئے جو خدائے علیم و حکیم نے آپ پر نازل کئے، کفار کی سازشوں کی آپ پرواہ نہ کریں، اپنے رب پر بھروسہ کریں، وہی کافی کارساز ہے۔

پہلی آیہ کریمہ میں کفار و منافقین سے میل جول نہ رکھنے کا حکم تھا، اب کفار و منافقین سے میل جول نہ رکھنے کی دلیل فرمائی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر دل ایک ہی رکھا ہے، ایک دل میں مختلف خیالات کی گنجائش نہیں، ایسا ہونا ناممکن ہے کہ ایک خدا کی بندگی بھی ہو اور خدا کے بغیر کسی اور معبود کا تصور بھی ساتھ رہے۔ حق و باطل دونوں کا اکٹھے رہنا ناممکن ہے۔ جلیل القدر صحابہ کا پیار، ابو جہل، ابولہب کا تعلق اکٹھے نہیں ہو سکتے اُن کی رائے کی قطعی کوئی حیثیت نہیں۔ محبوب آپ نے صرف حق کا ہی علم بلند کرنا ہے، دو رنگی کا تصور حقیقت کے خلاف ہے، اسلام کو اُسی کے تقاضوں کے ساتھ قبول کرنا ہوگا۔

اگلی آیہ پاک میں دو درجہ جاہلیت کی ایک بری رسم کی تردید فرمائی گئی ہے، جاہلیت کے دور میں ایک بُری رسم یہ تھی اگر کوئی اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ ”تو مجھ پر اس طرح ہے جیسے میری ماں کی پشت“ ان الفاظ کو طلاق شمار کر لیا جاتا تھا اور وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی۔ اسلام نے اس کی اصلاح فرمائی کہ بیوی سے اس قسم کی گفتگو غیر مناسب غیر پسندیدہ ضرور ہے مگر ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوتی، ایک اور رسم کی تردید فرمائی لوگ



اپنے منہ بولے بیٹے کے متعلق یہ سوچ لیتے کہ یہ بیٹا بھی حقیقی بیٹے کی طرح ہو گیا ہے، اس کے حقوق بھی حقیقی بیٹے کی طرح ہی ہیں اسلام نے ان کے اس رواج کو بھی ختم کر دیا کہ اس سے حقیقی اولاد کی حق تلفی ہے، دو مسکوں کا ذکر فرمایا گیا اور ان کی تردید کر دی گئی پہلا مسئلہ ظہار کا اور دوسرا متنتی (منہ بولے بیٹے کا) ان دونوں مسکوں میں ان لوگوں نے اپنی بے بنیاد خواہشات سے حلال و حرام کے خود ساختہ قوانین بنا رکھے تھے جن کی اصلاح فرمادی گئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

منہ بولے بیٹوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک بہت انصاف کی بات ہے اگر تمہیں ان کے حقیقی باپوں کا علم نہ ہو تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں اور دوست ہیں اگر تم نے غلطی سے بلا ارادہ کہا ہے تو تم پر کوئی گرفت نہیں لیکن اگر تم نے جان بوجھ کر کہا ہے تو گرفت ہوگی، اللہ بخشنے والا بہت مہربان ہے (۵)

اَدْعُوْهُمْ لِاَبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اَبَاءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَفِی الْوِلَیْکُمْۚ وَ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَاۤ اَخْطَاۤتُمْۚ وَ لٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْۚ وَ کَانَ اللّٰهُ عَفُوْرًا رَّحِیْمًا۝۵

اللہ صلی علیہ وسلم  
الحنطیم

تفسیر

اگر زبان سے بغیر نیت بغیر ارادہ کے کوئی بات نکل جائے اس پر گرفت نہیں ہوگی، جان بوجھ کر شریعت کے خلاف بات کرنا قابل گرفت ہے جس کی سزا ہوگی۔ آیہ کریمہ کے آخر میں اللہ رب العزۃ کی صفت غفور اور رحیم کا ذکر ہے جس سے واضح اشارہ ہے اگر کسی گناہ کے بعد خلوص دل سے توبہ کر لی اور اللہ سے معافی مانگ لی تو اس کی توبہ قبول ہوگی۔

موتی سمجھ کے شان کریبی نے چن لئے

قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

اخلاص اور ندامت کے ساتھ بہنے والا آنسو بارگاہ قدس میں موتی کی قدر پالیتا ہے۔ اس آیہ کریمہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا، حضرت زید بن حارثہ کو بچپن میں ہی چند لوگوں نے پکڑ لیا۔ حکیم بن حزام کو بیچ دیا یہ حکیم بن حزام ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ کے بھتیجے تھے انہوں نے حضرت زید کو خرید کر اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہ الکبریٰ کو تحفہ دے دیا۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ نے حضرت زید کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں بطور ہدیہ پیش کیا حضور ﷺ نے آزاد کر کے اپنا ممتحن بنالیا، زید کے والد حارثہ سخت پریشان ہوئے بیٹا گم گیا، تلاش کرنے میں کوئی کمی نہ کی آہ وزاری سے صحت خراب ہو گئی ان کے عربی میں اشعار بھی ملتے ہیں جو ان کے دکھ درد کو واضح کرتے ہیں، بیٹے کے فراق میں پورا قصیدہ لکھا ہے۔ حارثہ دینی بھائی کے ساتھ زید کو تلاش کرنے نکلے مکہ مکرمہ پہنچے تو حضرت زید کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ حضور ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے اور عرض کی یہ بچہ ہمارا ہے، فدیہ لے لیں اور اسے ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ بچہ آپ کے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ کے اجازت دے دی جائے گی تم لوگ اسے اختیار دے دو، یہاں رہے یا وطن لوٹ جائے حضرت زید نے اپنے والد کے ساتھ واپس وطن جانے پر حضور ﷺ کے ہاں رہنے کو ترجیح دی۔ باپ نے کہا زید حیرت ہے تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دے رہے ہو، حضرت زید نے کہا میں نے ان کی ایسی سیرت دیکھی ہے ان پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ حضور ﷺ نے زید کے پیار کو دیکھ کر فرمایا، لوگو! یہ میرا بیٹا ہے۔ حضور ﷺ نے بھی ازراہ کرم زید کو منہ بولا بیٹا بنالیا۔

اب حضرت زید کو زید بن محمد کہا جانے لگا جب قرآن مقدس کی یہ آیات نازل ہوئیں تو سب سے پہلے حضرت زید کو اپنے باپ کی طرف منسوب کیا جانے لگا۔ حضور ﷺ کی غلامی نے حضرت زید کو بلند ترین مقام پر پہنچا دیا۔ حضور ﷺ کی غلامی سے حضرت زید کو یہ اعزاز ملا کہ قیصر روم کی پیش قدمی روکنے کیلئے جس

لشکر کو تیار کیا اس کا سپہ سالار حضرت زید کو بنایا گیا اس لشکر میں جلیل القدر صحابہ کرام نے حضرت زید کی قیادت پر فخر کیا۔ یہی زید جنہوں نے غزوہ موتہ میں دشمن کی دو لاکھ فوج کے مقابلہ میں لشکر اسلام کی قیادت کی اور شہادت کا بلند درجہ حاصل کیا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

نبی (کریم ﷺ) مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اور آپ کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں اور قریبی رشتہ دار کتاب اللہ کی رو سے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں عام مومنوں اور مہاجرین سے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کوئی بھلائی کرنا چاہو (تو اس کی اجازت ہے) یہ حکم کتاب الہی میں لکھا ہوا ہے (۶)

النَّبِيُّ اَوَّلِيّ بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ  
وَاَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ ذَاوُلُوا الْاَرْحَامِ  
بَعْضُهُمْ اَوَّلِيّ بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ  
اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ  
اِلَّا اَنْ تَفْعَلُوْا اِلٰى اَوْلِيَّيْكُمْ مَّعْرُوْفًا  
كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُوْرًا ۝۶

صَلَّى  
الْعَظِيْم

تفسیر

بجلی آیہ کریمہ میں حضرت زید بن حارثہ سے حضور ﷺ کے پیار و محبت کا ذکر تھا، اس آیہ پاک میں اس تعلق کی کیفیت کو بیان فرمایا گیا جو حضور ﷺ کو اپنے غلاموں اور خادموں کے ساتھ ہے، فرمایا میرا محبوب تم پر تمہارے نفسوں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ اسی عنوان کو دوسرے مقام پر اس طرح فرمایا گیا ہے جو چیز تمہیں تکلیف دیتی ہے وہ انہیں ناگوار گزرتی ہے وہ ایمانداروں پر بڑے مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔ قرطبی اور اکثر مفسرین نے اس آیہ کا خلاصہ اس طرح بیان کیا ہے کہ آپ کا حکم ہر مسلمان کیلئے اپنے ماں باپ کے حکم سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اگر ماں باپ حضور کے کسی حکم کے خلاف کہیں تو ان کا کہنا ماننا جائز نہیں۔ اسی طرح اپنے نفس کی تمام خواہشات پر بھی آپ کے حکم کی تعمیل مقدم ہے۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور کا ارشاد موجود ہے ”کوئی مومن ایسا نہیں جس کیلئے میں دنیا و آخرت میں سارے انسانوں سے زیادہ اولیٰ اور قریب نہ ہوں اگر تم چاہو تو یہ آیہ پڑھ لو ”النبی اولیٰ بالمومنین من انفسهم“

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث شریف منقول ہے جسے قرطبی نے نقل کیا، حضور ﷺ نے فرمایا میری اور میری اُمت کی حالت اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور پروانے اس میں گرنے کیلئے آرہے ہیں، میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں اور تم گرنے پر اصرار کر رہے ہو، قربان جائیں۔ حضور ﷺ کے پیار و محبت پر کہ آپ کو اپنی اُمت سے کس قدر پیار و محبت ہے، اور ہم ہیں جو محبوب کریم ﷺ کے ارشادات کو نظر انداز کر کے اُن سے دوری کر رہے ہیں اور شریعت مطہرہ کے اصولوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص نے اپنے کو حضور ﷺ کا غلام نہیں سمجھا اور اپنے تمام حالات میں اپنے آپ پر حضور کی حکمرانی تسلیم نہ کی اس نے سنت کی شیرینی کا مزہ ہی نہیں چکھا۔ حضور ﷺ کے پیار کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح بھی بیان فرمایا ہے حضور ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں جو قرض چھوڑ کر مرا، وہ قرض میں ادا کروں گا اور جو شخص مال چھوڑ کر مرا وہ مال اس کے وارثوں کا ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا گیارہ بیویاں ایمانداروں کی مائیں ہیں جیسے ماں سے نکاح جائز نہیں، ایسے ہی حضور ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح جائز نہیں۔ ”لا تنکحوا ازواجہ“ کے ارشاد نے اُمت پر حرام کر دیا ہے۔

اگلی آیہ پاک میں فرما دیا گیا رشتہ دار دوسرے مومنوں کی نسبت ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں، اس ارشاد کے اُترنے کا سبب یہ بنا، حضور ﷺ نے ہجرت کے بعد حالات کی روشنی میں بعض مہاجرین کو بعض انصار کا وارث بنا دیا، اسی طرح بعض مسلمان دین میں ایک دوسرے کی حمایت کرنے کی وجہ سے ایک



دوسرے کے وارث ہوتے تھے، اس آیہ کے اُترنے کے بعد یہ تمام صورتیں منسوخ ہو گئیں اور رشتہ دار ہونے کی صورت میں وراثت باقی رہ گئی ہاں کسی دوست کے ساتھ بھلائی کر لو تو یہ الگ بات ہے اس کی اجازت ہے کہ مال کے تیسرے حصہ تک اس کیلئے وصیت کر سکتا ہے۔ یہ فیصلہ کتاب میں ہے کتاب سے مراد قرآن مقدس بھی ہو سکتا ہے، لوح محفوظ بھی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اور یاد کرو (اے حبیب) جب ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا اور آپ سے بھی اور نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے اُن سے پکا عہد لیا تھا (۷) یہ کہ (آپ کا رب) سچوں سے ان کے سچ کے متعلق پوچھے اور اس نے کافروں کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (۸)

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ  
وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ  
وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ  
مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۚ لَيْسَ عَلَى الضَّالِّينَ  
عَنْ صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا  
أَلِيمًا ۝

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم

تفسیر

آیہ مبارکہ میں انبیاء علیہم السلام سے عہد قرار کا ذکر فرمایا گیا ہے یہ عہد انبیاء علیہم السلام سے نبوت و رسالت کے فرائض کو ادا کرنے اور باہم ایک دوسرے کی تصدیق اور مدد کرنے کا عہد تھا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس عہد انبیاء میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ سب اس کا بھی اعلان کریں،

”محمد رسول اللہ لا نبی بعدہ“

محمد مصطفیٰ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں،

آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور یہ میثاق انبیاء سے بھی ازل میں اسی وقت لیا گیا جب عام مخلوق سے ”الست بربکم“ کا عہد لیا گیا۔ (تفسیر مظہری)

اس کے بعد پانچ انبیاء کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا۔ آیہ مبارکہ میں جلیل القدر انبیاء نوح، ابراہیم، موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام کے اسماء گرامی سے پہلے ”منک“ کا ارشاد قابل غور ہے۔ چار انبیاء کے اسماء گرامی کا ذکر بتاتا ہے۔ ان انبیاء کو خاص امتیاز و شرف ہے جو انہیں زمرہ انبیاء میں حاصل ہے لفظ ”منک“ میں حضور سید عالم ﷺ کے ذکر کو اوروں سے مقدم کیا گیا ہے اگرچہ آپ کی آمد انبیاء علیہم السلام کے بعد ہے مگر آپ کی تخلیق و تکوین سب سے پہلے ہے، جیسے حدیث شریف سے ظاہر ہے

”كنت اول الناس فى الخلق و آخرهم فى البعث“

میں تخلیق میں سارے انسانوں سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔

انبیاء علیہم السلام سے پختہ عہد لے لیا گیا کہ تبلیغ دین کی جو ذمہ داری انہیں سپرد کی گئی ہے اس میں وہ سر مو غفلت نہیں کریں گے یہ عہد لیا گیا تاکہ آپ کا رب سچوں سے ان کے صدق کے متعلق پوچھے اور اس نے کافروں کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیہ مبارکہ میں صادقین سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں کہ اللہ ان سے سوال فرمائے گا کیا انہوں نے قوم کو پیغام پہنچا دیا تھا؟ یا انبیاء سے یہ سوال کیا جائے گا کہ ان کی قوم نے انہیں کیا جواب دیا تھا؟ یا یہ سوال کیا جائے گا ان سے جو عہد لیا گیا تھا اُس کو انہوں نے پورا کر دیا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۚ إِذْ جَاءَ وَكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونًا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا

اللَّهُ  
صَلَّى  
الْعَظِيمِ

اے ایمان والو! تم اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم پر کفار کے لشکر حملہ آور ہوئے تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسا لشکر بھیجا جس کو تم نے دیکھا نہیں تھا اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھنے والا ہے (۹) جب کفار تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے تم پر حملہ آور ہوئے تھے جب تمہاری آنکھیں پھرا گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم اللہ کے متعلق طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے (۱۰) اس موقع پر مومنوں کی آزمائش کی گئی تھی اور ان کو شدت سے جھنجھوڑ دیا گیا تھا (۱۱)

## تفسیر

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے غزوہ احزاب کے موقعہ پر ایمانداروں پر اپنے خاص فضل و کرم کا ذکر فرمایا ہے کہ جب کفار نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے یہ تجویز کی کہ مدینہ منورہ کی شرقی جانب پڑاؤ ڈالا یہ مدینہ منورہ کا نچلا حصہ تھا اور دشمن کا دوسرا گروہ مدینہ کے بالائی حصہ میں تھا جب یہ دونوں طرف سے حملہ آور ہوئے، حالت یہ تھی کہ باہر سے ایک ہزار مشرکین نے گھیرا ڈالا ہوا تھا اور اندر سے سات سو یہودی غداری کر کے مسلمانوں کے خلاف جنگ پر کمر بستہ تھے۔ اس صورت حال کو قرآن مقدس نے بیان کیا کہ تمہاری آنکھیں پھرا گئی تھیں تمہارے کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم اللہ کے متعلق طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے، اس وقت مومنوں کی آزمائش کی گئی اور ان کو شدت سے جھنجھوڑ دیا گیا تھا اور یہ شدید

مرحلہ ایک ماہ تک رہا، دشمن نے محاصرہ رکھا مگر خندق پار کرنے کی ہمت نہ ہو سکی اور جنگ کی نوبت نہ آئی۔ عمر بن عبد عامر ایک شخص نے خندق کو عبور کیا، اس کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ ہوا اور وہ مارا گیا یہ مسلمانوں کی کامیابی کی نشانی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے دشمن کے لشکر پر زبردست آندھی بھیجی جس سے ان کے تمام خیمے اکھڑ گئے اور ناکام ہو کر واپس چلے گئے۔ آہ مبارکہ میں فرمایا گیا اُن پر لشکر بھیجا جسے تم دیکھ نہ رہے تھے۔ قرطبی کہتے ہیں ان پر فرشتوں کو بھیجا انہوں نے ان کے خیموں کی رسیاں کاٹ دیں اور جلائی گئی آگ بجھادی، ان کے گھوڑے ڈر کے بھاگنے لگے، اور ان کے دلوں پر خوف مسلط کر دیا گیا اور لشکر کے چاروں طرف فرشتے بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ اللہ نے مسلمانوں پر اپنے اس عظیم انعام کا ذکر فرمایا ہے۔ دشمن کے دفاع کیلئے مدینہ منورہ کے گرد جو خندق کھودی گئی تھی یہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے تھی۔ حضور ﷺ نے ہر دس آدمی کو چالیس گز خندق کھودنے کا حکم دیا تھا، حضور ﷺ بھی اس کے کھودنے میں شریک رہے۔ مٹی مبارک اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انتہائی جانبازی سرفروشی کے جذبہ سے یہ پڑھ رہے تھے۔

نحن الذين بايعوا محمد

على الجهاد ما بقينا ابدًا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ہم جب تک زندہ رہیں گے کلمہ حق کہنے کیلئے جہاد میں مصروف رہیں گے۔ حضرت عمر بن عوف کہتے ہیں خندق کھودنے کے دوران ایک ایسی سخت چٹان آگئی جو ہم سے توڑی نہ جاسکی۔ حضور ﷺ سے عرض کی گئی تو آپ تشریف لائے اور حضرت سلمان کے ہاتھ سے کدال لی اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر کدال ماری تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، پہلی کدال ماری تو فرمایا مجھے شام کی کنجیاں دے دی گئیں، دوسری ماری تو فرمایا مجھے فارس کی کنجیاں دے دی گئیں، تیسری کدال ماری تو فرمایا مجھے یمن کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ یہ ارشادات مستقبل میں ایمانداروں کیلئے زبردست بشارتیں تھیں۔

حضور ﷺ کی ضرب سے یہ چٹان ہی پارہ پارہ نہیں ہوئی بلکہ روم اور ایران کے قلعے بھی ہلا کر رکھ



دئے گئے تھے اس موقع پر ایک اور عظیم معجزہ بھی ظاہر ہوا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ پر بھوک کا اثر محسوس کیا، گھر جا کر اہلیہ سے پوچھا کچھ کھانے کیلئے ہے انہوں نے کہا صرف ایک صاع جو ہیں، ایک صاع ہمارے وزن کے حساب سے تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے حضرت جابر نے صرف آپ کو دعوت عرض کی آپ نے سارے صحابہ کو دعوت دے دی سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا پھر بھی بچ گیا۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے مقابل ایک ہزار کفار تھے۔ غزوہ اُحد میں حملہ کرنے والے تین ہزار تھے، غزوہ احزاب میں پہلی دونوں جنگوں سے دشمن کی تعداد زیادہ تھی مسلمانوں کی جنگی تیاری میں یہ چار باتیں واضح نظر آتی ہیں۔

(۱) اللہ پر توکل

(۲) باہمی مشورہ

(۳) بقدر وسعت مادی وسائل کی فراہمی

(۴) شدید محنت، ساڑھے تین میل لمبی خندق چھ دن میں مکمل ہو گئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اور اس وقت منافق اور جن لوگوں کے دلوں میں بیماری تھی یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جو نبی وعدہ کیا وہ محض دھوکا تھا (۱۲) اور جب اُن میں سے ایک گروہ نے کہا تھا اے یثرب والو! اب تمہارا یہاں کوئی ٹھکانہ نہیں تم واپس جاؤ اور ان کا دوسرا فریق نبی سے جانے کی اجازت طلب کر رہا تھا وہ کہہ رہا تھا ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ

وَاذِيقُوا الشَّقَاقَاتِ وَالدِّينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَآوَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اِلَّا غُرُورًا ۝ وَاذْكَالَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰ اَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا وَيَسْتَاذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بَيْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُرِيدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ

تھے صرف بھاگنا چاہ رہے تھے (۱۳) اور اگر  
مدینہ کے چاروں اطراف سے ان پر لشکر حملہ آور  
ہوتے پھر ان سے شرک طلب کیا جاتا تو وہ ضرور  
شرک کر لیتے اور وہ اس میں دیر نہ کرتے (۱۴)

مَنْ أَظْهَرَهَا تَسْبِيلُ الْفِتْنَةِ لَا تَوْهَا  
وَمَا تَكْتَبُهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
العظیم

### تفسیر

بھجلی آیہ کریمہ میں ذکر تھا کہ جنگ کی شدید صورت حال کے پیش نظر کلبجے منہ کو آگئے اور مسلمانوں کو  
شدید ہلا دیا گیا اس صورت حال کو دیکھ کر بشیر بن معصب نامی ایک منافق اور اس کے ساتھی خوشیاں منانے  
لگے، غلط باتیں کرنے لگے ان کی اس حالت کو قرآن پاک نے بیان فرمایا کہ منافقین اور جن لوگوں کے دل  
میں اسلام دشمنی کی بیماری تھی کہنے لگے کل جو خوشیاں منائی جا رہی تھیں اور خوش خبریاں سنائی جا رہی تھیں کہ  
مسلمانوں تم قیصر و کسریٰ کو فتح کرو گے وہ محض دھوکہ تھا اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کا ڈھنگ تھا اور ایک  
گروہ یہ کہہ رہا تھا کہ بیثرب والو اب تم یہاں نہیں ٹھہر سکتے، جاؤ واپس چلے جاؤ، منافقین مسلمانوں کے مشفق  
بن کر یہ بھی کہنے لگے کہ عقل مندی کا تقاضا تو یہی ہے کہ اب واپس چلے جاؤ، جنگ کے حالات تو تم دیکھ  
رہے ہو تمہارے خلاف دکھائی دیتے ہیں، دشمن کی عظیم فوج تباہی کیلئے تیار ہے، یہ فوج جب حملہ کر دے گی تو  
تمہارا نام و نشان مٹ جائے گا اب اپنی کشتی کو ڈوبنے سے بچاؤ اور اپنی جانیں محفوظ کرو، منافقین کا یہ مشورہ  
محض نفاق تھا خلوص نہ تھا، منافقین کے پروپیگنڈہ کا یہ اثر ہونے لگا کہ حضور ﷺ سے ایک جماعت نے یہ  
کہہ کر واپس جانے کی اجازت مانگی، حضور اجازت فرمائیے ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں کہیں دشمن حملہ کر کے  
ہمارے بال بچوں کو ہلاک نہ کرے، رب قدوس جل مجدہ فرماتا ہے محبوب کریم! یہ سب بہانے ہیں ان کے  
گھر غیر محفوظ نہیں یہ صرف جنگ سے بھاگنے کی تدبیر ہے۔

اگلی آیہ پاک میں منافقین کی ایک حالت کو بیان فرمایا جا رہا ہے اگر کفار مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو

جائیں اور انہیں مسلمانوں کے خلاف لڑنے کی دعوت دی جائے تو یہ لوگ فوراً کمر بستہ ہو کر اسلام کے خلاف لڑنے کو تیار ہو جائیں گے، اس وقت انہیں اپنے گھروں کا خیال بھی نہیں آئے گا نہ اپنے بچوں کو ہلاکت یاد رہے گی۔ اسلام دشمنی میں سردھڑکی بازی لگا دیں گے اس جنگ میں ایک اہم واقعہ پیش آیا، جس سے حضرت سعد کی غیرت ایمانی کا پتہ چلتا ہے کہ یہود مدینہ منورہ سے کچھ پھل لے کر صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے حضور ﷺ نے اس سلسلہ میں صحابہ سے مشورہ لیا تو حضرت سعد نے غیرت ایمانی سے عرض کی حضور اگر یہ اللہ کا حکم ہے یا آپ کا فیصلہ ہے تو ہم راضی ہیں ورنہ لڑیں گے، حضور ﷺ نے حضرت سعد کی ہمت و قوت کو دیکھ کر یہ فیصلہ ختم کر دیا، حضرت سعد نے کہا حضور دشمن کی تلواروں سے مرعوب ہو کر یہ فیصلہ نہیں کریں گے۔ جب مسلمانوں پر شدت کی انتہا ہوئی تو حضور ﷺ نے مسجد فتح کے اندر مسلمانوں کی فتح کیلئے مسلسل تین دن دعا فرمائی تیسرے روز بدھ کے دن دعا نوازی گئی اور آپ نے صحابہ کو خوش خبری سنائی۔ (مظہری)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

حالانکہ یہی لوگ پہلے اللہ سے وعدہ کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہیں پھیریں گے اور اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا جاتا ہے اس کے متعلق جواب طلبی کی جاتی ہے (۱۵) (اے محبوب) آپ کہہ دیجئے تمہیں بھاگنا موت سے یا قتل سے فائدہ نہ دے گا اور تمہیں بہت کم فائدہ پہنچایا جائے گا (۱۶) آپ کہئے اگر اللہ تمہیں مصیبت میں ڈالنا چاہے تو تمہیں کون بچا سکتا ہے اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے (تو اُسے کون روک سکتا ہے) اور

وَلَقَدْ كَانُوا عَاهِدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ  
لَا يُؤْتُونَ الْاَدْبَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ  
مَسْئُولًا ۝ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفَرَارُ  
قَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذَا لَا  
تُنْتَعُونَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي  
يَعِصُّكُمْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْءًا  
اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَّلَا يَجِدُ دُونَ لَهْمُ  
مَنْ دُوْنَ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيْرًا ۝

اللہ  
الْعَظِيْمُ

وہ اللہ کو چھوڑ کر اپنے لئے کوئی حامی مددگار نہیں

پائیں گے (۱۷)

## تفسیر

آیہ مبارکہ میں فرمایا جا رہا ہے کہ وہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ خدا تعالیٰ سے کئے گئے وعدوں کے متعلق ان سے جواب طلبی نہیں ہوگی ان کا یہ خیال غلط ہے اللہ ان سے ہر بات کے متعلق باز پرس کرے گا، حضور ﷺ سے فرمایا گیا محبوب انہیں کہہ دیں تم موت کے ڈر سے جنگ سے بھاگنا چاہتے ہو یا درکھو موت سے کسی کو بھاگنا نہیں اگر آج جنگ میں قتل ہونے سے بچ بھی گئے تو کیا پھر تمہیں موت نہیں آئے گی، موت تو چونہ گج مضبوط مکانوں میں بھی نہیں چھوڑے گی، اسی عنوان کو قرآن مقدس نے دوسری جگہ پر اس طرح فرمایا۔

”کل نفس ذائقة الموت“

ہر جان پر موت طاری ہوگی۔

اگر جنگ میں قتل سے بچ بھی گئے تو دنیا میں مختصر سا فائدہ اٹھاؤ گے بالآخر موت پکڑ لے گی، اس فرار سے تمہیں یہ فائدہ نہیں ہو سکتا کہ تم قیامت تک زندہ رہو آخر مرنا ہے۔ محبوب! (ﷺ) انہیں فرما دیجئے اگر اللہ تمہیں عذاب میں پکڑنا چاہے تو کون ہے جو بچالے گا اگر تمہیں رحمت سے نوازا نا چاہے تو کون ہے جو اس کی رحمت سے محروم کر سکے گا۔ محبوب! انہیں بتا دیجئے اللہ کے بغیر نہ کوئی تمہارا دوست ہے نہ کوئی مددگار جب یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کے بغیر تمہارا کوئی نہیں تو پھر جھوٹی امیدوں میں پھنس کر اپنے کو عذاب کا مستحق کیوں بناتے ہو۔ آیہ مبارکہ میں ارشاد ہے کہ تم کو بھاگنا نفع نہیں دے گا، معنی یہ ہے کہ موت بہر صورت آئے گی، خواہ وہ طبعی موت ہو یا دشمن کے ہاتھوں قتل کی صورت میں اور بھاگنے کی صورت میں تم زندگی سے عارضی فائدہ ہی اٹھا سکو گے پھر قیامت کے دن تمہیں ذلت والا عذاب برداشت کرنا پڑے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ



بے شک اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو (جہاد سے) روکنے والے ہیں وہ اپنے بھائیوں سے کہنے والے ہیں کہ ہمارے پاس آ جاؤ اور وہ بہت کم جہاد کرنے والے ہیں (۱۸) اور وہ تمہاری مدد میں بخیل ہیں پس جب دشمن حملہ آور ہو تو آپ دیکھیں گے وہ آپ کی طرف ایسے دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھومتی ہیں جیسے ان پر موت کی غشی طاری ہو جب جنگ کا خطرہ ٹل جائے تو وہ مال غنیمت کی حرص میں تم سے تیزی اور طراری سے باتیں کریں گے یہ لوگ ایمان نہیں لائے تھے سوال اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے (۱۹)

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَ  
الْقَائِلِينَ إِخْوَانَهُمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا  
يَأْتُونَ الْبَاسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۸ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ  
فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ لَأَنَّهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ  
تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَى عَلَيْهِ  
مِنَ الْمَوْتِ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ  
سَلَفُوا بِاللَّسَةِ جَدًا إِشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ  
أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ  
وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝۱۹

صَلَّى  
الْعِظَمَاءِ

### تفسیر

اس آیت کریمہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا جب عبد اللہ بن ابی اور اس کے دوسرے ساتھی خندق سے لوٹ کر مدینہ چلے گئے ان کے پاس جب کوئی منافق آتا تو یہ کہتے تم یہیں بیٹھے رہو اور خندق کی طرف واپس نہ جاؤ اور لشکر میں شامل ساتھیوں کو پیغام بھیجتے تھے کہ ہمارے پاس آ جاؤ، ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں، ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی، ابو قتادہ کہتے ہیں یہ ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے حضور ﷺ اور ان کے ساتھی بہت تھوڑے ہیں، وہ ابوسفیان اور اس کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ عنقریب مار کھا جائیں

گے تم ان کا ساتھ چھوڑ دو اس آیہ کے شان نزول کے سلسلہ میں امام ابن ابی حاتم نے اس روایت کو نقل کیا ہے، ایک شخص حضور ﷺ کے لشکر سے نکل کر اپنے بھائی کے ہاں گیا اور دیکھا اس کے پاس اچھا مرغن کھانا موجود ہے اس نے بھائی سے کہا افسوس تم مزے سے کھانا کھا رہے ہو اور حضور ﷺ تلواروں کے سایہ میں ہیں اس کے بھائی نے کہا تم بھی آ جاؤ میں قسم کھاتا ہوں محمد (ﷺ) ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اُس نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو میں یہ بات حضور کو بتاؤں گا وہ اس کی بات حضور کو بتانے گیا تو جبریل یہ آیہ کریمہ لے کر حاضر ہو گئے ان کی حالت عجیب ہوتی ہے جب ڈر طاری ہوتا ہے تو ان کی آنکھیں گھومنے لگتی ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ انہیں فرشتہ دیوچ رہا ہے اور ان کی حالت مرنے کی ہوتی ہے۔ اس آیہ میں ان کی بزدلی کی تصویر کھینچی گئی ہے ان کی حالت کا دوسرا پہلو اس طرح فرمایا جا رہا ہے جب مجاہدین کو فتح ہو جاتی ہے تو مال غنیمت کے حاصل کرنے کیلئے بے تاب ہوتے ہیں اور جھپٹتے ہیں اور جانباز مجاہدین پر طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کامیابی کا سہرا انہیں کے سر ہے اور جاں فروش مجاہدین کا اس میں کوئی حصہ ہی نہیں اور اپنی کوششوں کا ذکر کرتے ہیں جو قطعی غلط ہے۔

آیہ کے آخر میں ارشاد فرمایا گیا اس قسم کی غلط حرکات صرف انہیں لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں جن کے سینہ میں نور ایمان نہیں ہوتا ان کی ایسی حرکات سے اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ضائع کر دیتا ہے کہ یہ ساری حرکات نفاق پر مبنی ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

يَحْسَبُونَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا وَاِنْ  
يَاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا اَلْوَاثِمَ بَادُوْنَ  
فِي الْاَحْزَابِ يَسْأَلُوْنَ عَنْ اَنْبِيَائِكُمْ وَاَوْ  
كَانُوا فِيْكُمْ فَاَقْتُلُوْا اِلَّا قَلِيْلًا ۚ لَقَدْ كَانَ  
لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسُوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ  
كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ  
كَثِيْرًا ۝۷۱

صلوات  
العليه

(دشمن بھاگ گیا) لیکن یہ خیال کر رہے ہیں کہ  
ابھی جتھے نہیں گئے اور اگر وہ دوبارہ پلٹ کر  
آجائیں تو یہ پسند کریں گے کاش وہ صحرا میں  
بدوں کے ہاں ہوتے، تمہاری خبریں پوچھتے  
اور اگر یہ تم میں موجود ہوتے تو یہ جنگ نہ کرتے  
مگر برائے نام (۲۰) بیشک تمہاری رہنمائی  
کیلئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ  
ہے یہ نمونہ اس کیلئے ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے  
اور قیامت کے آنے کی اُمید رکھتا ہے اور  
کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے (۲۱)

### تفسیر

اس آیہ کریمہ میں بہادری کا دعویٰ کرنے والوں کی ایک حالت کو بیان فرمایا گیا ہے کہ دشمن کے چلے  
جانے کے بعد بھی ان کی بزدلی کا یہ عالم ہے کہ باہر نکلنے کا نام نہیں لیتے۔ انہیں بتا دیا گیا ہے کہ دشمن بھاگ  
چکا ہے میدان صاف ہے پریشان نہ ہو مگر وہ اعتبار ہی نہیں کرتے ان کی دوسری حالت کو اس طرح بیان کیا  
گیا ہے اگر دشمن دوبارہ پلٹ آئے اور حملہ کر دے تو ان کی حالت یہ ہے کہ کہیں گے کاش ہم آرام دہ مکانوں  
کی نسبت باہر جنگلوں میں ہوتے جہاں دشمن کے حملہ کا خطرہ نہ ہوتا اور آنے جانے والوں سے تمہاری خبریں  
پوچھتے اگر یہ بزدل تمہارے پاس بھی ہوتے تو پھر بھی جنگ میں دل چسپی نہ لیتے مگر بہت تھوڑے۔  
اگلی آیہ مبارکہ میں حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے جنگ سے نفرت والے یہ  
دیکھیں میرے محبوب پاک نے اس جنگ کے سنگین حالات میں کس طرح صحابہ کا ساتھ دیا ہے، خندق

کھودنے میں دوش بدوش ہیں، فاقہ کشی میں برابر کے شریک ہیں، صحابہ کرام نے پیٹ پر ایک پتھر باندھا ہے تو حضور ﷺ نے دو باندھ رکھے ہیں۔ موسم کی ناسازگاری کے باوجود کوئی پریشانی محسوس نہیں فرماتے، دشمن کے جراثیم کو دیکھ کر گھبراہٹ نہیں، ہر وقت محاذ جنگ پر موجود ہیں ایک لمحہ کیلئے بھی مقابلہ سے نہ ہٹے بنی قریظہ کی غداری پر بھی پریشان نہیں ہوئے۔

خدا پناہ منافقین کی طرح کوئی حیلہ سازی نہیں جو لوگ حیلے بہانے بنا کر جنگ سے چلے گئے ہیں ان کے جانے پر کوئی پریشانی نہیں، اپنے رب ذوالجلال کے فیصلوں پر زبردست یقین ہے۔ صحابہ کرام سے ہمدردی محبت، اُلفت، پیار میں کمی کا نام و نشان نہیں ان کی حوصلہ افزائی اور دل جوئی میں کوئی کمی نہیں اس جنگ کے ختم ہونے میں پورا مہینہ لگ گیا ہے فرمایا جا رہا ہے تم نے میرے محبوب کا اُسوۂ حسنہ دیکھ لیا آپ کے اُسوۂ حسنہ سے زندگی کے ہر پہلو پر کس طرح روشنی پڑ رہی ہے دیکھو تمہارے ہر دکھ سکھ میں میرے محبوب کی زندگی کس طرح حسین نمونہ ہے اگر تم بھی میرے محبوب کے اُسوۂ کو اپنالو گے تو منزل مراد کو پالو گے میرے محبوب کا اُسوۂ حسنہ ہر اس شخص کیلئے حسین نمونہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی اُمید رکھتے ہیں، قیامت کا دن اُن کے پیش نظر رہتا ہے اور یادِ الہی میں زندگی گزارتے ہیں۔

موقع محل کے لحاظ سے تو اس آئیہ کا مفہوم یہی ہے مگر الفاظ عام ہیں، آئیہ کریمہ میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ صرف اسی لحاظ سے رسول کی زندگی مسلمانوں کیلئے نمونہ ہے بلکہ مطلقاً نمونہ قرار دیا ہے۔ آئیہ مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان ہر معاملہ میں حضور کی زندگی نمونہ جانے اور عمل کرے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ



اور جب ایمان والوں نے (کفار کے) لشکروں کو دیکھا تو محبت سے پکار اٹھے یہ ہے وہ لشکر جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا تھا اور سچ فرمایا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور دشمن کے لشکر نے ان کے ایمان اور جذبہ تسلیم میں اضافہ کر دیا (۲۲) ایمانداروں میں ایسے جواں مرد ہیں جنہوں نے رب سے کیا ہوا وعدہ سچا کر دکھایا، ان جوانمردوں میں کچھ وہ ہیں جو زندگی پوری کر چکے اور بعض اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں حالات خطر ناک ہونے کے باوجود ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہوئی (۲۳) اللہ تعالیٰ وعدہ پورا کرنے والوں کو ان کے سچ کے باعث جزائے خیر دے اور منافقوں کو عذاب دے اگر اس کی مرضی ہو یا توبہ قبول فرمالے بے شک اللہ غفور رحیم ہے (۲۴)

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۚ  
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۚ  
لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۚ

اللَّهُ  
صَلَّى  
الْحَقِّ  
الْعَظِيمِ

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں منافقین کی حیلہ سازیوں ان کی بزدلی اور خبث باطن کا ذکر فرمایا گیا اس آیت پاک میں ایمانداروں کے حوصلہ، ہمت، جانبازی کا ذکر ہے کہ ایمانداروں نے دشمن کا جرات لشکر دیکھا اپنے کو خطر ناک حالات میں پا کر پھر بھی ان کے حوصلے پست نہیں ہوئے، ان کے پاکیزہ عزم میں کوئی فرق

نہیں آیا بلکہ حضور ﷺ پر جان قربان کرنے اسلام کی لاج رکھنے کا جذبہ مزید قوت پکڑ گیا اور یقین کامل سے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا وعدہ پورا ہوگا۔ صحابہ میں جان پر کھیلنے والوں کی تعداد کی فہرست بہت طویل ہے، ایسے لوگوں میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ نمایاں دکھائی دیتے ہیں جو اُحد شریف میں شہید ہوئے یہ افواہ پھیل گئی کہ حضور شہید ہو گئے ہیں تو کچھ لوگ دل شکستہ ہو کر بیٹھ گئے آپ نے بیٹھنے کی وجہ پوچھی تو لوگوں نے کہا حضور تو شہید ہو گئے، آپ نے زوردار انداز میں فرمایا کہ حضور ﷺ کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے اُٹھو رسول اللہ پر اپنی جانیں قربان کرو، اسلام کی لاج رکھو، پھر بس زبردست حملہ کیا، آپ فرما رہے تھے اللہ کی قسم مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے اور یہ خوشبو اُحد کے پیچھے سے آرہی ہے آپ اس جانبازی سے لڑے کہ شہید ہو گئے اور آپ کے جسم پر اُسی سے زیادہ زخم کئے گئے انہیں مقدس ہستیوں میں حضرت مصعب بن عمیر دکھائی دیتے ہیں جن کی اپنی خدمات کی فہرست بڑی طویل ہے ان کی تبلیغی کوششوں سے اوس و خزرج کے کئی سرکردہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ یہ بڑے ناز و نعمت کے پروردہ تھے مگر شوق شہادت میں سرفہرست نظر آتے ہیں۔ انہیں ایک ہی ذوق تھا کہ حضور کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے اسی جنوں میں لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کا مقدر تھا حضور ﷺ ان کی لاش پر تشریف لائے اور دعا فرمائی، پھر یہ آئیہ مبارکہ ”وَمِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ“ تلاوت فرمائی۔ قرطبی نے نقل کیا حضور ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کی جناب میں یہ لوگ قیامت تک شہید ہیں جو انہیں سلام کرے گا وہ جواب دیں گے اللہ تعالیٰ اُن کی قربانیوں کو ضائع نہیں کرے گا، جزا دے گا منافقین کے بارہ میں فرمایا کہ ان کے بارہ میں اس کی مرضی ہے عذاب دے یا اُن کی توبہ قبول کر لے وہ غفور رحیم ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

اور ناکام لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے کفار کو اس حال میں کہ اپنے غصے میں تھے اور انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا اور اللہ نے ایمانداروں کو جنگ سے بچا لیا اور اللہ تعالیٰ بہت طاقت والا ہر چیز پر غالب ہے (۲۵) اہل کتاب سے جن لوگوں نے کفار کی مدد کی تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے قلعوں سے اُتار لیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ایک گروہ کو قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قیدی بنا رہے ہو (۲۶)

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ  
لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ  
الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا  
وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِّنْ أَهْلِ  
الْكِتَابِ مِّنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ  
الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ  
فَرِيقًا ۖ

صَلَّى  
الْعِظَمِ

## تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر اپنے خاص فضل کا ذکر فرمایا ہے ایمان والوں نے میرا کرم دیکھا تمہارا دشمن کس غیض و غضب سے حملہ آور تھا اور پھر کس طرح رُسوا ہو کر واپس بھاگ گیا، تمہارے ساتھ لڑنے کی نوبت ہی نہیں آئی اور جو کچھ وہ چاہتے تھے نہ کر سکے اور ہم نے مومنوں کو محفوظ کر لیا تم نے دیکھ لیا ہم نے تمہاری کس طرح مدد کی اور کس طرح دشمن پر غلبہ دیا، ایمانداروں پر اپنے فضل کا ایک اور طرح ذکر فرمایا اگر اللہ غیب سے سامان پیدا کر کے ایمانداروں کی مدد نہ فرماتا تو مسلمان کس قدر پریشان ہوتے، مسلمانوں سے سخت دشمنی بنو قریضہ کی رسوائی کا ذکر فرمایا گیا جب مسلمان کامیاب ہوئے تو مسلمانوں سے غداری کرنے والے بنو قریضہ کو شرمندگی محسوس ہوئی، دشمن کے بھاگ جانے کے بعد حضور ﷺ ایک ماہ تک دشمن کے مقابلہ میں رہنے کے بعد واپس اپنے گھروں میں آ گئے۔ حضور سید عالم ﷺ نے ابھی غسل کی تیاری ہی کی تھی جبریل حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہم نے تو

ابھی تک نہیں اُتارے، میں دشمنوں کو روحا تک بھگا کر آیا ہوں، اب اللہ کا حکم ہے کہ بنو قریضہ پر حملہ کر کے انہیں تہہ وبالا کر دیا جائے۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اعلان کا حکم دیا کہ ایمان والو! گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ، حضور ﷺ اپنے ”لحیف“ نامی گھوڑے پر سوار ہوئے اس دن لشکر کا جھنڈا حضرت علی المرتضیٰ کے سپرد تھا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسلامی پرچم بنو قریضہ کے قلعہ کے قریب گاڑ دیا، یہود نے صحابہ کی یہ جان بازی دیکھی تو گھبرا گئے اور چھت پر چڑھ کر گالی گلوچ شروع کر دی، ان کے جواب میں سیدنا اُسید بن حذیفہ نے سخت رویہ اختیار کیا اور فرمایا اے دشمنان اسلام تمہاری سزا کا وقت آ گیا ہے اپنی گستاخیوں کی سزا بھگتنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ اس انداز میں تمہارا محاصرہ ہو گا کہ بچ نکلنے کا راستہ نہ پاسکو گے اور بھوکے مر جاؤ گے۔ یہود نے مجبور ہو کر حضور ﷺ سے عرض کی ہم سارا مال چھوڑ جاتے ہیں اور بال بچوں کے ساتھ نکل جاتے ہیں ان کی یہ تجویز نہ مانی گئی ان کے سردار کعب بن اسد نے قوم سے کہا بہتر صورت تو یہ ہے کہ سب مسلمان ہو جائیں۔ ہماری کتابوں کی روشنی میں آخر الزماں رسول یہی ہیں قوم نے کہا کعب ایمان تو ہم نہیں لائیں گے صورت حال جو بھی ہو جائے۔ کعب بن اسد نے دوسری تجویز دی کہ اپنی خواتین اور اپنے بچے قتل کر دو اور پھر مسلمانوں سے لڑ جاؤ، نتیجہ جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا قوم نے اس بات سے بھی انکار کر دیا کہ بچوں اور عورتوں کا کیا جرم ہے ہم انہیں قتل کر دیں، کعب نے ایک اور تجویز دی کہ آج سبت (ہفتہ) کا دن ہے جو ہمارا مذہبی دن ہے اس میں ہم کسی سے لڑنا نہیں چاہتے مسلمان جانتے ہیں ہم حملہ نہیں کریں گے اچانک حملہ کر دو، مسلمان بے خبری میں ہوں گے ہو سکتا ہے ہم کامیاب ہو جائیں اس تجویز کو بھی یہود نے نہ مانا کہ یہ سبت کی بے حرمتی ہے، کعب بن اسد قوم سے ناراض ہوا کہ تم کوئی بات مانتے ہی نہیں تمہارے اندر فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ پچیس دن تک محاصرہ رہا آخر یہود نے شکست مان لی اور حضور ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہو گئے جو نبی مسلمان قلعہ کے اندر گئے تو اسلحہ کے بے پناہ انبار دیکھے جو بیکار ثابت ہوئے شراب



کے مکے بھرے ہوئے دیکھے جو توڑ دئے گئے، بنی خزرج کی سفارش پر حضور ﷺ نے بنی نضیر کی جاں بخشی کر دی ہر شخص کو ایک اونٹ کا بوجھ لے جانے کی اجازت بخش دی، بنو خزرج کی سفارش پر انہیں رہائی ملی یہ بنی خزرج کی حوصلہ افزائی تھی، بنو خزرج کی سفارش بڑھتی گئی کہ انہیں قطعی معاف کر دیا جائے حضور ﷺ نے یہ فیصلہ حضرت سعد بن معاذ کے سپرد کر دیا اور فرمایا بنو نضیر کا جو فیصلہ کرو گے وہ منظور ہے عرض کی حضور اللہ اور اس کے رسول ہی کو فیصلہ فرمانے کا حق ہے، خلاصہ یہ کہ انہیں غداری، عہد شکنی اور دشمن سے ساز باز کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

اور اس نے تمہیں ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا وارث بنا دیا اور اس زمین کا بھی وارث بنا دیا جس پر ابھی تم چل کر نہیں گئے تھے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۷) اے نبی! اپنی بیویوں سے کہئے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو دنیا کا مال دوں اور تم کو اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں (۲۸) اور اگر تم اللہ کا ارادہ کرتی ہو اور اس کے رسول کا اور آخرت کے گھر کا تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والوں کیلئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے (۲۹)

وَأَوْزَكُمُ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ  
وَأَرْضَاكُمْ تَطَوُّهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلَى كُلِّ  
شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢٧﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ  
اِنْ كُنْتُمْ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا  
فَتَعَالَيْنَ اُفْتَعِلْنَ وَاسْرَحْنَ سَرَاحًا  
جَمِيْلًا ﴿٢٨﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ  
وَالْآٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ  
مِنْكُمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾

اللہ  
صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم

## تفسیر

غزوہ احزاب کے موقع ایمانداروں پر انعامات کا ذکر فرمایا جا رہا ہے اس آیہ پاک میں فرمایا اللہ نے تمہیں اُن کی زمین اور ان کے گھروں کا وارث بنا دیا اور اُس زمین کا بھی وارث بنا دیا جس پر تم ابھی گئے ہی نہ تھے یہ کون سی زمین ہے جس کا ذکر ہے یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس زمین سے مراد روم اور فارس کی زمین ہے، یہ معنی بھی کیا گیا ہے، اس سے مراد خیبر کی زمین ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بنو قریظہ اور بنو نضیر کے علاقے ہیں، اس وقت تک مکہ فتح ہوا تھا نہ خیبر نہ فارس نہ روم نہ یمن۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ علاقے ہیں جو بعد میں فتح ہوئے۔ قرطبی کہتے ہیں قیامت تک جو علاقے فتح ہوں گے وہ اس کے عموم میں شامل ہیں۔

اگلی آیہ مبارکہ ”یا ایہا النبی“ کے اُترنے کا سبب یہ بنا، ایک موقعہ پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے لوگ بیٹھے تھے مگر اندر جانے کی اجازت صرف صدیق اکبر کو ملی پھر اسی موقعہ عمر فاروق حاضر ہوئے اندر آنے کی اجازت مل گئی ان دونوں بزرگوں نے دیکھا حضور ﷺ افسردہ بیٹھے ہیں اور آپ کے گرد ازواج مطہرات بیٹھی ہیں جو کچھ مطالبہ کر رہی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا یہ مجھ سے نان نفقہ کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ پر سختی کی اور حضرت عمر فاروق نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ پر اور کہا تم رسول اللہ سے ایسی چیز کا مطالبہ کر رہی ہو جو آپ کے پاس نہیں، دونوں بیبیوں نے کہا اللہ کی قسم اب ہم آپ سے کسی ایسی قسم کا سوال نہیں کریں گی جو حضور ﷺ کے پاس نہ ہو پھر حضور ﷺ ایک ماہ یا ۲۹ دن ازواج مطہرات سے الگ رہے، تب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی، محبوب! آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیں اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو دنیا کا مال دوں اور تم کو اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ کا ارادہ کرو اور اس کے رسول کا اور آخرت کے گھر کا تو بیشک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کیلئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور ﷺ نے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ابتداء کی اور فرمایا عائشہ اس سلسلہ میں والدین سے مشورہ کرلو، سیدہ عائشہ نے عرض کی حضور میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ سیدہ عائشہ عرض کرتی ہیں حضور میرا یہ جواب کسی کو نہ بتائیں فرمایا عائشہ جس نے مجھ سے سوال کیا بتا دوں گا مجھے دشوار بنا کر نہیں بھیجا گیا مجھے تعلیم دینے والا اور آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔

اُمہات المؤمنین نے جو حضور ﷺ کے مطالبات کے وہ مختلف تھے حضرت اُم سلمہ نے معلم کا مطالبہ کیا، حضرت میمونہ نے یمن کے حلوں کا حضرت زینب نے دھاری دار چادروں کا، حضرت اُم حبیبہ نے سخوی کپڑوں کا، حضرت حفصہ نے مصری کپڑوں کا، حضرت جویریہ نے سر پر باندھنے کے کپڑے کا اور حضرت سودہ نے خیبر کی چادر کا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ  
اے نبی کی بیویو! تم میں سے جس نے بھی کھلی ہوئی معصیت کا کام کیا اس کو دو ہر اعداب دیا جائے گا اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے (۳۰)

اللہ  
الْعَظِيْمُ

تفسیر

اس آیت کریمہ میں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کی عظمت شان کو بیان فرمایا جا رہا ہے میرے محبوب! کی بیویو! تمہاری زندگی کائنات بھر کی خواتین کیلئے ایک نمونہ ہے چونکہ اس عظیم مقام سے تم نوازی گئی ہو، اب اس عظیم اور بلند مقام کی حفاظت بھی تم پر لازم ہے اگر تم نے کسی حرکت و معصیت کا ارتکاب کیا تو تمہیں سزا بھی دینی ہوگی اور ایسا کرنا اللہ پر کوئی مشکل نہیں۔ آیت مبارکہ میں فرمایا گیا اگر ازواج مطہرات سے کوئی معصیت سرزد ہوگی تو دوسری خواتین کی نسبت سزا بھی دوہری ہوگی، جس کا واضح معنی یہ بھی معلوم ہوتا ہے

ان کی ایک نیکی کی جزا دوسری خواتین کی نسبت دوہری ہوگی انہیں ہر نیکی کا ثواب دو گنا ملے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا شرف عام عورتوں سے بہت زیادہ ہے جیسے آزادی سزا غلام سے دگنی ہوتی ہے اسی طرح ازواج مطہرات کا مرتبہ چونکہ دوسری خواتین سے زیادہ ہے اس لئے ان پر گرفت بھی زیادہ رکھی گئی ہے۔

آیہ مبارکہ ”فاحشة مبینہ“ کے الفاظ سے بعض کو غلطی لگی کہ اس سے مراد زنا ہے یہ معنی قطعی غلط اور غیر صحیح ہے اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی نافرمانی مراد ہے معنی یہ ہوگا اے نبی! کی بیویو! اگر تم نے نبی کریم کی نافرمانی کی تو عذاب دوہرا ہوگا چونکہ ازواج مطہرات نے حضور ﷺ کے اول و آخر ظاہر و باطن کو اچھی طرح دیکھا، وحی اُترنے کا مشاہدہ کیا، نبوت کو چلتے پھرتے دیکھا اس لئے عام عورتوں سے ان کی نیکیاں دو گنا ہوں گی ان کو اجر زیادہ دیا جائے گا اگر بالفرض کوئی گناہ ہوگا تو عذاب بھی زیادہ ہوگا، خلاصہ یہ ہے کہ آیہ مبارکہ میں ”فاحشة“ سے مراد خاوند کی نافرمانی اور خاگی معاملات میں بے اعتدالی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ